تذکرہ خواجہ باقی باللہؒ

مع صاحبزادگان و خلفاء

مرتبہ:
مولانا نسیم احمد فریدی امروہی



الیاس لکھنؤ

ناشر الفرقان بکڈپو نظیر آباد (۳۱ نیا گاؤں مغربی) لکھنؤ

تذکرہ

خواجہ باقی باللہؒ

اور

صاحبزادگان و خلفاء

جس میں

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے شیخ و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ، ان کے صاحبزادگان خواجہ کلاںؒ و خواجہ خردؒ اور (حضرت مجددؒ کے علاوہ) ممتاز خلفاء، تاج العارفین شیخ تاج سنبھلی مکیؒ، خواجہ حسام الدین دہلویؒ و خواجہ اللہ داد دہلویؒ کے سوانح حیات اور صفات و احوالات پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ مستند مآخذ سے اخذ کر کے پیش کیے گئے ہیں، اور قدیم و جدید مورخین کی غلطیوں کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔

مرتبہ

مولانا نسیم احمد فریدی امروہی

ناشر: کتب خانہ الفرقان، ۳۱- نیا گاؤں مغربی، نظیر آباد، لکھنؤ

Marfat.com

Marfat.com

(حقوقِ طبع محفوظ ہیں)

ایڈیشن مئی سنہ ۱۹۸۶ء : .... ایک ہزار
کتابت : .... عظمت علی
طباعت : .... سرفراز پریس لکھنؤ
باہتمام : .... محمد حسان نعمانی

قیمت
صرف ۱۲ روپے

ملنے کا پتہ
الفرقان بکڈپو، ۳۱- نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

Marfat.com

Marfat.com

فہرست عنوانات تذکرہ خواجہ باقی باللہؒ مع صاحبزادگان و خلفاء

Marfat.com

Marfat.com

تعارف

از: مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصٰلحٰت

اب سے ۴۰، ۴۱ سال پہلے ۱۳۵۷ھ م ۱۹۳۸ء میں جب ماہنامہ الفرقان بریلی سے نکلتا تھا، اس کا "مجدد الف ثانی نمبر" شائع ہوا تھا ــــ حسنِ اتفاق سے اس زمانہ میں میرے مخلص اور عزیز دوست مولانا نسیم احمد فریدی امروہی کا قیام "مدرسہ اشفاقیہ بریلی" کے صدر مدرس کی حیثیت سے بریلی ہی میں تھا اور وہ میرے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اسلئے اس نمبر کی ترتیب و تیاری میں وہ برابر میرے شریک اور معاون رہے، اسکے لئے انہوں نے حضرت مجدد رح کے خلفاء پر ایک مبسوط مقالہ بھی لکھا تھا جو اس نمبر کے اہم مقالات میں سے تھا[1] ــــ اسی کی تیاری کے سلسلے میں مولانا موصوف نے حضرت مجدد رح کے مکتوبات اور ان کے سوانح اور تذکروں کا بالخصوص اُنکے خلیفہ خواجہ محمد ہاشم کشمی رح کی مصنفہ "زبدۃ المقامات" کا مطالعہ بڑے اہتمام سے کیا تھا۔ اس میں حضرت مجدد رح کے حالات و سوانح کے ساتھ اُن کے شیخ و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا تذکرہ بھی خاصی تفصیل سے کیا گیا ہے (اسی لئے اس کا اصل نام "برکات الاحمدیہ الباقیہ" ہے) اسکے مطالعہ سے اور اس زمانہ سے مولانا فریدی کو ان دونوں حضرات کے ساتھ وہ للّٰہی محبت و عقیدت کا تعلق پیدا ہو گیا جو ان چیزوں

---

[1] مولانا فریدی کا یہ مقالہ مجدد الف ثانی نمبر کے اس کتابی اڈیشن میں بھی شامل ہے جو "تذکرہ امام ربانی" کے نام سے کتب خانہ الفرقان سے شائع ہو چکا ہے اور جو حضرت مجدد الف ثانی رح کی زندگی، صفات و امتیازات، آپ کے فیضان اور تجدیدی کارناموں کے بیان میں جامع ترین کتاب ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کے مطالعہ سے ایک سلیم القلب مومن بندہ کو ہونا چاہئے۔

غالباً اسی زمانہ میں مولانا کو یہ بھی احساس ہوا کہ امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانیؒ پر تو الفرقان کے اس نمبر میں بھی اور اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اردو میں بہت کچھ لکھا گیا لیکن ان کے مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ پر اس کی بنسبت بہت کم لکھا گیا ہے۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ اسی سے مولانا فریدی کے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا تذکرہ (جیسا کہ اس کا حق ہے) کسی قدر بسط و تفصیل سے، مستند مآخذ سے اخذ کرکے مرتب کیا جائے۔

اس سلسلے میں مولانا کی مورخانہ تلاش و جستجو اور اس کے لئے کتابوں کا مطالعہ جاری رہا۔ اسی کے ساتھ حضرت خواجہ کے دونوں صاحبِ فضل و کمال فرزندوں (خواجہ عبداللہ و خواجہ عبیداللہ معروف بہ خواجۂ کلاں و خواجہ خرد) اور اکابر خلفاء سے متعلق بھی تاریخی مواد وہ تلاش کرتے رہے اور جیسا کہ ناظرین اس مجموعہ کے مطالعہ سے محسوس کریں گے اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق نے اس تلاش و جستجو میں انھیں بہت کامیاب کیا۔

انھوں نے اب سے تقریباً ۱۵ سال قبل، اولاً حضرت خواجہ کے دونوں صاحبزادوں پر ایک مقالہ لکھا جو "بحرِ ولایت کے دو آبدار موتی" کے عنوان سے الفرقان کے جمادی الاخریٰ اور رجب سنہ ۱۳۷۲ھ کے شمارہ واحد میں شائع ہوا تھا۔۔۔ اسکے بعد خود نفسِ نفیس حضرت خواجہ قدس سرہٗ

Marfat.com

ان مضامین کی اشاعت سے قریباً ۱۰ سال کے بعد سنہ ۱۳۹۰ھ میں موصوف نے حیدرآباد کا ایک سفر کیا تھا وہاں ان کو کتب خانۂ آصفیہ میں حضرت خواجہ خرد کے ملفوظات کا ایک نادر نسخہ مل گیا جو بلاشبہ بڑا قیمتی اور نایاب روحانی و عرفانی تحفہ تھا، اس کو انھوں نے نقل کرلیا اور ان ملفوظات کو ایک مقالہ کی شکل میں مرتب کردیا جو "بزم خواجہ خرد کی ایک جھلک" کے عنوان سے ذیقعدہ و ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۰ھ کے دو شماروں میں شائع ہوا تھا۔

پھر جب ان سب مقالات کو اس کتابی شکل میں شائع کرنے کا ارادہ کیا گیا تو مولینا فریدیؒ نے ان سب پر نظر ثانی کی، بہت سے مقامات پر نئی معلومات کی روشنی میں ترمیمیں کیں، اضافے کئے اور استدراکات لکھے، اس کے علاوہ مقالات کی ترتیب میں بھی تبدیلی کی گئی ـــ اب ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے (جیسا کہ چاہیئے تھا) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا تذکرہ ہے جو صفحہ ۹ سے شروع ہوکر صفحہ ۳۶ پر ختم ہوا ہے ـــ اس کے بعد "بحر ولایت کے دو آبدار موتی" کے زیر عنوان آپ کے دونوں صاحبزادوں "خواجہ کلاں" و "خواجہ خرد" کا تذکرہ ہے جو صفحہ ۳۷ سے شروع ہوکر صفحہ ۶۶ پر ختم ہوا ہے ـــ اس کے بعد "بزم خواجہ خرد کی ایک جھلک" کے زیر عنوان خواجہ خردؒ کے ملفوظات پر مشتمل ایک مقالہ ہے، یہ صفحہ ۶۷ سے شروع ہوکر صفحہ ۹۴ پر ختم ہوا ہے سب سے آخر میں حضرت خواجہ کے تین جلیل القدر خلفاء تاج العارفین شیخ تاج سنبھلی مکیؒ، شیخ حسام الدین دہلوی اور شیخ الہ داد دہلوی پر الگ الگ تین مقالے ہیں، یہ صفحہ ۹۵ سے شروع ہوکر کتاب کے آخری صفحہ پر ختم ہوتے ہیں ـــ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان مقالات سے وہ دینی و روحانی نفع پہونچائے جس کی امید پر یہ لکھے گئے اور کتابی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں۔

مولانا نسیم احمد فریدی (امروہی)

[جن کے لکھے ہوئے مقالات کا یہ مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے]

راقم سطور اس مجموعہ اور اس کے مقالات کے مندرجہ بالا تعارف سے فارغ ہو چکا

Marfat.com
Marfat.com

تو دل میں یہ شدید تقاضا پیدا ہوا کہ صاحبِ مقالات مولانا فریدی کا بھی کچھ تعارف اپنے ناظرین سے کرادیا جائے۔

وہ ایک درویش صفت، فقیرانہ زندگی گزارنے والے، اکثر زمین اور چٹائی پر سونے والے اُس طرح کے صاحبِ درس وافتا اور صاحبِ قلم وصاحبِ تصانیف عالمِ دین ہیں جیسے کبھی پہلے ہوا کرتے تھے، جن کا تذکرہ ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں ــــــ اس عاجز کا ان سے تعارف اور تعلق پچاس سال سے بھی کچھ زیادہ کا ہے جبکہ میں ۴۳ ـ ۱۹۴۲ء میں ان کے وطن امروہہ کے ایک مدرسہ میں مدرس تھا وہ اس وقت ایک مثالی قسم کے مہذب اور صالح نوجوان تھے، انھوں نے بہت کم عمری میں پہلے مڈل اور پھر ہائی اسکول اور اعلیٰ قابلیت (اُردو) اور منشی کامل (فارسی) وغیرہ امتحانات پاس کرلیئے تھے، جس کے بعد (اس دور کے خاص حالات میں) بآسانی کسی اسکول یا کالج میں معقول تنخواہ پر اُردو فارسی کے استاذ کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوسکتا تھا ــــ اور اُنکے گھر اور معاشی حالات کا یہی تقاضا تھا ــــ لیکن انھوں نے خالص دینی جذبہ کے تحت دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کیا پہلے کچھ مدت تک امروہہ ہی میں طالب علمی کرتے رہے، پھر دارالعلوم دیوبند جاکر تکمیل کی، اور اس کے بعد اپنے بزرگوں والی دینی مدارس میں تدریس کی لائن اختیار کرلی، جس میں اس زمانہ میں اکثر وبیشتر بقدرِ کفاف ہی مشاہرہ ہوتا تھا۔

اپنے بعض قریبی اعزہ کا یہ حال دیکھ کر کہ وہ بیچارے اپنا معاشی بوجھ اٹھانے کے لائق نہیں ہیں مولانا نے اپنے لئے فقر وقناعت کے علاوہ تجرد کی زندگی گزارنے کا بھی فیصلہ کرلیا تاکہ ان کی خدمت کرسکیں اور پھر اللہ کے بندے نے پوری زندگی اسی طرح گزار دی۔ اس وقت عمر ۷۰ کے لگ بھگ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو علم وفضل اور درویشانہ صفات کے ساتھ تاریخی تلاش وتحقیق کا خاص ذوق وشغف اور پھر اس تحقیق ومطالعہ کے نتائج کو تحریری شکل میں محفوظ کرنے کا خاص سلیقہ اور ملکہ بھی عطا فرمایا ہے۔ ان کی سادہ تحریریں خاص قسم کی تاثیر اور دلکشی بھی ہوتی ہے ــــ جس کا

Marfat.com
Marfat.com

نمونہ اس مجموعہ میں شامل ان کے مقالات ہیں ــــــ اُن کے پروردگار کا یہ بھی ان پر خاص فضل انعام ہے کہ اس نے ان کی تحقیقاتی و مطالعاتی دلچسپی کا خاص موضوع اپنے ان محبوب اور برگزیدہ بندوں کو بنا دیا ہے۔ جو اس کے آخری رسول سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین و نائبین اور دین اللہ کی لائی ہوئی تعلیم و ہدایت کے محافظ و امین ہیں اور جن کی زندگیوں میں امتِ محمدیہ کی رہنمائی کا پورا سامان ہے۔

اس سلسلہ کے مولانا کے مقالات یا تراجم قریباً ۳۰ سال سے تو مسلسل ہی الفرقان میں شائع ہوتے رہے ہیں (جن میں سے متعدد کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے)

ناظرین کو یہ معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ ادھر کئی سال سے مولانا کی بینائی بالکل ختم ہو گئی ہے، لکھنا تو درکنار وہ ایک سطر خود پڑھ بھی نہیں سکتے ــــ لیکن اسکے باوجود مطالعہ اور تحریر و تصنیف کا کام جاری ہے ــــ دوسروں سے پڑھوا کر سنتے ہیں، یہ ان کا مطالعہ ہے۔ اور خود بول کر دوسروں کے قلم سے لکھواتے ہیں، یہ ان کی تحریر و تصنیف ہے۔ ہم جیسوں کیلئے بڑا سبق آموز ہے اُن کا یہ حال ــــــ

اس کا اظہار بھی یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ سلوک و طریقت میں انھوں نے پہلے حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت کی تھی اور حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن امروہویؒ کی صحبتوں سے بھی استفادہ حاصل کیا تھا۔ بعد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا دامت برکاتہم سے بیعت کی تجدید کی اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اُنکو اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا، اللہ تعالیٰ اس راہ سے بھی اپنے بندوں کو ان سے نفع پہونچائے۔

یہ مولانا کے اس وقت تک کے حالات ہیں جو راقم سطور کے علم میں ہیں، مستقبل کا حال تو عالم الغیب ہی کے علم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح کے ظاہری و باطنی شرور و فتن سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر مقدر فرمائے۔

محمد منظور نعمانی
۳۰ اپریل ۱۹۷۸ء

Marfat.com

حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کی کتاب زندگی کے

چند ورق

صاحبزادگانِ حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کا تذکرہ[ع] لکھتے وقت ارادہ تھا کہ آئندہ آپ کے خلفاء کے حالات مرتب کروں گا ـــــ مگر بعد کو خیال آیا کہ اس سے پہلے حضرت خواجہؒ کا ذکرِ خیر ہونا چاہیے اس سلسلے میں مولانا محمد ہاشم کشمی صاحب زبدۃ المقامات[1] اور صاحب اسراریہ نے میری خاص طور سے امداد کی ـــــ اگرچہ خواجہ باقی باللہؒ کے سوانح حیات، حیاتِ باقی وغیرہ کتابوں میں اردو زبان کے اندر شائع ہو چکے ہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ خاص ترتیب کے ساتھ مستند ترین حوالہ جات سے حالات خواجہ پیش کر کے سعادت دارین حاصل کروں۔ اس مادی دور میں جب کہ تزکیہ نفس اور تہذیب اخلاق کی اہمیت دلوں سے نکلتی جا رہی ہے۔ تعلق باللہ میں کمزوری آ رہی ہے۔ بالقصد ان ذرائع اور وسائل کو ختم کرنے کی مسلسل کوشش جاری ہے جن سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

[ع] یہ تذکرہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہے، یہ پہلے لکھا گیا تھا اور الفرقان میں پہلے ہی شائع ہوا تھا۔ ناشر

[1] یہ کتاب حضرت خواجہ باقی باللہ کی وفات سے تقریباً ۵۰ سال بعد لکھی گئی حضرت خواجہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حالات میں مستند ترین کتاب ہے۔ اس کا اصل نام "برکات الاحمدیہ الباقیہ" ہے۔ (فریدی)

Marfat.com
Marfat.com

اور ان کے لائے ہوئے دین سے شگفتگی و ترشیتگی اندرون قلب میں پیدا ہوئی تھی۔ ہندوکش
کے کوہساروں کو پھلانگ کر اپنے ناقص سے گئے دلوں پر چھائے چلے جا رہے ہیں ___ تقویٰ و انابت
رب ہیں ___ بار بار ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں جو اپنے عمر زندگی میں جن سے معلوم ہوگا اس
گلشن عالم میں ایک ایک عندلیب شیدا کے بہار آخر تک مہکائیوں سے کس کس طرح روح پرور
دوڑنے لگی تھی اور ایک ایک مست الست کی زو حقانی سحر ازل سے کیسے کیسے نقوش
داخل کر سکتے تھے ___ یہی مرحوم کی یاد سے احساس دل نے مثالی تڑپنا سکھ دی
اس سرزمین پر کیسے کیسے عظیم الشان صاحب حقائق تحریک اور علم و گل کے کاروان تھے پائے
اب وہ سب زمینیں ذاتی خیال ہو رہے ہیں ... لیکے چپے چپے پر جمال اور بہت سے
حترانے دکن میں وہاں ماوراء النہر کا ایک گوہر شب چراغ بھی تو تاک پر قید ہے ___
اس کا نام باقی ہے ___ اس کا کام باقی ہے ___ اس کو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ
کہا جاتا ہے اس نقشبندی درویش نے اپنی توجہ اور تربیت کے نقش سے حضرت مجدد الف
ثانی جیسا روشن دل انسان تیار کیا جو صحیفۂ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان تھا ___
آؤ اس نقشبندی خواجہ کے کچھ حالات سنائیں۔

ابتدائی حالات

خواجہ محمد باقی نام ___ لقب خواجہ باقی باللہ ___ والد
بزرگوار کا نام عبدالسلام ... قاضی عبدالسلام ___ خواجہ صاحب
۹۷۱ھ میں بمقام کابل پیدا ہوئے۔ مولانا صادق حلوائی سے تعلیم حاصل کی اور ان کے
ہمراہ کابل سے ماوراء النہر آئے۔ وہاں بھی تحصیل علم کا سلسلہ جاری رہا اور علمی جماعت
میں امتیاز تام حاصل کیا ___ اگرچہ علوم ظاہری کی تکمیل نہ ہو سکی لیکن فراست اور جبلی
ذکاوت سے اس مقام تک پہنچ چکے تھے کہ کتب متداولہ کا مطالعہ کر کے ان کو
سمجھ سکیں ___

علم باطن کی طرف توجہ

جذبۂ باطن کی طرف توجہ ... آپ ...

تھے، یعنی آپ کی تربیت باطنی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی تھی، لیکن ظاہر میں بھی کسی شیخ کامل کی تلاش تھی ـــــ ابتداءً ماوراء النہر ہی میں جو درویشوں کا مخزن و معدن بنا ہوا تھا بہت سے مشائخ کے ہاتھ پر توبہ کی اسکے بعد ہندوستان تشریف لائے۔ یہاں آپ کے بعض دوستوں نے جو اعلیٰ مناصب پر تھے آپ کو مجبور کیا کہ آپ فوج میں ملازمت کرلیں لیکن قدرت کو آپ سے سرزمین ہند میں ایک بڑا کام لینا تھا اس لیے دنیاوی وجاہت کی طرف توجہ نہ کرتے ہوئے آپنے صاف انکار فرمادیا۔ اس عرصہ میں اصحاب معرفت اور ارباب محبت کی کتابوں کا آپ نے مطالعہ کیا ـــــ ان کتابوں کے مطالعہ نے ایک نئی روح آپ کے اندر پھونک دی اور آپ ہمہ تن فقر و درویشی کی طرف متوجہ ہوگئے۔

جستجوئے مشائخ

ہندوستان آکر بھی آپنے مشائخ کی جستجو برابر جاری رکھی ـــــ بلکہ لاہور میں برسات کے موسم میں دوراکے کوہستانوں، بیابانوں اور کھنڈروں میں اسی کی تلاش تھی کہ کوئی درویش باصفاں جائے ـــــ بعض مجذوبوں سے بھی ملاقات کی۔ اور اس سلسلۂ جستجو میں بڑی دشواریاں برداشت کیں ـــــ حضرت خواجہؒ نے خود فرمایا ہے کہ اگرچہ میں نے ریاضات شاقہ نہیں جھیلیں لیکن "انتظار شدید" اور "قلق عظیم" کی لذتیں خوب چکھی ہیں جو کہ سخت سے سخت ریاضت و مشقت کو متضمن تھیں۔ اصل الفاظ یہ ہیں ـــــ "اگرچہ ریاضات شاقہ چنانکہ بعضے اہل اللہ کشیدہ نکشیدہ ایم لیکن انتظار و قلقہائے عظیم دیدہ ایم کہ ریاضتہائے و تعبہائے دیگرے را متضمن بود۔"

والدۂ ماجدہ کی دعائیں

حضرت خواجہؒ کی والدۂ ماجدہ ایک خدارسیدہ خاتون تھیں خود فرماتے ہیں کہ ان کی دعاؤں اور مناجاتوں کی برکت سے مجھی دولت باطنی سے ہم آغوشی نصیب ہوئی ہے، اپنے جوان بیٹے کو اس طرح سراسیمہ اور پریشان اور تلاش مطلوب میں دن رات سرگرداں دیکھ کر ان کی والدۂ اول

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتی تھیں کہ اے اللہ میرے بچے کی مراد کو پورا کر دے جو تیری طلب میں سب سے آزاد اور لذتِ جوانی سے کنارہ کش ہو گیا ہے اور اگر اس کی مراد پوری نہیں کرنی تو مجھے زندہ نہ رکھ مجھ سے اس کی یہ ناکامی دیے آرامی نہیں دیکھی جاتی ـــــ خود فرماتے ہیں۔

"ازاں دعاء والتماس ایشان مرا کشائشہاے روزی گردید جزاہا اللہ عنہا خیر الجزاء"

متعدد مشائخ سے تحصیل فیض

حضرت خواجہؒ نے مشائخ کی ملاقات اور ان سے اخذ طریقت کرنے کے لیے بہت سے دور دراز مقامات کا سفر اختیار کیا ہے ـــــ ایک مرتبہ ایک مقام پر ایک شیخ طریقت کے پاس پہونچے تاکہ ان سے اخذ طریقت کریں اور سلوک طے کریں، استخارہ فرمایا، حضرت خواجہ محمد پارساؒ ظاہر ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ تفصیل سے سلوک طے کرنے کا مقصد یہ ہی تو ہے کہ تہذیب اخلاق حاصل ہو جائے اور تم کو تہذیب اخلاق کی دولت نصیب ہے ہی پھر یہ تحصیل حاصل کیوں؟

خود حضرت خواجہؒ نے اپنے ابتدائے سلوک کے واقعات اس طرح لکھے ہیں ـــــ کہ ابتدا انہیں نے مولوی سے توبہ خواجہ عبید کی خدمت میں کی خواجہ عبید مولانا لطف اللہ کے خلفاء میں سے تھے۔ چونکہ توفیق استقامت یہاں نصیب نہ ہوئی اس لیے بار دگر حضرت افتخار شیخؒ کی خدمت میں توبہ کی یہ بزرگ سمرقند میں مقیم تھے۔ اور حضرت خواجہ احمد یسویؒ کے سلسلے میں تھے۔ باصرار خواجہ انھوں نے توبہ کرائی اور فرمایا ـــــ "خدا استقامت دہد" ـــــ بعدہٗ امیر عبداللہ بلخیؒ کی خدمت میں تجدید توبہ کی ـــــ فرماتے ہیں کہ ان سے مصافحہ کرتے ہی وہ نعمت باطنی نصیب ہوئی جس کے برکات، امید ہے کہ تا قیام قیامت تک باقی رہیں گے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کشمیر میں حضرت شیخ بابائی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں پہونچ کر اُن کی برکات نظر سے بھی مستفیض ہوئے ہیں، حضرت کشمیری سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے شیخ مجاز تھے، ان بزرگ کے انتقال کے بعد آپ کی نسبت نقشبندیہ میں قوت پیدا ہوئی ـــــ علاوہ ازیں بلخ و بدخشاں میں مختلف سلاسل کے درویشوں سے مستفیض ہوئے اور "احوال خاصہ" کی تصحیح کی۔ مولانا اسیری الی قدس سرہ کے پاس بھی پہونچے ہیں۔ اسی جستجو کے سلسلہ میں سمرقند بھی جانا ہوا۔ اس زمانہ میں ہی آپ کے حالات و کمالات کو دیکھ دیکھ کر طالبین آپ کی طرف پروانہ وار متوجہ ہو رہے تھے۔ لیکن آپ نے ابھی مسند مشیخت پر بیٹھنا پسند نہیں فرمایا ـــــ صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں ـــــ

"باوجود حصول ایں حالات وکمالات ورجوع طلاب ایشان ایشان حضرت خواجہ ازیں ہمت عالی وتفرید والا بسر مشیخت وتسلیم طریقت نیامدند و بسیر ماوراء النہر وبلخ وبدخشاں شدند۔"

حضرت مولانا اکنگی کی خدمت میں پہونچ کر دوبارہ ہندوستان آنا

آخر میں حقائق پناہ ارشاد دستگاہ حضرت مولانا خواجگی اکنگی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور اُن کی خدمت میں خواجگان نقشبندیہ کا طریقہ اخذ کیا، یہ بزرگ ماوراء النہر میں مقیم تھے۔ جس وقت ماوراء النہر کی جانب متوجہ تھے تو راستہ میں ایک شہر میں مولانا اکنگی کو خواب میں دیکھا کہ وہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں "اے فرزند چشم ما براہ شما است۔" (ہم تمہارے منتظر ہیں) حضرت خواجہؒ کے جذبات کا پھر کیا پوچھنا اپنے اس شعر کو اُس وقت زبان پر جاری فرمایا ؎

می گذشتم ز غم آسودہ کہ ناگہ ز کمیں
عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

اور بیت الفقرا بنی ہوئی تھی اس لیے آپ نے وہاں کا قصد فرمایا اور وہاں پر قلعہ فیروزی میں جو کہ دریائے جمنا کے کنارے بہ منزلہ واقع تھا کہ اور اس میں ایک عظیم الشان مسجد بھی تھی ــــــ سکونت فرمائی ــــــ انتقال کے وقت تک اس جگہ سے دوسری جگہ تشریف نہیں لے گئے۔

خواجہ اللہ بخش گڈھ مکتیسری سے ملاقات[1] اگرچہ تلاش مشائخ و ملاقات مشائخ کا عنوان گزر چکا ہے اور یہ بات اسی کے ذیل میں آسکتی تھی لیکن میں نے چاہا کہ خواجہ اللہ بخش گڈھ مکتیسری کی ملاقات کا تذکرہ مستقل عنوان سے کروں۔

پہلی مرتبہ حضرت خواجہؒ نے تلاش مشائخ کے سلسلہ میں ہندوستان کے مختلف مقامات کا دورہ فرمایا تھا ان میں لاہور و کشمیر کا ذکر تو تذکروں میں نمایاں طور پر ملتا ہے لیکن وہ لاہور و کشمیر کے علاوہ کہاں کہاں تشریف لے گئے ــــــ اس کو آج کون بتلائے؟ آیئے اب ہم حضرت خواجہ گڈھ مکتیسریؒ کی ملاقات کا ذکر کریں ــــــ مولانا کشمیؒ زبدۃ المقامات میں لکھتے ہیں ــــــ "در بدایت طلب کہ حضرت خواجہؒ بخدمت مشائخ تردد می فرمودند، قریۂ از قرائے سنبھل کہ از بلاد تابعہ دہلی است بصحبت شیخ اللہ بخش نیز رسیدہ بودہ اند" صاحب اسرار یہ تمبرگان حضرت شیخ اللہ بخش گڈھ مکتیسریؒ کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

---

[1] خواجہ اللہ بخش گڈھ مکتیسریؒ شیخ مبارکؒ مرید علی قوام شطاری کے مرید و خلیفہ تھے۔ ۹ رمضان سنہ ۹۶۰ھ کو انتقال ہوا۔ سورۂ اخلاص کے اعداد سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی پہلے سلسلہ عشقیہ شطاریہ میں حضرت گڈھ مکتیسری کے مرید و خلیفہ تھے بعدہٗ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں خلافت و اجازت حاصل کی۔ مزار گڈھ مکتیسر ضلع میرٹھ میں ہے۔

(زبدۃ المقامات، اسراریہ تلیمی، مونس الذاکرین، تاریخ جونپور)

Marfat.com
Marfat.com

منقول است کہ شیخ اللہ بخش از کاملان بودہ است صاحب آیات ظاہرہ و کرامات باہرہ خواجہ بزرگ در وقت آمدن بہ سنبھل بہ شیخ وا دیدہ اند چنانچہ در ذکر شیخ رفیع الدین گذشت (امراوہہ)

شیخ اللہ بخش گڈھ مکتیسری کاملین میں سے تھے اور صاحب کرامات بزرگ تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ نے سنبھل تشریف لاکر شیخ اللہ بخش کو دیکھا ہو جیسا کہ شیخ رفیع الدین کے تذکرے میں گزرچکا۔

اب ایک چیز باقی رہ جاتی ہے کہ صاحب زبدۃ المقامات نے در قریہ از قرائے سنبھل سے کیا مطلب لیا ہے۔

جن حضرات نے سنبھل کو دیکھا ہے ان کو معلوم ہے کہ تقریب ہر بڑا محلہ ایک مستقل بستی کی حیثیت رکھتا ہے اور محلہ جات کے درمیان کھیتوں کا فصل ہے، اسی بنا پر اگر اس کے کسی محلہ کو قریہ کہہ دیا گیا ہے تو کچھ بعید نہیں ——— علاوہ ازیں امرادہے شیخ اللہ بخش کا بدایت حال میں سنبھل کے ایک محلہ کی مسجد میں رہنا معلوم ہوتا ہے مگر بعد کو برادرم حکیم سید حسن مثنی رضوی مرحوم نے یہ حقیقت واضح کی کہ اس زمانہ میں سنبھل ایک سرکار تھی جس کا رقبہ بہت وسیع تھا گڈھ مکتیسر بجنور نگینہ، امروہہ وغیرہ سب اسمیں شامل تھے اس لیے قریۂ از قرائے سنبھل سے مراد گڈھ مکتیسر ہی ہے۔ اور اس میں کسی تاویل کی ضرورت بھی نہیں ہوگی۔

حضرت خواجہ کو خواجہ اللہ بخش کے پاس جانے کی شیخ تاج الدین سنبھلی نے ترغیب دی تھی وہ پہلے حضرت گڈھ مکتیسری کے ہی مرید تھے ——— چنانچہ زبدۃ المقامات میں ہے ——— شیخ تاج دلالت بارادت وصحبت شیخ خود کردہ بود۔" اگرچہ حضرت خواجہ نے خواجہ اللہ بخش کے سلسلۂ طریقت سے اپنا کوئی تعلق پیدا نہیں کیا مگر ان کے معتقد ضرور ہو گئے تھے۔ جیسا کہ حضرت کی بعض تحریرات سے آشکار ہوتا ہے۔ زبدۃ المقامات میں ہے۔

"حضرت خواجہ در آن باب استخارہ نمودہ بودہ اند و از اکابر خواجگان نقشبندیہ روح اللہ روحہم رخصت آں انتساب نیافتہ از انجا عنان سیر بسوئے دیگر منصرف داشتہ اند۔ آما فقیرو نیستی وحال شیخ اللہ بخش را معتقدی بودہ

اند چنانچہ از بعضے مرقوماتِ ایشان ہویدا است۔"

صاحبِ اسرارِیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ حضرت خواجہؒ نے حضرت شیخ اللہ بخشؒ کی بہت تعریف فرمائی ہے اور ان کے جذبے کو سراہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ

" چوں شیخ در ہندوستان کسے ندیدہ ام "

حضرت خواجہ کے ہندوستان کو دوبارہ مراجعت فرمانے کے بعد حضرت شیخ گڈھ مکتیشریؒ کا وصال ہو چکا تھا جیسا کہ زبدۃ المقامات میں ہے۔

" چوں حضرت خواجہؒ از سفرِ میامن اثر ماوراءالنہر بہند مراجعت نمودہ بارشاد طلاب توجہ فرمودہ اند شیخ اللہ بخشؒ سفرِ آخرت اختیار کردہ بودہ است۔"

حضرت خواجہ کے اخلاق و عادات

حضرت خواجہ اپنے احوال ہمیشہ پوشیدہ رکھتے تھے۔ اپنے آپ کو قصور وار سمجھنا اور خود ہی کو متہم قرار دینا ان کا شیوہ تھا ــــ گفتگو کم کرتے تھے ــــ کسی زائر کی دلجمعی یا سائل کے جواب میں بقدرِ ضرورت تکلم فرمایا کرتے تھے ــــ البتہ اگر تصوف کے کسی اہم مسئلہ پر کوئی استفسار کرتا تو سیر حاصل روشنی ڈالتے اور اس مسئلہ کے تمام گوشوں اور پہلوؤں کو واضح کر کے طالب کی تشفی و تسلی کر دیتے تھے ــــ اور یہ بات اس مصلحت کی بنا پر تھی کہ کہیں عدم وضاحت کی وجہ سے کوئی غلط سمجھ کر کج روی اختیار نہ کر لے ــــ باوجود سراپا غم ہونے کے ملاقات کے لیے آنے والوں سے کمال بشاشت اور خندہ روئی سے ملاقات کرتے تھے ــــ حاجات مباحہ پورا کرنے کی حتی الامکان سعی فرماتے تھے ــــ سادات و علماء کی تعظیم میں مبالغہ فرماتے تھے ــــ جزوی و کلی معاملات میں فقہاء کی جانب رجوع کرتے تھے ــــ جب کوئی طالب آستانۂ حضرت پر حاضر ہو کر درخواست بیعت کرتا تو غایت انکساری کی وجہ سے اپنے کو اس کارِ عظیم (بیعت) سے دور ظاہر کر کے عذر فرما دیتے تھے لیکن اگر آنے والا صادق ہوتا تھا تو وہ حضرت خواجہؒ کے منکسرانہ عذر سے

Marfat.com

واپس ہونے کے بجائے آستانۂ فیض پر ہی اپنا پڑاؤ ڈال دیتا تھا اور زبان حال سے یہ کہتا تھا

کرا دماغ کہ از کوئے یار برخیزد
نشستہ ایم کہ از ما غبار برخیزد

جب حضرت خواجہؒ طالب کی پختگی لاحظہ فرماتے تو اپنی آغوش عنایت و تربیت میں اس کو لے لیتے تھے ایک خراسانی جوان مدتوں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہٗ کی آرامگاہ کے قریب مجاورانہ زندگی اس غرض سے گذارتا رہا کہ روحانیت حضرت خواجہ قطب الدینؒ کے طفیل میں کوئی ایسا مرشد کامل ملے جو بقید حیات ہو۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے دہلی پہونچنے کے بعد اس جوان کو خواب میں بتلایا گیا کہ سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک بزرگ شہر دہلی میں پہونچ چکے ہیں ان کی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرے ____________ حسب الامر وہ جوان حضرت خواجہؒ کی خدمت میں پہونچا اور خواب کا واقعہ عرض کر کے غلامی میں آنے کی درخواست پیش کی ____ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ وہ کوئی اور بزرگ ہوں گے فقیر اپنے کو اس کا اہل نہیں سمجھتا ____ یہ سن کر وہ جوان واپس آگیا اس جوان سے پھر خواب میں کہا گیا کہ تیرا مطلوب تو وہی بزرگ تھے جن کی خدمت میں تو گیا تھا۔ انھوں نے انکسار و تواضع کی وجہ سے تجھ کو ٹال دیا ہے ____ دوسرے دن وہ جوان اس پختگی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا کہ پھر نہیں ٹلا ____ بالآخر قبول کر لیا گیا ____ حضرت والا بسا اوقات غایت انکسار کی بنا پر بعض صادق العقیدہ صحبت یافتہ طالبین سے بھی فرما دیا کرتے تھے کہ یہ ناکارہ ایسا نہیں ہے جیسا تم نے گمان کر لیا ہے کسی دوسری جگہ جاؤ اگر کوئی رہبر کامل مل جائے تو اس حقیر کو بھی اطلاع کر دینا تاکہ میں بھی اس کی خدمت میں پہونچ کر اپنے زخم دل کا مرہم حاصل کروں۔

مولانا کشمی کہتے ہیں کہ خواجہ حسام الدین احمدؒ کی زبانی میں نے سنا کہ مجھ سے بھی حضرتؒ

Marfat.com

Marfat.com

نے شروع شروع میں اسی طرح فرمایا ۔ ان کے انتہائی لجاجت سے انکار کر دینے کے بعد میں نے بھی یہ خلاف ادب سمجھا کہ زیادہ کہوں اور ٹھہرا رہوں ــــــ میں آگرہ چلا گیا ــــــ میں وہاں پہونچ کر حیران تھا کہ کیا علاج کروں ۔ اپنے دل میں کہتا تھا کہ آستانِ خواجہؒ پر جاکر دوبارہ عرض کروں اور کہوں کہ میں نے حکم عالی کی تعمیل کرلی لیکن مجھے کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ملا جو زخم دل کا مرہم پیش کرتا ہو اسی زمانے میں ایک راستے سے گذر رہا تھا کہ شیخ سعدی شیرازیؒ کا یہ شعر کان میں پڑا کہ ترنم سے پڑھا جا رہا تھا ۔

توخواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکانِ حلوائی

اس شعر کا سننا تھا کہ آتش شوق پھر بھڑک اٹھی فوراً دہلی پہونچا اور تمام معاملہ عرض کیا ــــــ

لاہور میں ایک درویش نے خواب دیکھا کہ ایک ابلق سوار بزرگ کا جلوس نکل رہا ہے اور مخلوق کثرت سے ان کے پیچھے پیچھے ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ بزرگ قطب وقت ہیں وہ درویش یہ خواب دیکھنے کے بعد حاضر بارگاہ ہوا ــــــ اور درخواست پیش کی ــــــ وہی عذر پیش فرمایا کہ بھائی میں اس قابل کہاں ــــــ وہ بیچارہ مسجد میں آکر خوب رویا اور درویشوں کے مجمع میں دردمندانہ لہجہ میں کہا کہ یہ کیا ناروا انداز ہے کہ پہلے تو میرے دل کو اچک لیا ــــــ اور جب میں خانہ برباد ہوکر "دربار" پر حاضر ہوا تو یہ عذر پیش کیا جا رہا ہے اور اپنی بزم سے ہٹایا جا رہا ہے اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں ۔

کچھ اس انداز سے درویش نے اپنا ماجرا بیان کیا کہ حاضرین پر جوش گریہ طاری ہو گیا ــــــ جب درویشوں کی آواز گریہ سے ایک شور و غوغا پیدا ہوا ، اور حضرت خواجہؒ کے کانوں تک یہ صدا پہونچی تو دریافت فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے ؟ عرض کیا گیا آپ ہی اس کا سبب ہیں ۔

Marfat.com

Marfat.com

میں آپ نے صبح تک سردی برداشت کی اور ملّی کے جگانے پر آپ کی طبیعت راضی نہ ہوئی۔

تحمل و بردباری

مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت کی بردباری کے جو واقعات ان کے متوسلین سے سنے ہیں اگر ان سب کو لکھنا چاہوں تو دفتر و میں بھی نہ سمائیں بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ دو واقعات لکھے ہیں۔

(۱) ایک جوان جو حضرت خواجہ کا ہمسایہ تھا ہمیشہ فسق و فجور اور منکرات کا ارتکاب کرتا رہتا تھا اور طرح طرح کی شرارتیں اس سے ظاہر ہوتی رہتی تھیں۔ حضرت والا اس کی ان حرکات ناشائستہ کا تحمل فرماتے تھے ــــــ ایک روز خواجہ حسام الدینؒ کے اشارے پر کوتوال شہر نے اس بدمعاش کو گرفتار کر کے جیل خانہ بھیجدیا ــ جب یہ خبر حضرتؒ نے سنی تو خواجہ حسام الدینؒ کو بلا کر اس "کارگزاری" پر ناراضگی کا اظہار فرمایا خواجہ حسام الدینؒ نے عرض کیا ــــ حضرت وہ تو بڑا فاسق و شریر شخص ہے اس کی شرارت متعدی و متجاوز ہو چکی تھی ــــ یہ سن کر حضرت خواجہؒ نے ایک آہ سرد اپنے دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا ــــ ہاں بھائی ــــ جب تم اپنے کو صالح، باصفا اور اہل خیر پاتے ہو تب ہی تو تم کو وہ شخص فاسق و شریر نظر آیا ہم تو اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس سے ممتاز و بالاتر نہیں پاتے۔ ہم کیسے اس کے نقصان کے درپے ہوں ــ یہ فرما کر اس شخص کو کوشش کر کے جیل خانے سے آزاد کرا دیا بالآخر وہ شخص آپ کی شفقت سے متاثر ہو کر ایک صالح و نیکوکار انسان ہو گیا ــــ

انکسار اور "دید قصور احوال" کا اس درجہ آپ پر غلبہ تھا کہ اگر کسی طالب سے کوئی قصور سرزد ہوتا تو فرمایا کرتے تھے کہ بھائی یہ ہماری ہی "بدصفتی" کے اثرات ہیں جب کہ ہمارے اندر "بدی" تھی تو اس کے اندر بھی بدی کا عکس پڑ گیا بالفاظ دیگر قصور اس کا نہیں ہے ہمارا ہی قصور ہے۔

چونکہ از راہ انکسار اپنے آپ کو عوام الناس سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے اس لیے

Marfat.com

امر بالمعروف میں بھی سختی نہیں تھی۔ نرمی، ملائمت، کنایہ وتمثیل کے ساتھ امر بالمعروف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بات مخاطب کے دلنشین ہو جاتی تھی۔

کسی کی غیبت اور کسی پر تنقید آپ کی مجلس مبارک میں نہیں کی جاسکتی تھی اگر کسی مسلمان کی تذلیل وتوہین کا ارادہ بھی آپ کی موجودگی میں کسی کے دل میں گزرتا تھا تو آپ فوراً اس مسلمان کی تعریف وتوصیف بیان فرمانا شروع کر دیتے تھے۔

حضرت خواجہ کی بردباری کا دوسرا عجیب واقعہ

(۲) مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے سنا کہ دو درویش آپس میں گفتگو کر رہے ہیں ان میں سے ایک درویش نے کہا کہ میں نے اپنی تمام عمر میں ایک عجیب وغریب متحمل مزاج انسان کو دیکھا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس جیسا شاید کوئی دوسرا بے نفس وبردبار انسان اس زمانے میں نہ ہوگا۔ اس کے بعد اس نے حضرت خواجہ کا نام مبارک لیا اور یہ واقعہ بیان کیا کہ میں قطب صاحب میں تھا وہاں اطلاع پہونچی کہ حضرت خواجہ باقی باللہ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سن کر درگاہ کے خادموں نے مزار کے قریب ایک جگہ پر ایک تخت بچھایا اور اس پر فرش کر کے تکیہ رکھدیا ـــــ حضرت خواجہؒ کی آمد آمد کی خبر سن کر یہ سب اعزاز واکرام کے انتظامات ہو ہی رہے تھے کہ ایک "ملنگ" کا ادھر سے گذر ہوا اس نے جب تخت وفرش بچھا دیکھا تو بے باکی سے سوال کیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور کس کے استقبال کی تیاریاں ہیں؟ خادموں نے کہا کہ فلاں بزرگ کی آمد کے سلسلے میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہ ملنگ یہ سنتے ہی غصہ میں بھر گیا ـــــ اور حضرت خواجہؒ کے حق میں نازیبا کلمات بکنے لگا وہ بیہودہ گوئی کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں حضرت خواجہؒ تشریف لے آئے ـــــ اب تو وہ ملنگ اور زیادہ آپے سے باہر ہوگیا اور بے باکی وہرزہ گوئی پر اتر آیا۔ حضرت خواجہؒ کے روبرو ہو کر گستاخی کرنے لگا حضرت خواجہ سے مخاطب ہو کر اس نے کہا کہ اے شخص تو اس لائق ہے کہ تیرے واسطے اس جگہ فرش فروش بچھائے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جائیں۔ــــ حضرت خواجہؒ کے متوسلین کا ایک کثیر مجمع ہمراہ تھا ان حضرات کو اس کی گستاخی ناگوار گذری ــــــــ انھوں نے چاہا کہ اس ملنگ کا مزاج درست کر دیا جائے اور اس کو احاطۂ درگاہ سے نکال باہر کریں لیکن حضرت خواجہؒ نے فوراً حالات کا جائزہ لے کر مجمع پر قابو پالیا اور اپنے حضرات کو "نگاہ خشم آلود" سے دیکھا اور اس ارادہ سے باز رکھا اور خود اس "گستاخ" کے پاس آکر نرمی کے ساتھ عذر خواہی کی اور فرمایا ــــ بھائی تم اچھے آدمی ہو اور میں تو واقعی اس قابل نہیں ہوں ــــ مگر میں کیا کروں یہ سب انتظامات میرے علم کے بغیر ہوئے ہیں مجھے بالکل خبر نہیں تھی ــــ مجھے معاف کرو۔ اور میری وجہ سے خوامخواہ اپنے "سفر" کو خالی نہ کرو ــــ یہ فرماتے جاتے تھے اور اسکی پیشانی سے پسینہ پونچھتے جاتے تھے اور اس کی دلجوئی فرما رہے تھے پھر طرہ یہ کہ چند درہم قرض لے اور اس بے باک و گستاخ کو عنایت فرمائے ــــــ راوی کہتا ہے کہ میں نے اس وقت کوئی تغیر حضرت خواجہؒ کے حال و گفتار میں نہیں پایا ــــ اس وقت مجھے علم ہوا کہ ایسے نفوس قدسیہ بھی اس عالم میں موجود ہیں۔

بعض مخلص امراء حضرتؒ کی خدمت میں رقم بھیج دیتے تھے کہ اپنی صوابدید کی مطابق فقراء میں تقسیم فرما دیں، حضرت والا باوجود ایسے امور سے علاحدہ رہنے کے محض شفقت علی خلق اللہ کے پیش نظر بہ نفس نفیس یہ رقم تقسیم فرماتے تھے اپنے پاس سے بھی کچھ رقم اس میں ملا کر عنایت فرماتے تھے۔

بعض محتاج ازراہ گستاخی و بے باکی زبان طعن دراز کرتے تھے ــــــ آپ کے اصحاب چاہتے تھے کہ ان کو زبان درازی اور اعتراض سے روکیں لیکن حضرت کچھ اس انداز سے راہ انکسار اختیار فرماتے تھے کہ مجبوراً آپ کے مخلص خادموں کا غصہ فرو ہو جاتا تھا اور اس کے بجائے ان میں نرمی و ملائمت پیدا ہو جاتی تھی ــــ اپنے متوسلین کو قولاً و فعلاً اس بات کی تاکید فرماتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھیں اور تحمل و بردباری اختیار کریں

Marfat.com

Marfat.com

اگر کسی خادم سے اس کے خلاف کوئی امر سرزد ہوتا تھا تو اس پر عتاب فرماتے تھے۔ جیسا کہ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے نام ایک مکتوب گرامی سے جو بردباری کی تاکید میں ہے واضح ہوتا ہے۔

زہد و استغناء آپ کا زہد و استغنا اس حد پر پہنچا ہوا تھا کہ آپ کی مجلس مبارک میں دنیا کا تذکرہ تک نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ کسی حاجت مند کی سفارش کے سلسلے میں ذکر دینا ضرور ہو جاتا تھا۔ اور یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ حاجت مند کی سفارش میں تامل نہیں فرماتے تھے مگر اپنے اور اپنے کسی مرید کے حق میں کوئی کوشش نہیں ہوتی تھی دوسروں کے لیے ہوتی تھی ــــــ "مریدان باصفا" کے لیے فقر و فاقہ اور قناعت کو پسند فرماتے تھے ــــ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "جس مرید کو ہم سے مالی منفعت حاصل ہو وہ سمجھ لے کہ اس کے بارے میں ہماری "محبت دینی" کم ہے۔"

بعض سرمایہ دار جو ارادت مند تھے حضرتؒ سے التماس کرتے تھے کہ فقرائے آستانہ کے لیے وہ کچھ وظیفہ مقرر کر دیں ــــــ لیکن آپ اس جماعت کے لیے جن کی "نسبت معنوی" درست تھی یہ امر پسند نہ فرماتے تھے ــــــ ہاں ان سے کم درجہ کے مریدین کے لیے اس امداد کو درجۂ جواز میں رکھتے تھے۔

عبدالرحیم خانخاناں کی گرانقدر پیش کش سے انکار عبدالرحیم خانخاناں جو کہ درویشوں سے عموماً اور حضرت خواجہؒ سے خصوصیت کے ساتھ عقیدت رکھتا تھا اس نے جب یہ سنا کہ حضرت والا سفر حجاز کا عزم رکھتے ہیں تو ایک لاکھ روپیہ کی گراں قدر رقم آپ کی اور درویشوں کی زاد و راحلہ کے سلسلے میں پیش کی اور یہ عرض کیا کہ اس کو قبول فرما کر میرے اوپر احسان فرمائیں۔ آپ نے جب یہ سنا تو اپنا چہرہ پھیر لیا اور فرمایا کہ ہمارے حج کو جانے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں کا اتنا روپیہ بے دریغ برباد کر دیں ــــــ الغرض آپ نے وہ رقم قبول نہیں فرمائی

Marfat.com
Marfat.com

اور واپس کردی۔

لباس، طعام، مکان لباس، طعام اور مسکن میں بے تقیدی اور بے تکلفی تھی۔ اگر کسی دن تک ایک غیر مرغوب کھانا آپ کے پاس آتا رہا تو یہ نہیں فرمایا کہ اس کھانے کے علاوہ کوئی دوسرا کھانا لایا جائے ــــ بس جو کچھ حاضر ہوتا تناول فرما لیتے تھے۔ بدن شریف پر کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ اور کپڑے لائے جائیں انھیں کپڑوں میں گزار لیتے تھے ــــ مکان و مسکن کا یہ عالم تھا کہ وہ تنگ و تاریک تھا اگر وہ شکستہ ہو جاتا تھا یا خاک و خاشاک سے اَٹ جاتا تو اسکی تعمیر و تزئین کا کوئی خاص اہتمام نہ فرماتے تھے۔

احتیاط و تقوےٰ اکل حلال کا بڑا خیال تھا ــــ حتیٰ کہ اس امر کی شدید تاکید تھی کہ پکانے والا باوضو ہو بلکہ ارباب "حضور و صفا" میں سے ہو اور پکاتے وقت دنیاوی باتوں میں مشغول نہ ہو ــــ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لقمہ بے "حضور و احتیاط" کھایا جاتا ہے اس کے کھانے سے ایک ایسا دھواں پیدا ہوتا ہے جو "مجاریٔ فیض" کو بند کر دیتا ہے۔ تمام مریدوں کو بھی اس امر کی ترغیب دیتے تھے کہ وہ کھانے پینے میں احتیاط کا معاملہ کریں ــــ جو لوگ اس بارے میں بے احتیاطی برتتے تھے وہ خود محسوس کر لیتے تھے کہ اس سے ان کے باطن کو کس قدر ضرر و نقصان حاصل ہو رہا ہے۔ آپ کی "نسبت" چونکہ لطیف تھی اس لیے آپ کی احتیاط بھی بڑھی ہوئی تھی ــــ آئینے کو دیکھو کہ وہ غایت صفا کی وجہ سے "تابِ نفس" بھی نہیں رکھتا۔

صفائے باطنی آپ کے آئینۂ قلب کی صفائی کا یہ عالم تھا کہ فوراً اس پر حاضرین کے جذبات کا عکس پڑ جایا کرتا تھا ــــ اسی بناء پر آپ جماعت نماز میں اپنے قریب اپنے تربیت یافتہ اصحاب کو کھڑا کیا کرتے تھے ــــ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بیگانہ آپ کے پاس کھڑا ہو جائے اور اسکی غفلت اور اسکے "خطرات" آپکے قلبِ مصفا میں منعکس ہو جائیں ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک درویش کو لحاف کی حاجت تھی اس کے دل میں یہ آیا کہ میں لحاف مانگوں۔ وہ درویش نماز میں تھا کہ اس کا "خطرہ" آپ کے قلب پر ظاہر ہو گیا ــــ

Marfat.com

بعد ادائے نماز فرمایا کہ "جس کسی کو لحاف کی حاجت ہو اس کو لحاف دیدیا جائے"

معمولات | باوجود تسلیم و فنا۔ زندگی اور ضعف بدن (جو برابر آپ کے شامل حال رہتا تھا) ہمیشہ باوضو رہتے تھے اور تکثیر طاعت کا شغف تھا ____

عشا کی نماز کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے قدرے مراقب ہو کر بیٹھتے جب اعضاء پر ضعف کا غلبہ ہوتا اٹھتے اور تازہ وضو کرتے اور دوگانہ پڑھ کر پھر حجرہ میں داخل ہو جاتے ۔۔ پھر ضعف کا غلبہ ہوتا تو پھر تازہ وضو کرتے اور دوگانہ پڑھتے ____ بہت سی راتیں اسی طرح گذار دیتے تھے

تاثیر توجہ | صاحب زبدۃ المقامات نے اس باب میں کئی واقعات نقل کیے ہیں ۔ یہاں دو واقعے پیش کیے جاتے ہیں ۔

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ نے رمضان کے مہینے میں ایک خادم کے ہاتھ رات کے وقت حضرت والا کی خدمت میں فالودہ بھیجا چونکہ وہ خادم سادہ لوح تھا دروازہ خاص پر جا کر زنجیر بجانے لگا ____ حضرت خواجہؒ نے کسی دوسرے کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا خود دروازہ پر تشریف لائے اور فالودہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور دریافت فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے عرض کیا مجھے بابا کہتے ہیں حضرت خواجہ نے فرمایا "چوں خادم شیخ احمد مائی بابائی" جیسے ہی کہ وہ خادم واپس ہوا ہے "جذبہ سکر و نسبت" نے اس کو گھیر لیا افتاں و خیزاں اپنے کو حضرت مجددؒ کی خدمت میں پہونچایا۔ حضرت مجددؒ نے دریافت کیا کہ کیا حال ہے ؟ اس نے کہا کہ ہر طرف شجر و حجر میں اور زمین و آسمان میں ایک "نور بیرنگ" بے نہایت و بے نہایت دیکھ رہا ہوں ____ اور اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ یقیناً حضرت خواجہؒ اس کے مقابل واقع ہو گئے ہیں اور اس "آفتاب ہدایت" کی ادنیٰ جھلک اس "ذرۂ بے مقدار" پر پڑ گئی ہے اور یہ ذرہ چمک اٹھا ہے ۔ دوسرے دن حضرت مجددؒ نے اس خادم کو خدمت خواجہ میں پہونچایا حضرت خواجہ نے اس کو دیکھ کر تبسم فرمایا ____ یہ تبسم بھی کتنا معنی خیز

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تھا ـــــــ اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد مولانا کشمیؒ نے یہ کیف آور شعر درج کیا ہے۔

بروز حشر شہیداں چوں خوں بہا طلبند
تبسمے کن وخاموش کن زبان ہمہ

(۲) مولانا کشمی کے مرشد سابق میر محمد نعمانؒ نے بیان کیا ـــــــ کہ میری بچی کی ایک دایہ تھی میں نے بارہا اس سے کہا کہ حضرت خواجہؒ سے بیعت ہو جا وہ انکار کرتی تھی ـــــــ ایک روز میں نے اس کی گود میں اپنی بچی کو حضرت خواجہؒ کی خدمت میں بھیجا حضرت خواجہؒ نے میری شیر خوارہ بچی کو گود میں لے کر اپنی بزرگانہ شفقتوں سے نوازا ـــــــ بچی نے حضرتؒ کی ریش مبارک پر ہاتھ چلایا اور ایک بال اس کے ہاتھ میں آگیا ـــ حضرتؒ نے فرمایا "طفلک میر از ما یادگارے می گیرد" اتفاق سے انہیں ایام میں حضرتؒ نے انتقال فرمایا وہ موئے مبارک اب تک ہمارے پاس یادگار کے طور پر موجود ہے ـــــــ الغرض وہ دایہ گھر کو واپس آئی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس دایہ پر آثار "رفتگی" نمایاں ہو گئے اور بیہوش ہو کر گر پڑی بڑی دیر میں ہوش آیا۔ اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا ساعت بساعت میرے سامنے حضرت خواجہؒ صورت عجیبہ کے ساتھ نمودار ہوتے تھے ـــ اور میں اپنے دل کو اللہ اللہ کرنے والا پاتی ہوں ـــــ میر محمد نعمانؒ کہتے تھے میں نے حضرت خواجہ سے یہ واقعہ نقل کیا تبسم فرمانے لگے اور اس کو تعلیم ذکر فرمائی ـــــ مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ وہ عورت آجکل فیروز آباد دہلی میں رہتی ہے اور صاحب احوال مستورات میں سے ہے اور وہ بچی جس نے موئے مبارک اپنی چٹکی میں لے لیا تھا۔ مولانا کشمی کہتے ہیں اب جوان ہو کر "درخانۂ راقم است" (میری زوجیت میں ہے) نظر خواجہؒ کی برکت سے صاحب "عفت دستور" ہے ـــــ اور ان کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے "قسار ذاکرات" کی سر حلقگی کے لئے مامور و منتخب فرمایا ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ کی تعلیم کی خصوصیت | ازراہ شفقت و کرم گستری حضرت خواجہؒ کا دستور تھا کہ جس کسی کو ذکر کی تلقین فرماتے اثنائے تعلیم ہی میں اپنی ہمت و توجہ کو اس کے شامل حال رکھتے تھے اور اسی لمحہ میں طالب کی زبانِ دل گویا ہو جاتی تھی اور "حضور و جذبہ" کا اس کو حصول ہو جاتا تھا۔

حضرتؒ کی یہ عنایت تعمیم کے ساتھ تھی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں مولانا کشمیؒ سے ارشاد فرمایا کہ ——— "اثنائے تعلیم ہی میں دل کا گویا ہو جانا اور شروع ہی سے جذبہ کا حصول یہ ہمارے حضرت خواجہؒ کی خصوصیات میں سے ہے۔" مولانا کشمیؒ نے حضرت مجددؒ سے دریافت کیا کہ کیا سابقا اکابر نقشبندیہ کے معمول میں فکر تھی؟ ——— فرمایا ——— تھی ——— لیکن ابتداء ہی میں اس عمومیت کے ساتھ نہ تھی ——— اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہؒ سے اس "تعمیم" کا راز دریافت کیا تو حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ پہلے زمانے کے مقابلہ میں اس زمانے میں اہل ارادت کی ہمتوں میں چونکہ کمزوری اور ضعف ہے اور اس دور کے طالبین کا حوصلہ تقلیل کا راستہ چاہتا ہے اسلیے فرط شفقت نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ بے مجاہدہ اور بغیر سعی بسیار کے مقصود تک پہونچا دیا جائے۔ جب حضرت مجددؒ اپنے پیر و مرشد کی یہ خصوصیت بیان فرما چکے تو ایک آہ سرد کھینچی اور مرشد کے حق میں یہ دعا زبان مبارک پر جاری فرمائی ——— جزاہ اللہ عن الطالبین خیر الجزاء

رعب اور تاثیر عمومی | آپ کو دیکھتے ہی ایک خاص رعب ہر کس و ناکس پر طاری ہو جاتا جو جس جگہ ہوتا آپ کو دیکھ کر نقش دیوار بن جاتا تھا ——— آپ کو دیکھتے ہی غافلوں کی غفلت میں کمی آجاتی تھی اور بمصداق حدیث اذا راؤا ذکر اللہ۔ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک ایسے گاؤں میں ہوا جہاں کے کاشتکار ہنود تھے جیسے ہی کران کا شتکاروں نے حضرت کا چہرہ دیکھا آپس میں کہنے لگے کہ یہ عجیب شخص ہے

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

اس کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے ـــــــ آپ کے پاس بیٹھ کر اور آپ کو ایک نظر دیکھتے ہی کیا آشنا اور کیا بیگانہ سب کے ہونٹوں پر مہر سکوت لگ جاتی تھی ـــــ اظہار مدعا کی طاقت نہیں رہتی تھی۔

غلبۂ جذبہ

بعض اوقات آپ پر جذبہ مستولی و غالب ہو جاتا تھا اس وقت آپ کے حاضر باش اصحاب و خلفاء میں سے سوائے شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ کیفیات کو دریافت کر سکے ـــــ زبدۃ المقامات میں غلبۂ حال اور فروزفتگی کے دو ایک واقعات ملتے ہیں ـــــ لیکن باوجود اس حیرت و فروزفتگی کے امور شرعیہ میں سر مو تفاوت نہیں ہوتا تھا اور "عزیمت" پر عمل آمد بدستور رہتا تھا۔

خوارقِ عادات

صاحب زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ اگر کوئی کرامت آپ سے سرزد ہوتی تھی تو وہ بھی خلق اللہ پر شفقت کے ماتحت ہوتی تھی چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ـــــ ایک عورت کا تین چار سال کا بچہ قلعہ فیروز آباد کی دیوار سے نیچے گر پڑا بیس گز اونچی دیوار اور نیچے پتھر کا فرش بچہ کی بساط ہی کیا تھی ـــــ اسکے کانوں سے خون جاری ہو گیا اور امید زیست باقی نہ رہی بچے کی ماں بیقرار ہو کر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں روتی ہوئی تڑپتی ہوئی آئی اور دعا کے لیے عرض کیا کہ میرا بچہ بچ جائے۔ حضرت خواجہؒ کی عادت تھی کہ اپنی توجہ و تصرف کو بہت پوشیدہ رکھتے تھے ـــــ اسی لیے آپ نے طب کی ایک کتاب منگوائی اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ مرے گا نہیں ـــــ حاضرین کو تعجب ہوا کہ طب کی کونسی کتاب میں یہ بات لکھی تحریر ہے؟ پھر حضرت خواجہؒ تھوڑی دیر خاموش رہے ـــــ بفضلِ خدا وہ بچہ جو نزع کی سی کیفیت میں مبتلا تھا اچھا ہو گیا ـــــ کرامت ہی کے سلسلے میں ایک دوسرا واقعہ یہ لکھا ہے کہ ایک ظالم و بے مروت سپاہی اپنے ہمسایہ کو ستایا کرتا تھا حضرت خواجہؒ اس کے ظلم کا مشاہدہ کر کے

Marfat.com
Marfat.com

بے چین اور بے آرام ہوئے اس کو نصیحت کی۔ سپاہی نے اپنی بدبختی کی بنا پر آپ کی نصیحت کو قبول نہیں کیا۔ حضرت خواجہؒ مظلوم ہمسایہ کی وجہ سے غصہ ہو گئے اور اس ظالم سے فرمایا ـــــ دیکھ یہ لوگ ان خواجگان بزرگوار کے زیر سایہ رہتے ہیں، جو بہت غیور واقع ہو سکتے ہیں۔ خبردار رہنا ـــــ بس دو تین ہی دن ہی گزرے ہوں گے کہ وہ ظالم ایک تہمت میں ماخوذ ہو کر قتل ہو گیا۔

دہلی میں آپکی تربیت باطنی کی مدت

دہلی میں آپکی تربیت و تعلیم دہی کا زمانہ زیادہ سے زیادہ تین چار سال ہے غلبہ "تفرید و آزادگی" کی بنا پر آپ مشیخت سے دور رہنا چاہتے تھے۔ آپ کے ایام توجہ دو تین سال سے زیادہ نہیں ہیں۔ جب حضرت مجدد الفؒ ثانی آپ کے الطاف و عنایات کی برکت سے درجہ کمال و اکمال کو پہونچ گئے تو حضرت خواجہؒ کو نے خود کو ارباب ارادت کی تعلیمی و تلقینی مصروفیتوں سے بالکل آزاد کر لیا اور حضرت مجددؒ جیسے صاحب کمال اور منتظم خلیفہ کے حوالے یہ سب کارخانہ "اصلاح و تربیت" کر کے خود مطمئن ہو گئے ـــــ دو تین سال کی مدت قلیلہ میں ہزاروں کو اپنے خوان کرامت سے بہرہ یاب کیا ـــــ اور عظیم الشان آثار برکات کشور ہندوستان میں آپ کے نفس گرم سے ظہور پذیر ہوئے ـــ

یہ سلسلہ نقشبندی آپ سے پہلے دیار ہند میں ایک غریب الوطن کی حیثیت رکھتا تھا آپ کے فیض اثر سے یہاں اس کی ترویج و اشاعت ہوئی ـــــ آپ سے پہلے بہت سے مشائخ "سالہائے بسیار" تک کوشش کرتے رہے لیکن اس سلسلہ کو ترقی نہیں ہوئی تھی ـــــ یہ دو تین سال ایک پلڑے میں اور سالہائے بسیار دوسرے پلڑے میں رکھئے تو اس قلیل مدت کا وزن بڑھا ہوا نظر آئے گا۔

صرف دو تین سال ہدایت و رشد کا کام جاری رکھا اور ایک عالم کو بہرہ ور کر دیا ـــــ شیخ محمد بن فضل اللہؒ سے مولانا محمد ہاشم کشمیؒ نے حضرت خواجہؒ کی تعریف میں یہ کلمات سنے ـــ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نشانِ بزرگی حضرت خواجہؒ کا یہی کافی ہے کہ ان سے اتنی مدت قلیلہ میں اس قدر آثار نمودار ہوئے۔

عجیب بات یہ ہے کہ بہت سے وہ مشائخ بھی کہ حضرت خواجہؒ "ایّامِ تلاش" میں ان کی خدمت میں پہونچے تھے اور دعا و تلقین ذکر کو ان سے حاصل کیا تھا ــــــ ان چند روزہ "دورۂ اصلاح و تربیت" میں حضرت کے پاس کھنچ کر آ گئے اور مرید ہوتے کہتے ہیں کہ آپ کے شہر دہلی میں تشریف لانے کے بعد بعض مشائخ دہلی کو آپ کی مقبولیت دیکھ کر یک گونہ غیرت آئی آخر کار اس میں اپنا کوئی فائدہ سوائے ضرر کے نہ دیکھ کر ناچار وہ بھی مخلصانِ حقیقی میں سے ہو گئے ــــ

کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ آپ کے پاس حاضر ہونے کے لئے راہِ دور دراز قطع کر رہے تھے راستے میں خبر انتقال سنی اور دل تھام کر رہ گئے ــــ میر محمد نعمانؒ کا بیان ہے کہ میں نے شفا خانہ آگرہ میں ایک بیمار کو دیکھا اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں فلاں جگہ کا رہنے والا اور فلاں خاندان کا ہوں میں نے دکن میں حضرت خواجہؒ کو خواب میں دیکھا اور ان کے عشق میں گھر سے نکل کھڑا ہوا سفر کرتے کرتے جب آگرہ پہونچا تو ان کے انتقال کی خبر سنی اس غم سے میں بیمار ہو گیا ہوں اور میرا یہ حال خراب جو تم دیکھ رہے ہو اسی بزرگ کے عشق میں ہوا ہے، یہ کہا اور زار زار رونے لگا۔

مرض اور وفات

جب عمر خواجہؒ چالیس سال کے قریب پہونچی تو آپ اس جہان پر ملال سے انتقال کی طرف مائل ہوئے، گویا بزبانِ حال حافظ شیرازی کے ان اشعار کو پڑھتے تھے۔

خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم | راحتِ جاں طلبم واز پے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسر ایں غم روزے | تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

آخری ایام میں جب کسی کی خبر مرگ سنتے تو آہ سرد کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ دنیا

Marfat.com
Marfat.com

کے پھندوں سے یہ شخص اچھا چھوٹ گیا سے

مرنے والے خوب چھوٹے گردشِ ایام سے　　　سو رہے ہیں پاؤں پھیلائے ہوئے آرام سے

انہی ایام میں آپ نے خواب میں اپنے متعلق ایک عربی عبارت دیکھی جس کے آخر میں یہ الفاظ تھے۔ فبقیت وحیدا فریدا ـــــ ان ہی روزوں میں اپنی ایک زوجۂ مبارک سے فرمایا کہ جب میری عمر چالیس سال کو پہونچ جائے گی مجھے ایک "واقعہ عظیم" پیش آئے گا۔ اسی زمانے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض خوابوں سے معلوم ہوا ہے کہ قریب ہی زمانے میں سلسلۂ نقشبندیہ کا کوئی "درویش" فوت ہوگا ـــــ اسی وقت آپ نے یہ بھی فرمایا کہ شہر دہلی کے کنارے پر فلاں جگہ اختیار کرنی چاہیئے اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس بارے میں بعض احباب سے استصواب رائے کرکے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا۔ اتفاق سے وہی جگہ مدفن بنی جس کا انتخاب اس وقت فرمایا تھا ـــــ ایک دن فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کہا جارہا ہے کہ جس کام کے لیے تمہیں دہلی میں لایا گیا تھا وہ پورا ہوگیا۔ اب تم کو سفر کرنا چاہیے۔

وسط ماہ جمادی الثانیہ ۱۰۱۲ھ میں امراض نے غلبہ کیا[1]۔ غلبۂ امراض کے زمانے میں آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجۂ احرار قدس سرہٗ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں ـــــ "پیراہن بپوشید ـــــ" کرتا پہنو ـــــ اس خواب کو بیان کرنے کے بعد حضرت خواجہؒ نے تبسم فرمایا اور یوں فرمایا کہ ہم اگر زندہ رہ گئے تو ایسا ہی کریں گے جیسا کہ خواجہ احرارؒ نے فرمایا ہے ورنہ کفن ہی ہمارا پیراہن ہوگا۔

موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو　　　غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو

ایک مخلص اس زمانے میں ارادۂ سفر رکھتا تھا آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا

---

[1] صاحب اسرار یہ نے لکھا ہے کہ میرے شیخ خواجہ خردؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ بظاہر صحیح و تندرست نظر آتے تھے لیکن مدت سے امراض مزمنہ در پردہ آپ کو لاحق تھے۔ ان امراض کے ساتھ ساتھ آخری ایام میں بخار بھی عارض ہو گیا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

چندروز کوئی کہیں نہ جائے ہماری نیٹھ بس ختم ہونے والی ہے ____ آخر ہائے بازار ماست" ____

اس زمانۂ ضعف و بیماری میں بھی بعض مخلصوں نے آپ سے غوامض علمی کی تحقیق کی ہے اور حضرت نے اپنی تحقیقات عالیہ کے جوہر دکھلائے ہیں۔

اسی دوران میں ایک رات ضعف اس درجہ طاری ہوا کہ نزع کی سی کیفیت طاری ہوگئی بہت دیر یہی عالم رہا جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو یہ تو ایک ایسی نعمت ہے کہ اس نعمت سے باہر آنا اچھا نہیں معلوم ہوتا[1]

بالآخر شنبہ کے دن ۵ جمادی الثانیہ ۱۳۵۴ھ کو آپ کا طائر روح ذکل پرواز ہوا۔ آخری وقت اپنے اصحاب کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسا کہ کوئی مسافر اپنے دوستوں کو الوداع کہتے وقت دیکھا کرتا ہے خدام آپ کی نظروں کے اشارے سمجھ کر رونے لگے نواب نے تبسم فرمایا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم   چو موت آید تبسم بر لب اوست

اسی اثناء میں ایک درویش کی زبان سے بے اختیارانہ نکلا ____ یا رب العالمین۔ جلدی سے اسکی جانب نگاہ کی اس کے بعد دوسری طرف چہرۂ مبارک کر لیا ____ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا سرکار کی یہ توجہ اسم محبوب کے سننے کیلئے ہوئی ____ یہ سن کر حضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر لائے ____ دن کا کچھ حصہ باقی تھا کہ میدان فنا، الفنا کا شہسوار

---

[1] اسرار یہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے آپ نے اس کیفیت کے زائل ہو جانے کے بعد دوسرے دن فرمایا کہ ذات جسم کے جوڑ بند درہم برہم ہو گئے تھے آدھی رات تک یہ کیفیت رہی پھر افاقہ ہوا، اسکے بعد یہ کلمات فرمائے جن کا ترجمہ اوپر درج ہوا ____ اگر درون عبارت اینست چہ نغمتے بودہ کہ ازاں عالم برآمدن خوش نمی آید۔"

جہز اللہ اللہ کرتا ہوا واصل بحق ہوا ذات باقی سے عشق و تعلق کی بنا پر کائنات کے ذرے ذرے نے اس کے نام کے بقائے دوام کی شہادت دی اور دنیا نے باقی باللہ کہہ کر اس کو پکارا۔ بروّاللہ مضجعہٗ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مزار پُر انوار جس جگہ آپ کو دفن کیا گیا اتفاق کی بات ہے کہ یہ جگہ وہی تھی جہاں کسی زمانے میں حضرت خواجہؒ اپنے خدام کے ساتھ پہونچے تھے ــــ وہ جگہ حضرت کو اچھی معلوم ہوئی تھی۔ وضو کر کے انھوں نے وہاں دوگانہ ادا کیا تھا ــــ اس جگہ کی خاک آپ کے دامن کو چمٹ گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کی مٹی دامن گیر ہو رہی ہے ــــ صاحب زبدہ لکھتے ہیں کہ خواجہ حسام الدینؒ کی کوشش سے ان دونوں مزار اقدس کا گرداگرد قلعہ آبشار، اشجار اور ازہار کی موجودگی کی وجہ سے جنت ارضی بنا ہوا ہے۔

قطعۂ تاریخ وفات بہت سے فضلا و عرفا نے آپ کے مرثیے لکھے اور اس میں تاریخیں کہیں صاحب زبدۃ المقامات نے حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

ذاتے کہ بدوست بود باقی از خود ہمہ فانی الصفت بود

بر خالق خویش جلگی عشق بر خلق تمام عاطفت بود

دے تشنہ دلم بسال فوتش خوش گفت کہ بحر معرفت بود

حضرت خواجہؒ کے چند ملفوظات حضرت خواجہؒ کا تحریری سرمایہ متعدد رسائل، مکاتیب اور منظومات کی شکل میں کافی مقدار میں ہے۔ یہاں پر آپ کے "قلمی تبرکات" اس مجموعہ میں سے جن کو ان کے ایک خادم نے رسائل و ملفوظات سے اخذ کر کے مرتب کیا ہے ــــ نقل کیے جاتے ہیں۔

(۱) مقامات دوگانہ کی تحقیق کے بعد حضرت خواجہؒ نگارش فرماتے ہیں ــــ اگر کوئی

سالک مقام معصیت میں پھنسا ہوا ہے یا دنیا کی طرف اس کی رغبت ہے۔ اس کا سبب ان چند اسباب میں سے کوئی ایک ضرور ہوگا۔

(۱) یا وہ ضرورت کے مطابق معاش پر اکتفا نہ کرتا ہوگا۔

(۲) یا عوام سے اختلاط رکھتا ہے۔

(۳) یا اس کے اوقات ذکر حق سبحانہ سے معمور نہیں ہیں۔

(۴) یا خدا سے غیر خدا کا طالب ہے۔

(۵) یا وہ اپنے نفس سے مجاہدہ نہیں کرتا۔

(۶) یا وہ اپنے اوپر اور اپنے احوال اور اپنی قوۃ پر نظر رکھتا ہے۔

(۷) احکام ازلیہ پر سر تسلیم خم نہیں کیے ہوئے ہے۔

(۲) فرمایا ——— توکل یہ نہیں ہے کہ ترک اسباب کر دے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ کیونکہ یہ بے ادبی ہے ——— بلکہ توکل نام اس کا ہے کہ سبب کو قائم رکھے مثلاً کتابت وغیرہ۔

البتہ سبب پر نظر نہ جمائے اور اس پر بھروسہ نہ کرے ——— سبب مثل دروازہ کے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسبب تک پہونچنے کے لیے بنایا ہے۔

(۳) فرمایا ——— کہ معرفت کے بہت سے درجات ہیں ——— اگر سالک حقائق سے حصہ وافر رکھتا ہے۔ فبہا ورنہ اس کا شریعت پر قائم رہنا ہے۔

(۴) فرمایا ——— باری تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونے والوں کو کشف مطلق درکار نہیں کیونکہ کشف دو قسم کا ہے، ایک دنیوی وہ تو بالکل ہی غیر ضروری ہے دوسرا اخروی وہ کتاب وسنت میں واضح طور پر خود موجود ہے۔ ان کے لیے وہی کافی ہے اور کوئی کشف اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۵) فرمایا ——— کہ مشائخ کو تربیت وارشاد پر آمادہ کرنے والی ان تین چیزوں

Marfat.com
Marfat.com

میں سے کوئی ایک چیز ہوتی ہے۔ (۱) الہام حق سبحانہ (۲) حکم پیر (۳) شفقت بر خلق اللہ

تیسری چیز یعنی شفقت بر خلق اللہ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ـــــ جب مشائخ مخلوق خدا کو گمراہی پر ڈٹا ہوا دیکھتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ گمراہی عذاب اور ڈوٹے کا باعث بن جائے گی تو اپنی انتہائی رحم دلی کی بنا پر عذاب کو ان سے دفع کرنے کی فکر کرتے ہیں ـــــ پس شفقت کا مقتضا یہ ہوتا ہے کہ ترویج و اشاعت کو لازم پکڑ کر مخلوق خدا کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ حفظ آداب اور اقامت شریعت کا امر کریں کہ مثلاً فقہ و حدیث کے تعلیم و تعلم کا امر کریں ـــــ شرع پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے کا مشورہ دیں۔ لیکن یہ بات بھی ہے کہ مشائخ کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ واصل بھی کر دیں یہ امر شفقت کے لیے لازمی اور ضروری نہیں ہے بلکہ امر زائد ہے اسی ضمن فرمایا کہ ـــــ اس طریقہ نقشبندیہ کا حاصل کار یہ ہے کہ "انجذاب ایمانی" کی تربیت کریں ـــــ تمام انبیاء و رسل کی دعوت کا یہی طریقہ تھا۔

(۶) فرمایا ـــــ کہ اعتقاد درست، رعایت احکام شریعت، اخلاص اور دوام توجہ بجناب حق سبحانہ عظیم ترین نعمت ہے اس نعمت عظمیٰ کے برابر کوئی "ذوق و وجدان" نہیں ہے۔

(۷) ایک روز اہل اللہ کے منکرین کی تردید کرتے ہوئے فرمایا ـــــ کہ اولیاء کبائر سے محفوظ تو ہوتے ہیں لیکن اگر کوئی کبیرہ اُن سے ناگاہ سرزد ہو جائے تو اُن کے تمام اقوال کو باطل سمجھ لینا اور رد کر دینا جہالت کی بات ہے ـــــ یہ دیکھنا چاہیئے کہ بحیثیت مجموعی ان کا اکثری عمل کیا رہا ہے اگر کبھی بحکم بشریت کوئی بات اُن سے صادر ہو گئی ہو تو اُن کو اس میں معذور قرار دینا چاہیئے۔ (ختم شد۔ والحمد للہ اولاً و آخراً)

Marfat.com

بحرِ ولایت کے دو آبدار موتی

خواجۂ کلاں و خواجۂ خرد

صاحبزادگانِ

خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے تاریخ اسراریہ مولفہ سید محمد کمال سنبھلیؒ کا اقتباس تین سو صفحات سے زیادہ کا مورخ امروہہ مولوی محمود احمد صاحب عباسی سے دستیاب ہوا تھا ــــــ اصل کتاب تو ساڑھے پانچسو صفحات سے زیادہ ہے ــــــ یہ کتاب گیارہویں صدی ہجری کی ایک بہترین تاریخ ہے مگر افسوس ہنوز طباعت سے آشنا نہیں ہو سکی ہے ــــــ اس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رامپور میں ہے۔ دوسرا سنبھل میں کسی صاحب کے پاس ہے۔ تیسرا نسخہ امروہہ میں تھا جو غالباً مولف ہی کے زمانے کا بلکہ ان کے قلم کا لکھا ہوا تھا لیکن وہ بھی اس وقت امروہہ میں موجود نہیں ہے۔[1]

سید محمد کمال سنبھلیؒ نسباً سادات واسطیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ ولایت امروہہ کی اولاد سے ہیں، ان کے آباؤ اجداد سنبھل میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ــــــ مؤلف نے اسراریہ کے آخر میں اپنے آباؤ اجداد کے مفصل حالات بھی تحریر کیے ہیں۔

سید محمد کمالؒ ایک اچھے ادیب اور مصنف معلوم ہوتے ہیں۔ اسراریہ کے مطالعہ سے ان کی ایک اور کتاب مجمع الجمیع کا پتہ چلتا ہے جو معارف و حقائق میں ہے ممکن ہے

---

[1] دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی اسراریہ کا ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔

Marfat.com

کہ ان کی اور بھی تصنیفات ہوں اور وہ اسرار یہ کی طرح پردۂ اسرار میں ہوں۔

صاحب اسرار یہ کا طرز نگارش بڑا عجیب اور دلکش ہے بات میں سے بات نکالتے ہیں اگر اس زمانے کے کسی صاحب قلم سے ان کو تشبیہ دینا چاہوں تو وہ مولانا مناظر احسن گیلانی مدظلہ ہو سکتے ہیں۔ مولانا گیلانی کے یہاں بھی یہ لطف ہے کہ ایک بات کہہ رہے ہیں اور دوسری ضروری بات یاد آگئی اس کا ساتھ ہی ساتھ ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ اس طرح مفید معلومات کا ایک ذخیرہ ناظرین کے ہاتھ لگ جاتا ہے ـــــ اگر اسرار یہ شائع ہو جاتی تو گیارہویں صدی ہجری کے رجال کی بڑی کافی معلومات مورخین زمانہ کو میسر آجاتیں ـــــ خیر مجھے اس وقت اس کے متعلق کچھ لکھنا نہیں ہے بات طویل ہو جائے گی ...... اس وقت تو حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی کے صاحبزادوں کا تذکرہ کرنا مقصود ہے ـــــ اسرار یہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ ہر دو صاحبزادگان کا تذکرہ درج ہے مولف خواجہ خرد کا براہ راست مرید اور سفر و حضر کا رفیق ہے ـــــ اسی بنا پر اس نے خصوصیت کے ساتھ خواجہ خرد کی زندگی کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے ـــــ جگہ جگہ شیخ من گفتا کہہ کر ان کے ملفوظات پیش کیے ہیں ـــ ان کی دستی تحریروں کو جن میں معارف و حقائق ہیں اپنی کتاب میں بکثرت نقل کیا ہے۔ ان کے اخلاق و عادات پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ ان کی چشم دید کرامات کو بیان کیا ہے اپنے شیخ کی شوریدگی و جوشش عشق کے واقعات کو بے تکلفانہ لکھا ہے ـــ خواجہ خرد کا غلبہ عشق کے زمانے میں ابرد ہ میں مدتوں قیام کرنا اسی کتاب سے معلوم ہوا ـــــ وفات سے ایک سال قبل خواجہ خرد کی سنبھل میں تشریف آوری کا بھی اس میں ذکر ہے ـــ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رشید کمال اپنے شیخ کا صرف مرید ہی نہیں ہے بلکہ ان کا ایک خاص مصاحب و دولست بھی ہے ـــــ ان کے دیگر حالات کے علاوہ تاریخ پیدائش، عمر تاریخ وفات مع تفصیل ماہ و یوم اور مرض وفات کے واقعات اگر اسرار یہ میں درج نہ ہوتے تو شاید وہ کسی دوسرے ذریعہ آج معلوم نہ ہو سکتے ـــــ مجھے خوشی ہے کہ میں

Marfat.com
Marfat.com

صاحبزادگان خواجہ باقی باللہ دہلویؒ کے ضروری اور اہم حالات تاریخ اسراریہ سے اخذ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں وما توفیقی الا باللہ۔

میں نے خواجہ خردؒ کے تذکرے میں بمقابلہ اسراریہ کے اختصار سے کام لیا ہے تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے، البتہ خواجہ کلاں کا تذکرہ خود ہی مختصر تھا اس لیے اس میں اختصار کی ضرورت پیش نہیں آئی اس تذکرے سے میرا مقصد اور میری امیدیں یہ ہیں:۔

(۱) خواجہ خرد و خواجہ کلاں رحمہما اللہ کی تاریخی، علمی اور روحانی حیثیت بندگان خدا کے علم میں آ جائے۔

(۲) مورخین نے عام طور پر ان دونوں کے ناموں تک میں تغیر و تبدل کر دیا ہے بعض نے ان کے حالات بہم پہنچانے میں بے توجہی سے کام لیا ہے اور بعض سے سہواً غلطیاں ہو گئی ہیں۔ انشاءاللہ اس تذکرہ سے ان کے صحیح نام اور حالات سامنے آ جائیں گے۔

(۳) مکتوبات امام ربانیؒ کے مکتوب الیہما ہونے کی حیثیت سے بھی ان دونوں صاحبزادوں کو اہمیت حاصل ہے ـــــــ اس وجہ سے بھی میں نے چاہا کہ ان کے حالات کو اسراریہ کی روشنی میں مرتب کر دوں تاکہ اگر کوئی آئندہ رجال مکتوبات پر کام کرنا چاہے تو اسے آسانی ہو ـــــــ بنابریں اس مضمون کے بعد شیخ تاج الدین سنبھلیؒ، مرزا حسام الدینؒ اور شیخ الہدادؒ کے حالات بھی اسراریہ اور دیگر کتب کی مدد سے انشاءاللہ لکھوں گا۔ [5]

اب میں اسراریہ کے پیش کردہ سوانح سے پہلے مختصراً یہ عرض کر دوں کہ ان دو برادروں کے بارے میں دیگر مورخین نے کیا لکھا ہے اور کیا کیا غلطیاں انھوں نے کی ہیں یا ہو گئی ہیں ـــــــ

پہلے یہ بات ذہن میں رہے کہ زبدۃ المقامات میں ہاشم کشمیؒ نے حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بڑے صاحبزادے کا نام عبداللہ بتلایا ہے خواجہ کلاں ان کا لقب ہے اور چھوٹے صاحبزادے کا نام عبیداللہ لکھا ہے یہ خواجہ خرد کے لقب سے ملقب تھے اور یہی نام صحیح ہیں اسلیے ان ناموں کو خواجہؒ

---

۵ صاحب مقالہ مولانا فریدی ؒ نے ان تینوں حضرات کے حالات حسب وعدہ لکھے جو اس مجموعہ میں شامل ہیں۔

خرد کا ایک راز دار اور طویل صحبت یافتہ مورخ بتلا رہا ہے ــــــ آگے آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ دوسرے مورخین نے ان دونوں کے ناموں تک میں تغیر و تبدل کر دیا ہے، یہ بھی معلوم رہے کہ یہ دونوں بھائی دو دو ماؤں سے ہیں مکتوبات امام ربانیؒ، زبدۃ المقامات اور آثار الکرام سے یہ بات معلوم ہوئی تعجب ہے کہ مؤلف اسرار یہ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

اسرار یہ ۱۰۱۹ھ میں تمام ہوئی اس سے پہلے ۱۰۳۷ھ میں مولانا محمد ہاشم کشمیؒ (خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ) نے زبدۃ المقامات لکھی ہے اس کتاب میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کا تذکرہ کرنے کے بعد اُن کے "فرزندان" و خلفاء کا بھی ذکر کیا گیا ہے ــــــ فرزندوں میں پہلے خواجہ عبید اللہؒ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے ــــــ نخستین فرزند دلبند حضرت خواجہؒ مانند (زبدۃ المقامات ص۸۵) یعنی خواجہ صاحبؒ کے بڑے فرزند خواجہ عبید اللہ ہیں ــــــ پھر عبید اللہ کی تاریخ مثنوی خواجہ باقی باللہؒ سے اخذ کر کے لکھی ہے وہ بڑے ہی بیٹے کی ہے۔ (یعنی ربیع الاوّل ۱۰۱۰ھ) لیکن عنوان تذکرہ میں نام بڑے بیٹے کا نہیں چھوٹے صاحبزادے کا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ کتابت کی غلطی ہوگی مگر اس کا کیا علاج کہ مولانا محمد ہاشمؒ نے آگے چل کر لکھا ہے کہ خواب میں خواجہ صاحبؒ نے دیکھا تھا کہ ایک درویش کہہ رہے ہیں کہ ایک پسر حمیدہ سیر پیدا ہوگا اس کا نام خواجہ عبید اللہ احرارؒ کے نام پر عبید اللہ رکھنا ــــــ یہ بھی لکھا ہے کہ مثنوی میں خواجہ صاحبؒ نے اس کا ذکر کیا ہے پھر مثنوی کے اشعار جو پیش کیے ہیں ان سے کہیں یہ بات معلوم نہیں ہوتی۔

میرے سامنے مثنوی خواجہ باقی باللہؒ (مطبوعہ محمدی پریس دکن) کا جو نسخہ ہے اسمیں ان اشعار کے اوپر یہ عنوان ہے ــــــ تاریخ تولد برخوردار خواجہ محمد عبد اللہ و خواجہ عبید اللہ کہ در یکسال متولد شدند ــــــ اس میں ترتیب اسماء صاف بتلا رہی ہے کہ بڑے صاحبزادے خواجہ عبد اللہ ہیں کہ خواجہ عبید اللہ ــــــ پھر عبید اللہ کی تصغیر بھی اسی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ عبید اللہ پسر دوم ہیں نہ کہ پسر نخستین۔

Marfat.com

Marfat.com

زبدۃ المقامات میں آگے چل کر دوسرے صاحبزادے کا تذکرہ ہے اس کا عنوان ہے "خواجہ عبداللہ سلمہٗ" اس کے ماتحت لکھا ہے ــــ فرزند دوم حضرت خواجہ ما اند ــــ وہی مقلوب و برعکس بات ــــ اسی پر اکتفا نہیں (ورنہ کاتب بیچارے کے ذمے بات آتی۔) آگے فرماتے ہیں۔

برادر بزرگ از او در دیگر نزد ایشان از والدۂ دیگر ــــ عبداللہ کو وہ برادر خردان کہ پہلے جن صاحبزادہ کا ذکر کیا ہے اور جن کا نام عبیداللہ بتلایا ہے ان کو برادر بزرگ قرار دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ مولانا کشمیؒ کے نزدیک فرزند اول وہ ہیں جو خواجہ احرار کے ہم نام ہیں اب کوئی اشتباہ یا کاتب کے سر دھرنے والی بات نہیں رہی ــــ مولانا کشمیؒ نے خود ہی سوچ سمجھ کر ایک بات لکھی ہے جو ظاہر ہو چکی ــــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بھائیوں کی عمروں میں کم تفاوت کے باعث مولانا کشمیؒ اسم و مسمیٰ میں مطابقت نہیں کر سکے ہیں ــــ ایک صاحبزادے کی ملاقات کا ذکر تو مولانا کشمیؒ نے کیا ہے، دوسرے صاحبزادے سے بھی ایک آدھ بار ملاقات ممکن ہے کہ ہوئی ہو۔

صاحب زبدۃ المقامات ۱۰۳۱ھ میں درگاہ مجدد الف ثانیؒ میں باریاب ہوئے ہیں، اور عتبہ عالیہ پر دونوں صاحبزادوں کے قیام پذیر رہنے کا زمانہ ۱۰۳۱ھ سے کچھ پہلے ہے ــــ ایسی صورت میں ناموں میں تغیر و تبدل ہونا کچھ بعید نہیں ہے ــــ البتہ دونوں بھائیوں کا جو کچھ تذکرہ کیا ہے وہ مجموعی حیثیت سے پر از معلومات ہے۔ اور اس میں چند باتیں وہ ہیں جو احراریہ میں نہیں ہیں۔ لیکن چوں کہ وہ اسم کو مسمیٰ سے مطابق نہیں کر رہے ہیں اس لیے ہر واحد کے تذکرے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے جو معلومات عبداللہ کے ضمن میں لکھی ہیں وہ عبیداللہ کی ہوں اور جو عبیداللہ کے بارے میں لکھی ہیں وہ عبداللہ کی ہوں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

چنانچہ خواجہ عبداللہؒ کو صاحبزادۂ دوم قرار دیتے ہوئے ان کی ایک ایسی خصوصیت کا ذکر کیا ہے جو خواجہ عبیداللہ کی ہے اور جس کو تفصیل سے اسراریہ میں دیکھا جا سکتا ہے وہ خصوصیت "شوریدہ حالی و نسبت توحید وجودی" ہے ـــــ مولانا کشمیؒ نے لکھا ہے کہ اشعار پرسوز میخواندند و آہ گرم و سرد از دل پر درد می آرند و خود اشعار زیبا می فرمایند ـــــ و بملاحظۂ انتساب خود بحضرت ایشاں (حضرت مجدد الف ثانیؒ) تخلص در آں احمدی می نمائند ـــ یہ بات صاحب اسراریہ نے بھی نہیں بتلائی کہ اُن کے پیر و مرشد کا تخلص احمدی تھا۔

صاحب زبدۃ المقامات فرماتے ہیں کہ ان چھوٹے صاحبزادے نے (جن کو وہ عبداللہ سمجھے ہوئے ہیں اور در اصل ہیں وہ عبیداللہ) مجھے یہ شعر فی البدیہہ سنایا۔

گشت گلستاں بہانہ ایست نگارا
بوئے تو آوارہ کردہ باد صبا را

اور پھر میری طرف اشارہ کیا کہ تم بھی اس زمین میں کچھ کہو چنانچہ میں نے دو شعر کہے

مولانا کشمیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ زبان مبارک سے ان مخدوم زادہ عالی شان کی تعریف فرمائی ہے ایک مرتبہ فرمایا ـــــ "او از محمدی المشربان است و از محبوبان و از مغلوبان نسبت توحید و از خداوندان آزادگی و تفرید"

مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد صاحبؒ نے فرمایا کہ ان خواجہ زادہ میں (خواجہ عبیداللہ جن کو مولانا کشمیؒ خواجہ عبداللہ سمجھتے ہیں) اگر کمال وسعت مشرب و شوریدہ حالی اور بے تقیدی نہ ہوتو ـــــ ایشاں را اجازت تعلیم طریقت میدادیم تا بر سجادۂ والد بزرگوار خود نشستہ بافادہ و افاضۂ طلاب پرداختندے۔"

Marfat.com
Marfat.com

یعنی میں اُن کو اجازت تعلیم طریقت دے دیتا تاکہ یہ اپنے والد ماجد کے سجادہ نشین ہو کر افادہ طالبین میں مشغول ہوتے۔[1]

مجھے یہاں پر زبدۃ المقامات میں صرف اتنا ہی دکھانا تھا کہ صاحب زبدہ نے دونوں صاحبزادوں کے نام متعین کرنے میں غلطی کی ہے اور ایک کے حالات کو دوسرے سے ملا دیا ہے کل واقعات کا نہ احاطہ مقصود تھا نہ اس مضمون میں اس کی گنجائش۔

اب میں مکتوبات امام ربانیؒ کی جانب ناظرین کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں تاکہ وہ صاحبزادگان کے نام کے مکاتیب سے اُن کے صحیح مقام درفعت شان اور خصوصیات کا پتہ چلا سکیں ــــــ مکتوبات کی ہر سہ جلد میں دونوں صاحبزادوں کے نام حسب ذیل مکتوبات ہیں:۔

(۱) مکتوب ۲۹۹ بنام خواجہ عبداللہ و عبیداللہ در بیان بعضے از عقائد کلامیہ — جلد اوّل
(۲) مکتوب ۲۳ بنام خواجہ محمد عبداللہ در بیان اتباع سنت — جلد ثانی
(۳) مکتوب ۳۵ بنام پیرزادہ محمد عبداللہ در جواب استفسار — "
(۴) مکتوب ۵۹ " " " —
(۵) مکتوب ۵۹ بخواجہ محمد عبداللہ در تاسف بر صحبت گزشتہ — جلد ثالث

---

[1] صاحب اسراریہ نے لکھا ہو کہ خواجہ عبیداللہؒ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دوسری حاضری کے بعد اپنے دست مبارک سے اجازت نامہ لکھ کر دیا ہے۔ اسراریہ کے الفاظ یہ ہیں۔ پس از صحبت دوم اجازت ارشاد طریقہ نقشبندیہ بدست خود نوشتہ بوے داد ــــــ اس کی تائید الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ــــ سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ خرد ــ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا پیر ہیں۔ خود شاہ صاحبؒ سلسلہ طریقت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں عن خواجہ خرد عن الشیخ احمد السرہندی (الانتباہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۱ھ) مولانا کشمیؒ نے حضرت مجددؒ کا جو ارشاد نقل فرمایا ہو وہ اس اجازت سے پہلے کا ہوگا۔

Marfat.com

(۶) مکتوب ع۳۰ بخواجہ محمد عبداللہ در تاسف بر صحبت گزشتہ جلد ثالث

(۷) مکتوب ملک بہ محمد عبیداللہ " "

وہ مکتوبات جن میں صاحبزادگان کا ذکر آیا ہے، حسب ذیل ہیں۔

(۱) جلد اوّل مکتوب م۲۲۹ بنام مرزا حسام الدینؒ

(۲) " " مکتوب م۲۹۰ " " " " "

(۳) " " مکتوب م۲۷۲ " " " " "

(۴) جلد ثانی مکتوب م۲۶ " " " "

(۵) جلد ثالث مکتوب م۱۱۵ " " " "

میں نے جہاں تک تفحص کیا ہے مندرجہ بالا مکتوبات میں خواجہ زادگان کا ذکر آیا ہے، ممکن ہے ان کے علاوہ کسی اور مکتوب میں بھی کہیں ضمنی ذکر ہو۔

ان مکتوبات میں جو خواجہ زادگان سے متعلق ہیں کیا کیا مضامین ہیں یہ چیز ایک علیحدہ مضمون چاہتی ہے، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باکمال خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو وصیت فرمائی تھی کہ "ہمارے لڑکوں کا خیال رکھنا اور ان سے باخبر رہنا" ـــــ یہ دونوں صاحبزادے ابھی شیر خوار ہی تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کا وصال ہو گیا ـــــ پیر زادگان کی حیثیت سے اور بالخصوص وصیت مرشد کے پیش نظر حضرت مجددؒ صاحب نے تمام عمر ان دونوں صاحبزادوں کا خیال رکھا۔ اپنے یہاں ان دونوں صاحبزادوں کو بلا کر جب یہ صاحبزادے دہلی چلے گئے تو وہاں ان کی تربیت مرزا حسام الدین کی زیر نگرانی ہوئی۔ حضرت مجدد صاحبؒ جہاں صاحبزادگان کو ضروری ضروری ہدایات تحریر فرماتے ہیں وہاں مرزا حسام الدینؒ کو بھی نگہداشت کی تاکید فرماتے ہیں ـــــ سرہند میں بیٹھے ہوئے ہیں اور صاحبزادگان کو صحت عقائد و اعمال صالحہ اور اتباع سنت کی برابر تلقین فرما رہے ہیں ـــــ کوئی بات خلاف سنت یا خلاف مسلک خواجہ باقی باللہؒ سن پاتے ہیں تو اس پر زور دار تنبیہ فرماتے ہیں ـــــ پیر زادگان کو محس

تعظیم اور کیسی محبت اور شفقت سے خطاب فرماتے ہیں اس کا اندازہ ان مکتوبات کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے ــــ بعض مکتوبات میں صحبت گزشتہ پر تاسف فرمایا ہے ــــ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ جب تم دونوں دودھ پیتے تھے اس وقت میں نے تم پر توجہ باطنی ڈالی ہے ــــ مرزا حسام الدین کا شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ نے صاحبزادگان کی تربیت کا کام اپنے ذمہ لے کر یک گونہ اطمینانی صورت پیدا کر دی ہے ــــ اور مرزا حسام الدین کو اس امر کی جانب بھی متوجہ فرماتے ہیں کہ وہ بعض خلاف مسلک امور کی روک تھام سختی سے کریں۔

جلد اوّل میں مکتوب ۲۶۶ بنام صاحبزادگان گویا ایک مستقل رسالہ ہے اس کو عقائد نامہ کے ساتھ موسوم کیا جائے تو بہتر ہے، یہ مکتوب چھبیس صفحات پر مشتمل ہے ــــ اس مکتوب کے آخر میں تحریر فرمایا ہے "چونکہ فقیر کو دہلی آنے میں توقف ہوا اسلیے یہ تحریر بھیجدی ہے۔ اس مکتوب کو بطور سبق مرزا حسام الدین صاحب کے سامنے از اوّل تا آخر پڑھ لینا والسّلام"

مرزا حسام الدین صاحب کو علیحدہ ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں۔

"وہ خط جو خواجہ زادگان کو لکھا گیا ہے نظرِ اشرف سے گزرے گا"

اس موقع پر اتنی بات اور عرض کر دوں کہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی مشہور فقہی کتاب مالا بدمنہ کے شروع میں عقائد کی جو بحث کی ہے اس کا زیادہ ترحصہ اسی مکتوب سے ماخوذ ہے ــــ قاضی صاحب عبارتیں کی عبارتیں اختصار و خلاصہ کے ساتھ اس مکتوب کی لائے ہیں ــــ مالا بدمنہ کا یہ حصہ اس مکتوب کی روشنی ہی میں پوری طرح سمجھ میں آ سکتا ہے اسی مکتوب کے بارے میں حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی نے فرمایا ہے کہ۔

"ایں مکتوب فائدۂ کثیر در علم عقائد دارد ایں را علیحدہ نوشتہ بر دہاں دادہ شود"
(درالمعارف صلنہ)

Marfat.com

"یعنی یہ مکتوب علم عقائد میں فائدہ کثیر رکھتا ہے اس کی نقلیں کرا کے لوگوں میں تقسیم کی جائیں۔"

صاحب زادگان کے ناموں میں مطبوعہ مکتوبات کے اندر ایک دو جگہ جو اور غلطیاں کاتبوں سے ہو گئی ہیں اُن کو اور ظاہر کر دوں ـــــ مکتوبات مطبوعہ مطبع احمدی دلی جلد ثالث کی فہرست میں "مکتوب ہشتاد و نہم بہ محمد عبد اللہ" لکھا ہے اور ص۱۱۱ پر جہاں یہ مکتوب درج ہے اس کے سرنامے پر لکھا ہے "بجناب پیرزادہ خواجہ محمد عبید اللہ" ـــــ اور صحیح بھی یہی معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ خواجہ خرد (خواجہ عبید اللہؒ) کی طبیعت کا جو اندازہ ہے اس کے پیش نظر یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس قسم کا سوال حضرت مجددؒ سے وہی کر سکتے ہیں۔

مکتوبات مطبوعہ امرتسر میں مکتوب ۲۲۵ جلد ثانی ص۲۸ پر خواجہ محمد عبد اللہ کے نام پر جو حاشیہ ہے اس کی عبارت یہ ہے ـــــ "فرزند دلبند دوم حضرت خواجہ باقی باللہؒ" یہ وہی غلطی ہے جو اوپر سے ہوتی چلی آ رہی ہے۔

اب ذرا آثار الکرام مصنفہ علامہ آزاد بلگرامیؒ کی سیر اور کر لیجیے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلاں قدس سرہٗ ـــــ خواجہ عبد اللہ المعروف بہ خواجہ خرد قدس سرہٗ" ـــــ یہاں پر بھی اسماء میں عکس ہو گیا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ماقبل کے بعض مورخین نے ان کے اسماء میں ایسا کیا ہے ـــــ علاوہ ازیں علامہ آزاد بلگرامی جن صاحبزادے کو خواجہ کلاں بتلا رہے ہیں ان کی تاریخ وفات ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۴ھ لکھی ہے حالانکہ ۱۰۷۴ھ خواجہ خردؒ کی تاریخ وصال ہے، خواجہ کلاں کا انتقال ۱۰۷۳ھ میں ایک سال پہلے ہوا ہے جیسا کہ آگے اعداد یہ سے معلوم ہو گا۔

عجیب بات یہ ہے کہ آثار الکرام میں خواجہ خرد کی پیدائش رجب ۱۰۱۰ھ میں بتلائی ہے (جو صحیح ہے) اور سن وفات ۱۰۷۵ھ لکھا ہے پھر لفظوںؒ میں بھی "خمس و سبعین و تسعمائۃ"

لہ آثار الکرام مکتوبہ [illegible] مصنف میں بھی یہی غلطی ہے احقر نے وہ نسخہ دار العلوم دیوبند کے کتب خانے میں دیکھا، غالباً مفتی سعد اللہؒ کی کتابوں میں وہ کتاب تھی۔ نسیم احمد فریدی غفرلہ

لکھا ہے، جس کے بعد کاتب کی غلطی تسلیم نہیں دی جاسکتی ــــ علامہ آزاد نے خواجہ خرد کے تذکرہ میں لکھا ہے در ماہ تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست و پنجم جمادی الآخرہ بروز چہار شنبہ برحمت الٰہی پیوست ــــ اس میں دن اور تاریخ تو وہی ہے جو سید کمال سنبھلیؒ نے بتلایا ہے لیکن مہینہ جمادی الاولیٰ ہے نہ کہ جمادی الثانیہ ــــ سید کمالؒ نے اپنے پیر و مرشد کی عمر کا حساب لگا کر سال و ماہ کے ساتھ ساتھ دن بھی بتلا دیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ معتبر کسی دوسرے مورخ کا قول اس بارے میں نہیں ہو سکتا۔

صاحب مآثر الکرام نے بلگرام کے ایک محدث سید محمد مبارک بلگرامی کے تذکرے کے ضمن میں بھی خواجہ خرد کا تذکرہ کیا ہے جس سے خواجہ خرد کے مشغلہ درس اور علمی بلند پائیگی کا پتہ چلتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہ میر سید محمد مبارک سنہ ۱۰۴۱ھ میں اکتساب علم کے ارادہ سے دہلی تشریف لے گئے وہاں مطول تفتازانی ــــ خواجہ عبداللہ المشہور بخواجہ خُرد بن خواجہ باقی باللہ النقشبندی قدس اللہ اسرارہما سے پڑھی" ــــ یہاں بھی نام صحیح نہیں بتلایا لیکن لقب نے متعین کر دیا کہ سید محمد مبارک محدث بلگرامیؒ کے استاد خواجہ عبیداللہ عرف خواجہ خُردؒ تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تحریر فرمایا ہے" اس فقیر کو صحبت، بیعت، تلقین اشغال اور اجازت و خرقہ کی جہت سے ارتباط اپنے والد سے ہے جن کا نام نامی شیخ عبدالرحیم قدس سرہ ہے اور حضرت والد کو مشائخ طریق سے چار اشخاص سے یہ ارتباط ہے۔

(۱) سید عبداللہ (۲) میر ابوالقاسم اکبرآبادی (۳) خواجہ خُرد (۴) میر نور العلی خلف میر ابوالعلی" اس مقام پر حضرت شاہ صاحبؒ نے خواجہ خُردؒ کے لقب پر اکتفا فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو صاحبزادگان اپنے القاب کے ساتھ شہرت رکھتے تھے اس لیے علامہ بلگرامیؒ نے جن صاحبزادہ کو سید محمد مبارک محدث کا اُستاد بتلایا ہے ان کے لقب خواجہ خرد کو صراحۃً ذکر کر دیا ہے ــ نام میں غلطی ہے سو وہ اوروں سے بھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

اب آپ کے سامنے انوار العارفین مولفہ صوفی محمد حسین مرادآبادیؒ کو پیش کرتا ہوں۔ وہ خواجہ باقی باللہ کے بعد خواجہ محمد عبداللہ کا ذکر کرتے ہیں بایں الفاظ ــــــــ

ذکر خواجہ محمد عبداللہ کہ بخواجہ کلاں اشتہار دارند ــــــــ آگے فرماتے ہیں کہ ــــــــ

در رشحات است فرزند نخستین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار بودند ــــــــ دیکھئے صاحب انوار العارفین نے کیا کمال کیا ہے کہ حضرت باقی باللہ کے ذکر سے متصل خواجہ کلاں کا ذکر لاتے ہیں اور رشحات کے حوالے سے نقل کر جاتے ہیں کہ یہ خواجہ عبید اللہ احرار کے صاحبزادے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سرے سے یہ علم ہی نہیں ہے کہ خواجہ کلاں حضرت خواجہ باقی باللہ کے بھی کوئی صاحبزادے تھے۔

مزارات اولیاء دہلی کے مولف کی "تحقیق" ان صاحبزادگان کے بارے میں اور ملاحظہ فرمالیجئے۔

خواجہ کلاں کے متعلق لکھتے ہیں۔ آپ فرزند اکبر خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپکے علم باطنی وحصول خلافت کے حالات ہم کو کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوئے بہرحال بزرگ و بزرگ زادہ تھے سن وفات آپکا معلوم نہیں ہوا ص ۱۰۶

خواجہ خرد کے متعلق لکھتے ہیں ــــــــ "آپ فرزند اصغر خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں آپ دونوں صغیر سن تھے جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا ...... آپ نے سن ۱۰۳۲ھ میں بعہد شاہجہاں بادشاہ انتقال فرمایا۔" م۱۰۳۲ھ ۱۰۸۰ء

سبحان اللہ کیا داد تحقیق دی ہے ــــــــ خواجہ کلاں و خواجہ خرد کے نام تک نہیں بتلائے ــــــــ بڑے صاحبزادے کے نہ حصول خلافت یا حال معلوم، نہ سن وفات کا پتہ اور چھوٹے صاحبزادہ کا سن وفات معلوم بھی ہوا تو وہ بجائے ۱۰۷۴ھ کے ۱۰۳۲ھ۔

آخر میں "ہند و پاکستان کے اولیاء" مولفہ شوکت فہمی کی "اعلیٰ تحقیقات" اور ملاحظہ فرمالیجئے۔ اس کے بعد اسراریہ کو پیش کیا جائے گا۔

"حضرت کی روحانی اولاد یعنی خلفاء کے علاوہ حضرت کی جسمانی اولاد میں حضرت کے دو صاحبزادے تھے جن میں بڑے صاحبزادے خواجہ عبید اللہ تھے جو علوم باطنی اور ظاہری دونوں سے مالا مال تھے آپ کے دوسرے صاحبزادے محمد عبداللہ تھے جو

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

خواجہ عبید اللہ سے چار ماہ چھوٹے تھے اور حضرت کی دوسری حرم محترم کے بطن سے تھے آپ بہت بڑے عالم ہوئے ہیں اور غیر معمولی ذوق تصوف رکھتے تھے ــــــ

صاحبزادہ محمد عبد اللہ زمانہ دراز تک حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس رہ کر روحانی کمالات سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں اور آپ کو راہ سلوک میں ایک خاص درجہ حاصل تھا۔

(ص ۵۱ ذکر خواجہ باقی باللہ)

آپ نے دیکھا یہاں بھی وہی ایک بات کہی گئی ہے ــــ اور واقعی اہم شخصیتوں کا ذکر چھیڑ کر سوائے لفظوں کے کسی قسم کی زحمت برداشت نہیں فرمائی گئی ــــــ

آیئے اب اسراریہ کی روشنی میں ان دونوں صاحبزادوں کے حالات کا مطالعہ کیجیے:۔

ذکر خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ کلاں

آپ خواجہ باقی باللہ کے صاحبزادے ہیں آپ نے خواجہ حسام الدینؒ کی صحبت پائی تھی، علوم ظاہری و باطنی کے عالم تھے اُن کے اخلاق بہت اونچے اور فضائل و کمالات بیش از حوصلۂ بیان ہیں ـــ آپ کے قلم سے تصانیف عالیہ نکلی ہیں منجملہ تصنیفات کے ایک تصنیف طبقات حسامی ہے جو کہ اپنے شیخ (شیخ حسام الدینؒ) کے نام سے موسوم کی ہے اور تھوڑی مدت میں پایۂ تکمیل کو پہونچائی ہے ـــ اس میں بہت سے اسرار و حقائق اور مختلف مشایخ سلاسل کے حالات شرح و بسط سے لکھے ہیں اگر اس کتاب میں سے فقط مشایخ جمیع سلاسل کے حالات جدا کر لیے جائیں تو چند جلدیں ظہور میں آجائیں۔ یہ کتاب تمام سلسلہ والوں کو کافی ہے۔ (صاحب اسراریہ کہتے ہیں) ایک دن خواجہ کلاں نے مجھ کو اپنے پاس بلایا اور ازراہ لطف و کرم اس کتاب کو دکھلایا اس کی ضخامت[1] دیکھ کر عقل حیران ہوتی تھی میں اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

---

[1] غالباً اسی کتاب کے متعلق علامہ بلگرامی نے مآثر الکرام میں لکھا ہے۔ "وتذکرۂ مشایخ مقدار یک لک بیت تالیف کرد۔" (مآثر الکرام ص ۵۱ ذکر خواجہ کلاں) خدا معلوم یہ کتاب اب بھی کسی جگہ محفوظ ہے یا نہیں؟

Marfat.com

وہ ہمیشہ زاویہ ہمت و استقامت میں ثابت قدم رہے۔ کرم و سخاوت اُن کی ذاتی صفت ہے اور طریق غربت و شکستگی اُن کا اصلی شیوہ۔

میرے شیخ (خواجہ حسامؒ) نے فرمایا کہ خواجہ بزرگ کے وصال (۲۵ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۱۲ھ) کے وقت اُن کی عمر ۱۰ دس سال چار ماہ کی تھی۔

شیخ محمد ہاشم کشمی نے ذکر کیا کہ خواجہ بزرگ (خواجہ باقی باللہ) فرمایا کرتے تھے کہ اس لڑکے کو ہم سے ایک چیز پہونچی ہے ——— (از ما چیزے بوے رسیدہ است۔)

بعد اتمام اسراریہ ۱۸ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۷۴ھ کو خواجہ کلاں دنیا سے سدھار گئے۔ اُن کی قبر اُن کے شیخ خواجہ حسام الدین احمد کی قبر کے قریب ہے۔

میرے شیخ (خواجہ حسام) اس سال (سنہ ۱۰۴۳ھ) میں سنبھل تشریف لائے تھے ایک ماہ اور ایک روز غریب خانے پر قیام فرمایا ——— سنبھل سے واپسی پر دہلی میں شیخ منور بن شیخ عنایت اللہ (جو کہ جواں صالح اور شیخ الہدیہ کے پوتوں میں سے ہیں۔) کے گھر میں رات کو فروکش ہوئے اتفاقاً اس رات کو زینے کی کجی کی بنا پر اُن کے پاؤں کو صدمہ پہونچا اور اسی رات کو خواجہ کلاں چل بسے۔ بنابریں میرے شیخ نے مجھ کو ایک مکتوب گرامی میں یہ جملہ تحریر فرمایا ——— سبحان اللہ ہم پائے مرا شکست و ہم بازوئے مرا ——— یعنی قضاء و قدر نے میری ٹانگ بھی توڑ دی اور میرا بازو بھی توڑ دیا۔

میں نے خواجہ کلاں کی تاریخ وفات میں یہ قطعہ لکھا ہے:-

چو رفت خواجہ عبداللہ از سرائے فنا ، کدام دیدہ ز مژگاں کہ دُرِّ اشک نسفت
ہزار جاں بفراقش چو گل گریباں چاک ہزار دل ز جدائیش ہمچو زلف آشفت
کمال از پے سالِ وصال آنخواجہ ——— چوں فکر کرد ——— ب۔ شد آں خواجہ کلاں بگفت

لہ علامہ بلگرامی نے ان کی تاریخ پیدائش غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۰۱۰ھ لکھی ہے اور یہی تاریخ مثنوی باقی باللہ سے معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

ذکر خواجہ عبید اللہ المعروف بخواجہ خرد رح

سید کمال سنبھلی لکھتے ہیں کہ یہ بڑے شیخ ہیں ان کی ولادت ۲۰ رجب ۱۰۱۰ھ میں ہوئی لفظ رضی تاریخ پیدائش ہے ـــــ خواجہ باقی باللہ رح نے ان کی ولادت کے وقت ایک مژدہ دیا تھا۔ اس ایک مصرعہ سے ان کی ولادت کی تاریخ معلوم ہوتی ہے۔ "ماہ رجب بود و صباح ششم" انہوں نے مادرزاد روحانی دولت پائی تھی۔ جب یہ چھ ماہ کے ہوئے تو ان کو خواجہ بزرگ کے پاس لائے اور دعا چاہی کہ آپ کا یہ لڑکا دولت و جاہ میں اپنے نانا خواجہ یعقوب کی طرح ہو ـــ خواجہ رح نے فرمایا کہ یہ لڑکا مثل مولانا عبدالرحمٰن جامی رح کے ہوگا ـــ اسی روز سے آثار ہدایت و ولایت ان سے ظاہر ہونے شروع ہوئے ـــــ چھوٹی عمر میں حافظ کلام مجید ہو گئے تھے۔ چودہ سال کی عمر میں حضرت شیخ احمد مجدد سرہندی رح کی خدمت میں گئے۔ پہلی ہی صحبت میں توحید کی حقیقت ان پر مکشوف ہو گئی ـــــ حضرت مجدد الف ثانی رح ان کی فطرت شریف اور استعداد لطیف کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے۔ ان کو اپنے تمام منتسبین میں سب سے اچھا قرار دیتے تھے اور ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ دوسری ملاقات کے بعد طریقہ نقشبندیہ کی اجازت اپنے دست خاص سے لکھ کر ان کو عطا فرمائی اور رخصت کیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں علوم صوفیا اور اس راہ کے معارف ان کے دل پر کھل گئے اور اسقدر تصانیف علم توحید و معرفت کے اندر عربی و فارسی زبان میں ان کے قلم سے نکلیں کہ اگر شیخ ابن عربی اس وقت زندہ ہوتے تو انصاف کو کام میں لا کر فرماتے "مرحبا جلالے خواجہ خرد آج تم جیسا علم کا جاننے والا کوئی نہیں"۔

آپ نے خواجہ حسام الدین احمد رح کی خدمت میں رہ کر مرتبہ بلند حاصل کیا۔ اپنے والد ماجد کے دوسرے خلیفہ شیخ الہداد سے بھی فیض حاصل کیا اور نقشبندیہ قادریہ سلسلہ کی اجازت پائی۔

خواب میں حضرت خواجہ باقی باللہ رح سے تلقین اسرار ذات حاصل کی۔ اور بہت سے مشائخ کبار کی خدمت میں پہونچ کر ان سے بہرہ ور ہوئے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آغاز شباب سے مولانا جامیؒ کی طرح شورشِ عشق سے لبریز تھے۔ مشرب عاشقی رکھتے تھے۔ بنا بریں لوگ ان کے کمال کا انکار کرتے تھے اور وہ سب سے فارغ تھے جیسا کہ مولانا جامیؒ نے فرماتے ہیں:

کارِ جامی عشق خوبانست ہر سو حاسدے   در پئے انکار او وز ہمچناں در کارِ خویش

اس عالم میں احوال عجیبہ و اسرار غریبہ ان پر ظاہر ہوتے تھے (اس موقع پر صاحب اسرار نے نے چند واقعات پیش کیے ہیں جو حیرت انگیز اور بڑے دلچسپ ہیں۔ میں مصلحتاً اس حصہ کو ترک کرتا ہوں۔) اس حالتِ عشق شور انگیز میں بھی طالب پر توجہ کرکے طریقہ نقشبندیہ میں کیفیت معہود تک پہونچا دیتے تھے ــــ ان کے بہت سے مریدین مرتبہ کمال کو پہونچے ہیں۔ وہ صفت علم و عمل، خلق و کرم اور فقر و فنا میں اس مرتبے کو پہونچے تھے کہ بہت کم اولیاء اس مرتبے کے دیکھے اور سنے گئے ہیں ــــ وہ بحر احدیت و نیستی محض میں مستغرق رہتے تھے۔ درس و تدریس ــ افادہ علوم متداولہ اور شعر و شاعری سے شوق تھا اگرچہ شعر و شاعری ان کے دیگر کمالات و فضائل کے مقابلہ میں ایک معمولی چیز ہے ــــ ان کے احوال و اسرار باطن سے کوئی واقف نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔

سید کمال سنبھلی کا خواجہ خرد سے بیعت ہونا

لکھتے ہیں کہ میں پندرہ سال کا تھا انھوں نے اپنی تاریخ پیدائش ۱۵ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ بتلائی ہے، اخطم ــــ مادۂ تاریخ ہے) کہ پہلے پہل مسجد جامع فیروزی میں اپنے شیخ خواجہ خرد کی زیارت سے مشرف ہوا اور ان کے پیچھے میں نے نماز عصر ادا کی وہ اس وقت سولہ سال کے تھے ــــ خواجہ خرد مجھ سے چار روز کم آٹھ ماہ عمر میں بڑے تھے ــــ نماز کے بعد مجھ سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، میں نے حقیقت حال کو عرض کردیا ــــ اس وقت انھوں نے اپنی نگاہ دلکش اور کلام شیریں سے میرا دل شکار کرلیا اور اپنی محبت کے دریا میں مستغرق کردیا ــــ اس دن کے بعد سے میری عجیب کیفیت ہوگئی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

جہاں کہیں ان کو دور سے دیکھا اور از خود رفتہ ہو گیا ۔۔۔ میں ان کے جمال باکمال کا شیفتہ و فریفتہ تھا۔ رباعی میں نے ان کی شان میں کہی تھی۔

زاں روز کہ در کوئے تو بشتافتہ ام   روئے خود زغیر برتافتہ ام
عشاق جہاں بصورتے قانع دیں   من صورت و معنی بتو دریافتہ ام

مدتوں قرب و فراق کی کش مکش میں رہا۔ اور اس دور میں مجھے عجیب و غریب احوال ظاہر ہوتے تھے۔ امیر خسرو دہلوی کا یہ شعر ہر جگہ اور ہر مقام پر موافق حال تھا۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میرے اس حال کو جب دس سال کی طویل مدت گزر چکی تو ۱۲۵۳ھ میں بغیر کسی کی وساطت کے میں نے عجز تمام کے ساتھ تلقین ذکر طریقہ نقشبندیہ کی درخواست کی جس کو قبول فرما لیا گیا۔

چند روز کے بعد فرمایا کہ کلمہ طیبہ کو لاکھ مرتبہ پڑھا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ سب سے پہلا شخص جو ان کا مرید ہوا وہ میں تھا ۔۔۔ اس بات کو حضرت مرشد نے بھی کئی مرتبہ ظاہر فرمایا ہے۔

اس کے بعد سے شیخ کے حضور و غیبت میں احوال و وقائع عجیبہ کا مشاہدہ ہوا ۔۔۔ میرے شیخ مجھ سے راہ سلوک کے حقائق اور خاص باتیں بیان فرماتے رہتے تھے اگر میں چاہوں کہ ان سب کو لکھوں تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی ۔۔۔ ان باتوں میں کی اکثر میں نے کتاب جمع الجمیع میں لکھ دی ہیں۔

ایک رات میرے پیر و مرشد بہت خوش تھے ۔۔۔ از راہ ذوق و شوق مجھ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سراپائے طالب میں پیوست ہونی چاہیئے ۔۔۔ طالب کے ہر ہر بال میں اس کا اثر ہونا چاہیئے۔ چنانچہ میں ابتدا میں خود اپنے سراپا میں محسوس کرتا تھا کہ

Marfat.com
Marfat.com

ذکر ہر حال میں اثر پذیر ہے۔

۱۲ رجب ۱۰۳۶ھ بروز دوشنبہ سید کمال کے والد

خواجہ خرد کا ایک تعزیت نامہ

گرامی ایک جنگ میں شہید ہو گئے خوشاب کے علاقے میں دفن ہوئے۔ سید کمال خود بھی اس جنگ میں زخمی ہو گئے تھے ــــــ خواجہ خرد نے اس موقع پر سید کمال کو جو تعزیت نامہ لکھا ہے وہ بہت ہی موثر اور نصیحت خیز ہے مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کا ترجمہ بھی پیش کر دوں ــــــ لکھتے ہیں۔

خدا است آنکہ ز ذات خدا وداں جامی   وما سواہ خیال مزخرف و باطل

اللہ تعالیٰ بلاؤں پر صبر اور نعمتوں پر شکر نصیب کرے ــــــ صبر بلا پر یہ ہے کہ بلا کو "اس" کی طرف سے جانے اور خود کو جزع و فزع سے فارغ رکھے۔ بلکہ بلا سے راضی ہو۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، شدید ترین بلا انبیاء پر آتی ہے اسکے بعد اولیاء پر اس کے بعد درجہ بدرجہ۔

اگرچہ سیادت پناہی تمھارے والد ماجد کے انتقال میں ایک مصیبت عظیمہ مضمر ہے ــــــ لیکن کیا کیا جائے اب تو دعا سے ان کی مدد کرو کہ یہ غم واندوہ سے بہتر ہے ــــــ اور تمام کاموں میں خدا پر نظر رکھ کر خوشحال رہو ــــــ تم کو چاہیے کہ کام خدا پر رکھو ــــــ اس کے بعد جو بھی وہ عطا کرے ــــــ ہمیشہ جناب کبریائی میں اس امر کے ملتجی رہو کہ حق سبحانہ اپنے کرم خاص سے ہر چیز جو اس کی محبت کے علاوہ ہے، آزاد رکھے اور اپنا گرفتار بنا کر ایسا کر لے کہ تم میں اپنا کوئی نام ونشان نہ رہے ــــــ اگر دیکھو تو اس کو دیکھو اور ڈھونڈو، تو اسکو ڈھونڈو جس لباس میں بھی رہو اس بات کی کوشش کرو کہ دل سے غیر کا تعلق اٹھ جائے کیونکہ اس تجارت کا راس المال یہی ہے، باقی کمالات و مقامات۔ اگر ہوں تو فبہا ورنہ چنداں ضروری نہیں...... مضطرب نہ ہونا اور سر رشتہ صبر کو ہاتھ سے نہ دینا۔

تم کو چاہیے کہ اس کا خیال رکھو کہ کوئی امر بھی ایسا واقع و سرزد نہ ہو کہ شرع محمدی اسکی

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

مانع ہے ــــ جو چیز قبر میں کام آئے گی وہ تو یہ ہے اور باقی جو رکھتے ہو اگر وہ مخالفت نہیں ہے تو نفع ہے اور اگر مخالف ہے تو زیاں ہے ــــ اگر کر سکتے ہو تو نماز شب پڑھا کرو جس کو نماز تہجد کہتے ہیں ــــ ایا کرو کو دل سے متوجہ رہو اس طرح کہ دل کو ایک مکان تصور کرو اور محبوب حقیقی کو اس مکان کے اندر اور خود کو ایسا سمجھو گویا کہ مکان کے دروازہ پر منتظر محبوب بیٹھے ہو ــــ اس حقیقت کا ذکر میں تصور کرنا چاہیئے تاکہ نظر اپنے سے باہر نہ پڑے محبوب کو اپنے اندر ڈھونڈھو نہ کہ اپنے سے باہر، جو کچھ طلب کرو دل پر پیش کرو تاکہ جمعیت ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

خصوصیات :۔ اُن کی چند خصوصیات یہ ہیں :۔

(۱) اگر عوام میں سے کوئی ان کے بارے میں زبان طعن کھولتا ہے اور وہ اس کو سُن لیتے ہیں تو تہمت کو اپنے سر لے کر اس شخص کو بُرا نہیں کہتے بلکہ اس کو اچھا بتلاتے ہیں۔

(۲) اگر کوئی شخص ان سے کوئی چیز مانگ لے جاتا ہے تو اس چیز کو طلب نہیں کرتے، لوگ بہت سی کتب متداولہ عاریۃً لے جاتے ہیں اگر واپس لے آئے تو خوش اور نہ لائے تو اس سے زیادہ خوش۔

(۳) آشنا و بیگانہ کے ساتھ یکساں سلوک ہے۔

(۴) ان کے احباب میں سے ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ مجھ ہی سے ان کا زیادہ تعلق ہے خلق محمدی کو استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ایک دن میں ان کے ساتھ تھا پیدل بازار میں چل رہے تھے سخت گرمی اور لُو کا زمانہ تھا، ایک قلندر نے ان سے ان کی جوتیاں مانگیں آپ نے فوراً اپنی جوتیاں پاؤں سے نکال کر اس کو دے دیں۔

(۶) ایک دن بازار میں بیٹھے تھے ایک پیاسے بھیڑیے کو اپنے ہاتھوں سے پانی پلایا۔

(۷) ایک دن ایک ناواقف شخص آیا اور ان سے ان کی قبا طلب کی بے تامل اپنے جسم سے

آزاد کر دیا اس کو دے دی۔

(۸) ایک شخص آپ کی کتابوں میں سے ایک بہترین حمائل چرا کر لے گیا میں نے ازراہ تاسف اس کا تجسس کیا، آپنے فرمایا کہ افسوس تو مجھے ہونا چاہیئے تھا تم کو کیا؟

ایک مرتبہ چھ کتابیں نفحات الانس، بحر الحقائق وغیرہ جو صحیح ترین نسخے تھے، ایک کارواں سرائے میں بھول کر رہ گئیں، میں خدمت کے لیے آپ کے ہمراہ تھا میں نے چاہا ابھی کہ واپس جا کر تلاش کروں لیکن آپ نے فرمایا کہ مجھے تلاش کرانے کی کیا ضرورت ہے جو چیز آئی آگئی ــــ چلی گئی چلی گئی ــــ میرا مشرب و طریقہ تو یہ ہے۔ کسی چیز کی اہمیت ان کے نزدیک نہیں ہے، کسی چیز کے آجانے یا چلے جانے سے ان کو کوئی شادی و غم نہیں ہوتا۔

(۹) مولانا جامی نے اپنے پیر خواجہ عبید اللہ احرار کی تعریف میں (یوسف زلیخا کے اندر) جو کچھ لکھا ہے وہ آج میرے شیخ پر صادق آرہا ہے۔

زد جہاں نوبت شاہنشاہی   کوکبۂ فقر عبید اللہی
آنکہ ز حریت فقر آگہ است   خواجہ مخدوم عبیداللہ است

بادشاہ صاحبقراں (شاہجہاں) آپ کو زمرۂ فقراء و عرفا میں شمار کرتے ہیں اور خواہش کر کے ان سے ملاقات کرتے ہیں اور انتہائی اعزاز و اکرام بجا لاتے ہیں آپ اس اعزاز و اکرام کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ــــ غریبوں اور کم حیثیت لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔

بے تقیدی اور آزاد مزاجی کی وجہ سے نہ تو کوئی میرے شیخ کو کرامات کی حیثیت سے سراہتا ہے اور نہ ہی کوئی ان کو مقامات سے آشنا جانتا ہے ــــ میرے شیخ کے نزدیک "کرامت" ایک کترین پونجی ہے ــــ میرا شیخ "حال" و "مقام" کا امام ہے۔ (فی زماننا) گروہ صوفیا کا پیشوا ہے۔ ان کے وجود گرامی سے خود تصوف کو فخر ہے ــــ حقائق و معارف کو ان کی ذات ستودہ صفات سے شرف حاصل ہے۔ اور معرفت میں ان کو اتنی بلندی نصیب

Marfat.com

ہوئی ہے کہ بس اللہ تعالٰی ہی اس سے واقف ہے۔ میں نے ان کی شان میں کئی سال ہوئے ایک قصیدہ کہا ہے اس کے تمام مضامین صحیح و درست اور مطابق واقعہ ہیں۔ اسکے دو شعر یہ ہیں۔

خواجہ خردی لصورت لیک بمعنی بزرگ جمع کردی صورت و معنی دراین دہر......؟

بے بُدی جامی بعلم و حال و امروز از کمال خواجۂ احراری و فرزانہ شوی خود نقشبند

خواجہ خرد کے چند مقالات:- (۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں تین سو ساٹھ بت دیکھے ایک چھڑی دست مبارک میں تھی اس سے ان بتوں کو گراتے اور زبان مبارک سے "جاء الحق وزھق الباطل" فرماتے جاتے ______ طالب کو چاہیئے کہ وہ اپنے دل کو کعبۂ حقیقی تصور کرے، کیوں کہ دل تمام عبادات معنوی کا قبلہ ہے اور اس کعبۂ حقیقی کے گردا گرد ہوا، ہوس کے اصنام بڑی تعداد میں محیط و متصرف ہو گئے ہیں پس طالب ان کلمات قرآنیہ کو دل کی طرف متوجہ ہو کر پڑھے ______ پہلے نیت متابعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور نیت تلاوت قرآنی کرے بعدہٗ داہنی طرف سے بجانب دل پڑھے جاء الحق ______ پھر جانب دل سے بائیں طرف کو کہے وزھق الباطل پہلی مرتبہ میں اپنے دل میں ظہور حقیقی کا دھیان کرے دوسری مرتبہ میں یہ تصور کرے کہ غیر مقصود حقیقی دل سے نکل رہا ہے ______ اور اس کی خوب مشق کرے انشاء اللہ تعالٰی بہت جلد کامیاب ہوگا، یہ طریقہ مجھ کو بذریعہ الہام معلوم ہوا تھا مدتوں سے میرے دل میں چھپا ہوا تھا آج کہ ۱۵ شعبان ۸۵۰ھ ہے اس کو صفحۂ قرطاس پر لانے کی توفیق ہوئی۔

(۲) جاننا چاہیئے کہ شریعت صورت حقیقت ہے اور حقیقت معنی شریعت ______ صورت معنی سے اور معنی صورت سے جدا نہیں ہوتے ______ معنی تک پہونچانے توسط صورت سبیل ہے اور صورت پر اکتفا کرنا اور معنی سے جو کہ مقصود صورت ہے غافل ہونا صریح نقصان کی بات ہے، اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔

Marfat.com
Marfat.com

مصرعہ ــــــ درخانہ اگر کس است یکحرف بس است

(۳) وہ لوگ جو مسلوب العقل ہوتے ہیں دو قسم کے ہیں ایک مجذوب دوسرے مجنون۔ مجنون حیوانات سے ملحق ہیں جو کچھ حیوانات کو معلوم ہوتا ہے ان کو بھی معلوم ہوتا ہے ــــــ مجذوبوں کے پاس نہ جانا چاہیئے کیوں کہ ان کو علم ہوجاتا ہے ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسی بات ظاہر کردیں جس کو ظاہر نہ کرنا چاہیئے تھا۔ اہل ارشاد وسلوک کے پاس جانا چاہیئے ان پر بھی چیزیں منکشف ہوجاتی ہیں لیکن وہ اہل تمکین ہوتے ہیں جو باتیں اللہ تعالیٰ پوشیدہ رکھتے ہیں وہ بھی پوشیدہ رکھتے ہیں کسی کا عیب ظاہر نہیں کرتے ہاں ضرورت کے وقت ظاہر کردیتے ہیں۔

(۴) فرمایا ــــــ کہ میں مبادی "حالات" میں سیر کو جایا کرتا تھا بر سر راہ ایک نداف بیٹھتا تھا لوگ اس کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے تھے اور اس کو غوث بتلاتے تھے ــــــ اسکے کوچہ میں جب میرا گذر ہوتا تھا وہ مجھ کو دعا دیا کرتا تھا۔

(۵) فرمایا قرب دو قسم کا ہے ایک یہ کہ عبد ظاہر ہو اور حق باطن چنانچہ حدیث قدسی میں بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق آیا ہے، اس قرب کو قرب نوافل کہا جاتا ہے۔ دوسرا یہ ہی کہ حق ظاہر ہو اور بندہ باطن و مستہلک۔ ان اللہ ینطق علی لسان عمر اس میں دوسری قسم کے قرب کی جانب اشارہ ہے اس قرب کا نام قرب فرائض ہے۔

(۶) فرمایا کہ لوگوں کو بیماری میں جو اضطراب ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عالم اطلاق کی جانب ان کی توجہ نہیں ہوتی علاوہ ازیں عالم کون و مکاں (عالم فانی) سے انقطاع کلی نہیں ہوتا۔ اگر اس عالم سے پورا انقطاع اور بے تعلقی ہو تو بیماری اور موت میں راحت ہی راحت ہے۔

(۷) فرمایا ــــ کہ ایک عزیز نے مجھ سے کہا کہ "حدوث عالم" پر قرآن وحدیث سے بھی کچھ دلائل ہیں؟ میں نے کہا اس حدیث میں "کان اللہ ولم یکن معہ شیئ" حدوث عالم کی طرف اشارہ ہے دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ "این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق ــــ"

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ "کان فی عماء الخ" یہ بھی حدوث عالم پر دال ہے۔

(۸) فرمایا کہ درویش طالب حق کو چاہیئے کہ جب تنگی معیشت اور احتیاج کا غلبہ ہو۔ اہل دنیا میں سے کسی کے پاس نہ جائے اور ترک آمدورفت کر دے۔

(۹) فرمایا کہ گناہ سے توبہ کر اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کر ـــــ اسباب پر بھروسہ نہ کر اور جو کچھ غیب سے پہونچے اس پر قانع ہو جا۔ ـــــ لوگوں سے بچ کر گوشہ گیر ہو اور ذکر و توجہ میں مشغول ہو اور اس پر ڈٹا رہ پھر محبوب حقیقی کا منتظر ہو ـــــ اور اس کے ہر فعل و صفت پر راضی رہ ـــــ

(۱۰) فرمایا ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یھرم ابن آدم ویشب منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر" ـــــ یعنی ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اسکی مالی حرص اور طول امل یہ دو صفتیں جوان ہوتی جاتی ہیں ـــــ اس ارشاد مبارک سے بظاہر لازم آتا ہے کہ اولیاء حق بھی ان دو صفتوں سے خالی نہ ہوں ـــــ اور یہ بات مشکل ہے حل اس مشکل کا جو میرے خیال میں آیا ہے یہ ہے کہ ان دونوں صفتوں کا شباب تقاضا کرتا ہے اس امر کا کہ یہ دونوں صفتیں جوانی کے زمانے میں موجود ہوں اگر کوئی جوانی کے زمانے میں ان دونوں صفتوں کو اپنے اندر سے رفع کر دے تو پھر ان کا شباب کہاں سے ہوگا (لہذا ہر شخص کے بارے میں یہ ارشاد نہیں ہے بلکہ اس سے اللہ کے خاص بندے مستثنیٰ بھی ہوں گے) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ تیولد و یحدث فیہ اثنان ـــــ تو البتہ اشکال ہوتا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ بڑھاپے میں یہ صفتیں پیدا ہو جاتی ہیں ـــــ (خواہ جوانی میں ہوں یا نہ ہوں)۔

کرامات و خرق عادات:- (۱) حافظ مہر علی جو کہ حضرت خواجہ خرد کے متوسلین میں سے تھے سفر میں گئے تھے۔ سنبھل میں خبر کرنا کہ فلاں جنگل میں قطاع الطریق ہیں۔ ـــــ حافظ صاحب

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بہت فکرمند ہوئے اور آگے جانے کا ارادہ فسخ کر دیا رات کو خواب میں حضرت خواجہ خرد کو دیکھا کہ فرما رہے ہیں "جہاں کا قصد رکھتے ہو بے خوف و خطر جاؤ۔" خطرناک جگہ میں ایک سوار تیر و کمان لیے ہوئے بائیں طرف سے آتا ہوا تم کو ملے گا اور سلامتی کے ساتھ تم کو نکال دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حافظ صاحب سلامتی کے ساتھ منزل مقصود پر پہونچ گئے۔

(۲) شیخ نظام الدین بیان کرتے ہیں کہ میں خواجہ خرد کی خدمت میں حاضر تھا شہر دہلی کے ایک بزرگ زادہ نے خواجہ کو رقعہ لکھا کہ آپ منظور فرما لیں تو ایک سبق عربی کا آپ سے پڑھنا شروع کر دوں آپ نے اس رقعہ کے حاشیے پر یہ لکھ دیا کہ نصف ماہ رمضان تک توقف کیجئے ــــ اس کے بعد جو کچھ ہوگا، دیکھا جائے گا ــــ یہ اوائل رمضان کی بات ہے ــــ اس لڑکے نے لکھا کہ نصف رمضان کی شرط کس لیے ہے؟ جواب دیا کہ اسی طرح میرے دل میں آیا ہے۔ آخر الامر ۱۴ رمضان ۳۳۰۱ھ کو وہ جوان دنیا سے رخصت ہو گیا۔[۱]

(۳) خواجہ سلام اللہ پسر خواجہ خرد نے بیان کیا کہ میں والد ماجد کے ساتھ دوسری مرتبہ جب لاہور گیا تو سخت بیمار ہو گیا ــــ اور میرے اوپر موت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ خواجہ کلمۃ اللہ (یا حکمت اللہ) میرے بھائی اس حال کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اسی اثنا میں والد ماجد

---

[۱] اصل واقعہ تو اس طرح ہے۔ لیکن مرور ایام اور امتداد زمانہ نے اس واقعہ کی یہ شکل کر دی جس طرح مولف مزارات اولیا دہلی نے ذکر خواجہ خرد میں بیان کیا ہے۔

"لکھا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ توجہ فرمائیں کہ تحصیل علم سے فراغ مل جائے آپ نے فرمایا کہ جواب دوں گا۔ پھر آپ نے کاغذ کا ایک آدمی کے ہاتھ رقعہ لکھ کر بھیجا کہ کل انشاء اللہ تعالیٰ تمام علوم سے فراغت ہوگی وہ سن کر متعجب ہوا دوسرے دن سویا کا سویا رہ گیا اور روح پرواز کر گئی۔" ص۱۵۱

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

باہر سے تشریف لے آئے اور میرے پاس کھڑے ہو کر کچھ پڑھا ـــــ ان کا پڑھنا تھا کہ میں اسی وقت اٹھ کر بیٹھ گیا اور صحت ہو گئی۔

(۴) (مولانا) سید غلام محمد امروہوی (جو کہ حضرت خواجہ خرد کے خاص شاگرد اور مرید ہیں) فرماتے ہیں کہ میرا چھوٹا بھائی سید وصال محمد بیمار ہوا ـــــ دہلی کے حاذق طبیبوں نے ہر چند اس کا علاج کیا سود مند نہ ہوا ـــــ آخر کار تمام اطباء نے اس کی طرف سے توجہ ہٹالی اور اس کے مرض کو آخری مرض تصور کر لیا ـــــ جب ہم سب اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے تو ناگاہ ایک دن حضرت خواجہ خردؒ تشریف لائے اور مریض کی عیادت فرمائی ـــــ میں نے مریض کی تمام کیفیت الحاح وزاری کے ساتھ ان کے سامنے بیان کی ـــــ تھوڑی دیر خواجہ صاحبؒ مراقب ہوئے بعدہٗ فرمایا کہ اس کو گرم پانی پلاؤ اچھا ہو جائے گا ـــــ ان کے فرمانے کے مطابق اس کو گرم پانی پلایا گیا بالآخر مرض میں تخفیف ہو گئی اور وہ تیسرے دن بالکل اچھا ہو گیا۔

(۵) سید کمال سنبھلی خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ شیخ کی خانقاہ میں بیمار پڑ گیا۔ شیخ روزانہ چار پانچ مرتبہ آکر دیکھتے تھے ـــــ اور میں ہر مرتبہ ان کے آنے پر کھڑا ہو جاتا تھا ایک رات مرض کی شدت میں میں نے بے تکی باتیں کرنی شروع کر دیں ـــــ جب کچھ ہوش آیا تو میں نے دل میں کہا کہ شیخ کو بلا کر عرض کروں گا ـــــ سرکار! ـــــ عمرت دراز باد ـــــ وہ زمین جو آپ نے اپنے مدفون ہونے کے لیے تجویز کر رکھی ہے ـــــ جب میں مر جاؤں تو اس کے پائیں مجھے دفن کرنا ـــــ جب صبح ہوئی اور حضرت شیخ میرے پاس تشریف لائے ایک خاص توجہ فرمائی فی الفور مرض کافور ہو گیا اور میں تندرست ہو گیا۔

ایک مقام پر سید کمالؒ نے لکھا ہے کہ یہ تمام باتیں جو حضرت خواجہ خرد کے تذکرے میں لکھی گئی ہیں کچھ تو خود کی دیکھی اور سنی ہوئی ہیں اور کچھ دوسروں کی زبانی ہیں اور کچھ باتیں حضرت کی تصنیفات و تحریرات سے اقتباس کر کے لکھ دی تھیں اور یہ بہت تھوڑی سی باتیں ہیں تفصیل

Marfat.com

تو تفصیل اگر اجمال کے ساتھ بھی سب باتیں لکھوں تو کتاب بہت طویل ہو جائے ــــ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ایک علیحدہ دفتر میں تفصیل کے ساتھ سب باتیں لکھ سکوں گا۔

حضرت خواجہ خرد کی سنبھل میں آمد:- سید کمالؒ لکھتے ہیں کہ ــــ ١٠٣٠ھ میں ایک مانع قوی کی بنا پر اپنے شیخ کی خدمت میں میری حاضری نہ ہو سکی تھی ــــ اس لیے از راہ لطف و کرم اس سال ماہ ربیع الآخر کو وہ خود ہی سنبھل تشریف لائے اور مجھ کو اپنی مہمانی سے نوازا۔

ع ــــ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

ایک ماہ اور ایک دن غریب خانے پر قیام فرمایا پھر دہلی کو روانہ ہو گئے میں حسن پور تک ان کے ہمراہ گیا ــــ جس وقت میں اپنے شیخ سے جدا ہوا ہوں ایک گریۂ بے اختیارانہ میرے اوپر طاری تھا حتی کہ آواز بھرائی ہوئی تھی بولا نہ جاتا تھا بعد کو اس غیر معہود گریے کا راز معلوم ہوا کہ شیخ سے یہ آخری ملاقات تھی۔)

مرض و وفات:- ١٠٣٠ھ میں شیخ کو کئی امراض لاحق ہو گئے تھے باوجود اس کے وہ طالبین کے افادے میں برابر مشغول و متوجہ رہتے تھے ــــ اس عرصے میں وہ بار بار فرماتے تھے کہ اب میں عنقریب دنیا سے جانے والا ہوں ــــ سننے والے اس بات کو سن کر مضطرب ہوتے تھے تو ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں یہ باتیں تم کو صبر و رضا کی طرف رہنمائی کرنے کے واسطے کہتا ہوں ــــ تم اپنے دل کو سراسیمہ و پریشان نہ کرو۔

ایک صبح کو اپنے صاحبزادوں کو طلب کیا خواجہ غلام بہاؤ الدین (پسر خواجہ خردؒ) نزدیک ہی تھے۔ وہ جلدی حاضر ہو گئے ــــ ان سے فرمایا میرے سامنے آؤ ــــ اس کے بعد ارشاد فرمایا ــــ مجھ کو جو کچھ خواجہ بزرگؒ (خواجہ باقی باللہ) حضرت شیخ احمد سرہندیؒ حضرت شیخ حسام الدین احمد اور حضرت شیخ الہدادؒ سے پہنچا ہے میں نے تم کو

Marfat.com
Marfat.com

دیا ـــــ صاحبزادے نے عرض کیا میں آپ پہ تصدق آپ کیا فرما رہے ہیں ـــــ فرمایا ـــ قبول کرو ـــ یہ سن کر وہ آداب تعظیم بجا لائے اور کہا جو کچھ آپ فرما رہے ہیں میں نے اس کو قبول کیا۔

اسی وقت کاتب حروف کو بھی یاد فرمایا ـــــ اور یوں فرمایا کہ ہم اس سے راضی ہیں اس سے آج تک کوئی ایسی بات سرزد نہیں ہوئی جو ناراضگی کا باعث ہوئی پھر فرمایا کہ وہ (سید کمال سنبھلی) ہمارے دنیا سے سدھارنے کے بعد دہلی آئے گا۔

سید کمال فرماتے ہیں کہ اسی زمانے میں تین رات متواتر میں نے سنبھل میں خواب کے اندر اپنے شیخ کو دیکھا کہ وہ آئے ہیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرما رہے ہیں کہ "مطمئن رہنا تم سے کچھ کام لینا ہے۔ "سلسلۂ طریقت کی ضروری باتیں بھی خواب میں بتلائیں ـــــ حالِ حیات میں بھی وہ مجھ سے فرماتے تھے کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا تو یہ یہ کام عمل میں لائے گا ـــــ میں یہ سن کر کہا کرتا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے مروں اور وہ زمین جو آپ نے خود اپنے لیے سوچ رکھی ہے اس کے قریب مجھے دفن کر دیا جائے۔

خواجہ خرد آخر میں دو دن گھر سے باہر نہیں نکلے اور ان دنوں میں اپنے گھر والوں سے وصیتیں فرماتے رہے ـــــ کلمات مسنونہ مثل آمنت باللہ وغیر ذلک، کلمۂ طیبہ اور اسم ذات زبان پر جاری رکھتے تھے آخری دن صبح کے وقت گھر والوں سے فرمایا کہ خوب بہت سا کھانا پکا کر فقراء کو تقسیم کر دو جب کھانا تقسیم کر دیا گیا تو تین مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھا اور گدڑی سر پر ڈال لی اور فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔ حاضرین نے جانا کہ آرام و استراحت فرمائیں گے ـــــ جب ایک لمحہ کے بعد دیکھا واصل بحق ہو چکے تھے ـــــ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ـــــ خواجہ بزرگ کی قبر مبارک کے قریب مغرب کی جانب دفن کیا گیا۔

وصال کی تاریخ ۵ جمادی الاولی ۱۰۵۳ھ بدھ کا دن ہے ان کی عمر ترسٹھ سال دس مہینے اور انیس دن کی ہوئی۔

جب یہ روح فرسا خبر سنبھل پہونچی تو میں ایک دن دیوانہ وار مسلوب العقل ہو کر پڑا رہا اور یہ ماجرا بہت طویل ہے ـــــــ پہلی رات کو میرے بیٹے عبدالوالی نے خواب میں دیکھا کہ میرے شیخ اس باغیچے میں جس میں ایک ماہ ایک روز قیام فرمایا تھا خواجہ نقشبندؒ کی صورت میں لباس فاخرہ زیب تن کیے کھڑے ہیں پھر دیکھا کہ وہ یکایک خواجہ باقی باللہؒ کی شکل میں نمودار ہو گئے بعدہٗ اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہوئے ـــــ اور وصایا و معارف بیان فرمائے ـــــ

کاتب حروف جب بعد وصال شیخ مرقد منور کی زیارت کے لیے دہلی گیا اور قبر مبارک کے نزدیک بیٹھا عجب کیفیت محسوس ہوئی ـــــ اپنے آپ کو فانی مطلق پا رہا تھا ـــــ اور اپنے شیخ کی صورت زیبا کو بشاشت تمام کے ساتھ (عالم مراقبہ میں) دیکھ رہا تھا پھر سنبھل آ گیا ـــــ اسکے بعد بھی بہت سی راتوں میں اپنے شیخ کو خواب کے اندر دیکھا اسی لطف و عنایت کے ساتھ جو حالت حیات میں میرے اوپر فرمایا کرتے تھے خواب میں بھی پیش آئے ـــــ ان خوابوں کی تفصیل لمبی ہے۔

بعض حضرات نے حضرت خواجہ خردؒ کی تاریخ یہ نکالی ہے

نقشبند ثانی
سنہ ۱۰۷۴ھ

اس فقیر راسید کمال سنبھلیؒ نے یہ دو مادے نکالے ہیں۔ خواجہ عارف باللہ | شیخ محی الدینؒ
سنہ ۱۰۷۴ھ | سنہ ۱۰۷۴ھ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

بزمِ خواجہ خردؒ کی ایک جھلک

ایک نادر نسخۂ ملفوظات

کا

انتخاب

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خواجہ خردؒ کے مختصر حالات یہ ہیں

خواجہ عبید اللہ نام۔ خواجہ خرد لقب حضرت خواجہ باقی باللہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

خواجہ خردؒ اپنے زمانے کے ایک بلند پایہ درویش، بڑے زبردست عالم و فاضل اور یگانۂ روزگار جامع معقول و منقول بزرگ تھے سید کمال سنبھلیؒ آپ کے مرید خاص تھے۔ انھوں نے اسراریہ میں آپ کے احوال و اقوال تفصیل سے لکھے ہیں ——— میں خواجہ خردؒ اور ان کے بڑے بھائی خواجہ عبداللہؒ معروف بخواجہ کلاں کے حالات و سوانح پر مستقل تفصیلی مقالہ لکھ چکا ہوں۔ (جو اس مجموعہ میں شامل ہے۔)

میں دسمبر ۱۹۶۹ء میں حیدرآباد دکن گیا تھا۔ وہاں کتب خانہ آصفیہ دیکھنے کا اتفاق ہوا اسمیں ایک نادر قلمی رسالہ "ملفوظات خواجہ خردؒ" کے نام سے نظر سے گزرا جس کے مرتب سلام اللہ دہلویؒ ہیں۔ "اسراریہ" سے معلوم ہوا کہ خواجہ سلام اللہ حضرت خواجہ خردؒ کے ایک صاحبزادے کا نام ہے جس نے ان ملفوظات میں سے کثیر ملفوظات نقل کیے تھے، ان کا انتخاب ترجمہ ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ آئیے اب آپ براہ راست خواجہ خردؒ کی محفل میں چلیے سنیئے وہ کیا فرماتے ہیں۔

فرمایا ——— ہمارے نزدیک، گناہوں میں بدترین گناہ، طلب دنیا ہے ——— اور بہترین کام ترک دنیا ہے ——— چنانچہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو۔ "حُبُّ الدنیا راس کل خطیئۃ"۔ (دنیا کی طلب و محبت، تمام خطاؤں اور گناہوں کی جڑ ہے۔

فرمایا ——— جو کوئی طالب دنیا ہے اس کی دین و دنیا میں کچھ عزت آبرو نہیں۔ بعد ازاں فقیر (سلام اللہ دہلویؒ) کی طرف مخاطب ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی ——— وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ

Marfat.com

فِی الاَرضِ اِلّا عَلَی اللّٰہِ رِزقُہَا (زمین پر جو جاندار بھی ہے اُس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے)۔

فرمایا ــــ ایک درویش نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ بات کہے کہ جو شخص دنیا میں کوشش وسعی کرتا ہے وہ فراغت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے اور جو کوشش نہیں کرتا وہ فقر وفاقہ میں مبتلا رہتا ہے ــــ اس بات کا جواب یہ ہے کہ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بہت سے آدمی، دنیا کو طلب کرتے ہیں، اور رات دن انتہائی کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر اُس کوشش کا کچھ بھی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ اور بہت ایسے ہیں جو گوشہ نشین ہیں مگر اُن کو ہر چیز دنیا کی (نعمتوں میں سے) حاصل ہے اور در بارۂ معیشت ان کو کوئی تکلیف نہیں پھر یہ شعر پڑھا۔

قناعت، تونگر کند مرد را

خبر دہ حریص جہاں گرد را

(قناعت، انسان کو غنی و تونگر کر دیتی ہے۔ دنیا جہان میں روزی کے لیے مارے مارے پھرنے والے حریص کو اس حقیقت سے آگاہ کر دو)۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی کہے کہ طلب دنیا اور اسکے حصول میں کوشش مراد الٰہی ہے ــــ یہ وسوسۂ شیطانی ہے اس وسوسے کو استغفار اور تعوذ سے دفع کرنا چاہیئے۔۔۔۔۔

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت قبلہ گاہی (والد ماجد) کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کثرت عیال نیز معیشت کی تنگی کے سلسلے میں نالہ و فریاد کرنے لگا۔ اس موقع پر فرمایا۔ ہمارے احباب اس بات کا یقین رکھیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ حی و قیوم ہے اور سب کا رزق اسنے اپنے ذمے لے رکھا ہے بس (بے ضرورت سعی و اضطراب سے کوئی فائدہ نہیں ــــ پھر یہ آیت تلاوت کی ــ اِنَّمَا اَموَالُکُم وَاَولَادُکُم عَدُوٌّ لَّکُم (تمہارے مال اور تمہاری اولاد (اگر توجہ الی الحق سے تم کو غافل کرتے ہیں تو) تمہارے دشمن ہیں) ــــ

ــہ حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

فرمایا ___ ایک مجذوب ہمیشہ اس طرح رہتے تھے گویا سو رہے ہیں، کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور اکثر زمین پر پڑے رہتے تھے۔ شاہ شجاع کرمانی نے اُن کی زیارت کا قصد کیا۔ وہ جب اُن کی خدمت میں پہونچے تو انہوں نے سر اٹھا کر کہا۔ سو جا تاکہ ہم بھی سو جائیں۔ حضرت ولی نعمتی (والد ماجد) نے یہ حکایت (میری موجودگی میں) اُس وقت بیان فرمائی جبکہ وہ ایک روز چاہتے تھے کہ سوئیں ___ بعدہٗ میری طرف رُخِ مبارک کر کے فرمایا۔ سو جا تاکہ ہم بھی سو جائیں ___ ساتھ ہی ساتھ۔ فرمایا اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ تو بھی متوجہ ذاتِ الٰہی ہو جا ہم بھی متوجہ ذاتِ الٰہی ہو جائیں ___

فرمایا ___ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ (تنازع فعلان کی وجہ سے) نحویوں کے درمیان (ایک مشہور) اختلاف ہے۔ اہل کوفہ فعل اوّل کو عمل دیتے ہیں اور اہل بصرہ فعل ثانی کو ___ پہلا قول (یعنی کوفیوں کا قول) حسن و اولیٰ ہے ___ بعد ازاں فرمایا کہ روحیں عالم ارواح میں (قطعی طور پر) تصرف الٰہی کی پابند تھیں۔ جب وہ ارواح اجسام سے متعلق ہوئیں تو اجسام نے ان میں تصرف کر کے اپنے اندر گرفتار کر لیا پس حق، بمنزلہ عامل اوّل کے ہے اور عالم کون، بمنزلہ عامل ثانی کے ___ بہتر یہی ہے کہ عامل اوّل کا عمل برقرار رکھا جائے یعنی حق تعالیٰ کو پورا پورا عامل اور متصرف مانیں۔

فرمایا ___ ریاکاری کے ساتھ جو عبادت کی جائے گی۔ اگرچہ ایسی عبادت کرنے سے فرض کی ادائگی ہو جائے گی۔ مگر اس عبادت پر آخرت کے اجر کے لحاظ سے کوئی نتیجہ مرتب نہ ہوگا۔ اور وہ معصیت جو ندامت پر لے آئے اور پشیمان کرنے اس کا ثمرہ (آخرت کے لحاظ سے) خیر و خوبی ہے

(حاشیہ ۱۵) آیت کے الفاظ میں ملفوظات کے ناقل کاتب سے یا خود صاحب ملفوظات علیہ الرحمہ سے غالباً سہو ہو گیا ہے۔ سورۂ انفال اور سورۂ تغابن دونوں میں آیت کے الفاظ یہ ہیں "اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ"۔ اور سورۂ تغابن میں دوسری ایک آیت اس طرح ہے۔ "اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ" ___ (ادارہ)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ایک موقع پر یہ دو شعر پڑھے۔

آدم ز خاک بود و لے خلق نیک داشت
در محفلِ ملائک، مقامش عظیم بود

ابلیس بد خصال اگرچہ ز نار بود
ناش ز کبر و عجب لعین و رجیم بود

(یعنی آدم علیہ السلام اگرچہ خاک سے بنے ہوئے تھے مگر چونکہ اخلاقِ محمودہ رکھتے تھے اس لیے محفلِ ملائکہ میں ان کا بہت اونچا مقام تھا ____ اور ابلیس بدبخت اگرچہ آگ سے پیدا شدہ تھا مگر اپنے عجز و تکبر کی وجہ سے ملعون و راندۂ درگاہ ہو گیا) ____ صاحبزادہ گرامی قدر خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں ____ ایک روز خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرتِ والا پر عجیب، بسط و انبساط کی کیفیت طاری تھی جس کی وجہ سے تمام محفل کیف و سرور سے بھری ہوئی تھی اور حاضرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا، جو اُس وقت، برکتِ صحبت کے اثر سے ایک ذوق اور ایک وجد اپنے اندر محسوس نہ کر رہا ہو مجھے سامنے بُلا کر ایک نگاہِ خاص میری طرف ڈالی۔ اُس وقت ایک ایسی زبردست کیفیت پیدا ہوئی جس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اور یہ شعر حضرتِ والا نے پڑھا۔

دور بینانِ بارگاہ الست
بیش ازیں پے نہ بردہ اند کہ ہست

یعنی بارگاہ الست کو دور سے دیکھنے والوں نے یہ پتہ تو چلا لیا ہے کہ وہ ہے اس سے زیادہ سراغ نہ لگا سکے۔

فرمایا ____ شریعت میں جو کچھ ہے سب حق ہے اور جو کچھ صوفیہ محققین نے فرمایا وہ بھی حق ہے۔

فرمایا ____ حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندؒ کے بعد کوئی شخص (اس سلسلے میں) حضرت خواجہ بزرگؒ (یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ دہلویؒ) کے مثل نہیں ہوا۔

فرمایا ____ وہم سے علم تک پہونچنا مشکل ہے اور علم سے وحدت کا پتہ چلانا اس سے زیادہ مشکل ہے۔

Marfat.com

فرمایا ۔۔۔ جب میں بارہ یا تیرہ سال کا تھا حضرت مخدومی ارشاد پناہی میاں شیخ الہداد نے ۔۔۔ جو کہ خلفائے حضرت والد ماجدؒ سے تھے ۔ بغیر کسی طلب کے مجھے ذکر تلقین فرمایا۔ اسی عمر میں میاں شیخ الہداد کی توجہ کی برکت سے میرے اندر آثار جمعیت ظاہر ہو گئے۔ اس کے بعد جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات دیکھے تو ان کی خدمت میں پہونچنے کا اشتیاق ہو گیا۔ جب میں سرہند کی طرف روانہ ہوا تو حضرت مجددؒ کو ہر منزل پر خواب میں دیکھتا تھا۔ وہ عالم خواب میں بڑی مہربانیاں فرماتے تھے۔ جب شہر سرہند میں داخل ہوا تو کیفیت قلبی نے غلبہ کیا اور جب شرف دیدار سے مشرف ہوا تو ایک عجیب کیف حاصل ہوا۔

فرمایا ۔۔۔ خدمت حضرت مجددؒ میں بعد از کشوف صوریہ ۔ اول چیز جو ظاہر ہوئی، وہ توحید تھی ۔۔۔ توحید میں مراتب و درجات بہت ہیں۔ بطفیل حضرت ایشاں، اکثر مراتب توحید واضح ہوئے۔

فرمایا ۔۔۔ اس راہ طریقت کا اول، توبہ ہے اور آخر، تجلیٔ ذاتی برقی۔

فرمایا ۔۔۔ نعمتہائے الٰہی میں سے ہر نعمت پر شکر واجب ہے۔ کوئی بھی نعمت ہو ۔۔۔ لیکن دل، دنیا سے نہ لگانا چاہیے ۔۔۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

تعلق، حجابست و بے حاصلی　　　　جو پیوندہا بگسلی واصلی

یعنی دنیا سے دل لگانا حصول مقصد میں ایک رکاوٹ ہے اور محرومی کی بات ہے۔ جب تو تمام بندھنوں کو توڑے گا تب واصل ہو گا) ۔۔۔

خدمت اقدس میں ایک درویش نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں اہل دولت نے اہل سلسلۂ نقشبندیہ کی شان میں بے ادبی کی ہے فرمایا کہ یہ حرکت اس رئیس کے زوال کی علامت ہے۔

فرمایا ۔۔۔ ایک رات میں نے حضرت خواجہ بزرگؒ (حضرت خواجہ باقی باللہؒ) کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے بیٹھا ہوں اور آپ بالتفات تمام فرما رہے ہیں ۔۔۔ کہو ۔ اللہ اللہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

میں آپ کے ساتھ اللہ اللہ کر رہا ہوں۔ حضرتؒ نے میرے باطن میں ایک تصرف فرمایا جس سے ایک کیفیت عظیمہ اور حالت قویہ مجھے حاصل ہوئی ہے اس کے بعد جب بیدار ہوا وہی کیفیت و جمعیت جو حضرت والد ماجدؒ کی توجہ سے خواب میں تھی۔ بیداری میں بھی اپنے اندر پائی ۔

فرمایا ۔ ابھی میں دو سال کا بھی نہ ہوا تھا کہ حضرت خواجہ بیرنگؒ (یعنی والد ماجد) نے مجھے خصوصی توجہ سے نوازا اور فرمایا کہ اس بچے کو بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے ۔ پھر فرمایا کہ یہ بات مجھ سے شیخ الشیوخ استاد الاساتذہ حضرت شیخ عبدالحق (محدث دہلویؒ) نے بیان فرمائی تھی ۔

فرمایا کہ ۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جوانمردہ ہے جو ایسے شخص کو بھی رنجیدہ نہ کرے جو رنجیدہ کرنے کا مستحق ہو اور آزاد مرد وہ ہے جو کسی کے رنجیدہ کرنے اور ستانے پر بھی اس کو رنجیدہ نہ کرے۔ بعد ازاں فرمایا کہ طالب کو اپنے اندر یہ ہر دو صفتیں پیدا کرنی چاہئیں پھر یہ مصرع پڑھا ۔

مرنج و مرنجان ہمین است کار

(یعنی نہ رنجیدہ ہو نہ کسی کو رنجیدہ کر یہی اصل کار ہے)

فرمایا ۔ فقیر وہ ہے کہ اپنے دشمن سے بھی دوستی کرے اور ہر شخص کا اعزاز و اکرام کرے۔ کسی شخص کو چشم دوئی سے نہ دیکھے ۔ بالفرض اگر کسی نے اس کو گالی بھی دی تو وہ اس کے لیے دعائے خیر کرے یا اس کو کوئی تحفہ دے تاکہ اس کا دل شاد و خرم ہو جائے۔
بعد ازاں اپنے دو شعر پڑھے جن میں سے ایک یہ ہے ۔

ہر کہ با دشمن نورزد دوستی ۔۔۔ رہ نیابد در جناب کبریا

(یعنی جو شخص دشمن سے دوستی نہ برتے گا وہ بارگاہ کبریا میں راہ نہ پاسکے گا۔)

فرمایا ۔ میر سید احمد مکیؒ جو کہ حضرت خواجہ بیرنگؒ (والد ماجد) کے مخلصین میں سے تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ جیو (خواجہ باقی باللہؒ) نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ جب ہم بہشت میں جائیں گے تم کو بھی (باذن اللہ) اپنے ساتھ لے جائیں گے۔

فرمایا — میں (سرہند میں) ایک روز حضرت شیخ احمد جیو (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کی مجلس میں بیٹھا تھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے کہ بہشت میں جانا معمولی بات نہیں ہے بہت دشوار ہے پھر حضرت مجددؒ نے ایک حدیث پڑھی جس کا مضمون یہ تھا کہ بہشت میں وہ شخص جائے گا جو مثل آب باراں، پاک و صاف ہو گیا ہو گا۔ حضرت مجددؒ یہ بیان کرتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے —

فرمایا — کہ تاج العارفین شیخ تاج الدین (سنبھلیؒ) نے اپنے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص برائے خدا دعائے سیفی کا ورد رکھتا ہے — تو وہ دنیاوی مقاصد میں کامیاب ہوتا ہے اور اگر دعائے سیفی کا پڑھنا محض دنیا کے حصول کے واسطے ہے تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہے۔

فرمایا — تعلق حسن صوری (یعنی عشق مجازی) کے دفع کرنے کے لیے نماز و روزہ میں اشتغال اور ایسی کتابوں کا مطالعہ بہت مفید ہے جن میں احوال مشائخ لکھے ہوئے ہیں۔

فرمایا — کہ حضرت شیخ احمد جیو (حضرت مجدد الف ثانیؒ) فرماتے تھے کہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ صاحب (خواجہ باقی باللہؒ) فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہندستان میں مثل شاہ اللہ بخش گڑھ

ع۔ الشیخ المعارف الکبیر اللہ بخش ..... الشطاری الگڑھ مکتیسری احد مشائخ المشہورین کان من نسل عبدالرحمن بن ابی بکرؓ — آپ کے دادا موسیٰ ابن عمران بیتاں سے ہندوستان آئے گڑھ مکتیسر میں قیام کیا موسیٰ ابن عمران کے چچا شیخ قوام الدین نے رہتک میں سکونت اختیار کی تھی — شیخ اللہ بخش شطاری گڑھ مکتیسر میں پیدا ہوئے، وہیں نشو و نما پائی اساتذہ عصر سے تعلیم پا کر طریقت کی تعلیم شیخ مبارک بن عبدالمقتدر جھنجھانوی سے حاصل کی جو کہ سید علی قوام شطاری کے خلیفہ تھے "مونس الذاکرین" آپ کی ایک کتاب ہے جو اپنے پیر و مرشد کے حکم سے آپ نے لکھی ہے اس میں فضیلت ذکر اور تاثیرات ذکر۔ (باقی آگے صفحہ پر)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

مکنیری کے کسی درویش کو نہیں پایا ـــــ اُن کے جذب کی تعریف کرتے تھے ـــ اسی سلسلۂ گفتگو میں حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ خواجہؒ نے بعض درویشوں سے فرمایا تھا کہ میرا ارادہ ہوا تھا کہ خواجہ اللہ بخش گڑھ مکنیریؒ کا مرید ہو جاؤں مگر ایک وجہ سے میں نے اُن سے بیعت نہیں کی۔ (وہ وجہ ملفوظات میں موجود ہے مگر مصلحت اور اختصار کے پیش نظر اُس کا ذکر اس جگہ نہیں کیا گیا۔)

فرمایا ـــــ ایک روز میں حضرت شیخ احمد سعیدؒ (حضرت مجددؒ) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ پیر دستگیر حضرت خواجہ صاحبؒ، خواجہ حسام الدینؒ، اور شیخ تاج (سنبھلی) کے درمیان فرق کرتے تھے بایں طور کہ خواجہ حسام الدین علم و معرفت میں زیادہ ہیں اور شیخ تاج، حال و سکر میں فوقیت رکھتے ہیں۔۔۔۔

خواجہ سلام اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت قبلہ گاہی (یعنی والد ماجد) کی خدمت میں یہ شعر پڑھا ؎

نے غور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن
ساکنِ بتخانہ باش و مردم آزاری مکن

یہ شعر سُن کر میں نے دریافت کیا کہ لوگ اس شعر کو حضرت حافظ شیرازی کی طرف منسوب کرتے ہیں جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ شعر حافظ شیرازی کا نہیں ہے ـــ (شاید) کسی ملحد کا قول

(ملفوظ نمبر ۳ کا بقیہ) کا بیان ہے، محمد بن فضل اللہ المحبی نے خلاصۃ الاثر میں آپ کا ذکر خیر کیا ہے۔ ۹ رمضان ۱۰۲۰ھ کو آپ کا انتقال ہوا۔ سورۂ اخلاص کے احد ذ سے آپ کی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلیؒ پہلے سلسلۂ چشتیہ شطاریہ میں آپ کے خلیفہ ہوئے۔ بعد کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ دہلوی سے سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت حاصل کی تھی۔ آپ کا مزار گڑھ مکنیر ضلع میرٹھ میں ہے ـــ ماخوذ از نزہۃ الخواطر جلد خامس و دیباچہ مونس الذاکرین۔

Marfat.com
Marfat.com

ہے جس نے امانت شریعت کی ہے۔

فرمایا ـــــ کہ مخدومی ارشاد پناہی شیخ الہداد نے آخری عمر میں مجھے بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ مجھے حضرت خواجہ بیرنگؒ (خواجہ باقی باللہ) سے ملا ہے اور دیگر بعض بزرگوں اور مشائخ چشتیہ کی ارواح سے بطور فیض پہونچا ہے وہ میں نے تم کو دیا۔ اسی وقت میں نے ایک زبردست کیفیت اپنے اندر محسوس کی..... یہ اجازت بعد از اجازت حضرت شیخ احمد جیو قدس سرہٗ وقوع میں آئی۔ اس سے پہلے شیخ احمد جیو (حضرت مجددؒ) نے مجھ کو تعلیم طریقہ نقشبندیہ اور اس طریقہ میں ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی تھی ـــــ ارشاد پناہی حضرت شیخ الہدادؒ کی اجازت کے مدتوں بعد، عالم ربانی، عارف سبحانی، حضرت شیخ محمد سعیدؒ (فرزند حضرت مجدد الف ثانیؒ) سے بھی سلسلۂ قادریہ میں اجازت میں نے پائی ـــــ

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت قبلہ گاہی (خواجہ خردؒ) کی خدمت میں پہونچا۔ آپ پر بہت زیادہ روحانی قبض کی کیفیت طاری تھی۔ اس دن آپ کی جو حالت دیکھی اس سے پہلے کبھی ایسی حالت مشاہدہ میں نہیں آئی تھی ـــــ آپ روتے جاتے تھے اور بار بار کہتے تھے۔ "میرا خدا مجھ سے ناراض ہے" ـــــ بعدہٗ آنکھوں سے آنسو بدستور جاری تھے اور یہ فرما رہے تھے ـــــ ایک درویش نے کہا ہے کہ درویشی (فقط) نماز، روزہ، احیائے شب اور کم کھانے کا نام نہیں ہے۔ یہ تمام امور اسباب بندگی ہیں۔ بلکہ درویشی یہ ہے کہ کسی کو رنجیدہ و آزردہ نہ کرے۔ اسکے بعد یہ مصرعہ پڑھا۔

رنج دہ مرنجاں ہمیں است کار

فرمایا ـــــ حق سبحانہٗ نے میرے اوپر یہ آیت کریمہ کھولدی ہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ـــــ

یہ فرمایا کہ طالب کو چاہیے کہ اس آیت کو پڑھے، خواہ دل سے خواہ زبان سے اس طریقہ سے کہ جَاءَ الْحَقُّ کہتے وقت دل پر ضرب لگائے اور زَهَقَ الْبَاطِلُ کہتے وقت باطل کو، دل

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

سے بجانب پشت پھینکے ـــــ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اُمید ہے کہ اس عمل سے طالب بہت کچھ کشادگی پائے گا ـــــ

نیز فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حاصل اور اس آیت کریمہ کا حاصل ایک ہی ہے ـــــ بس اس قدر فرق ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں نفی مقدم ہے اثبات پر۔ اور اس آیت میں اثبات، مقدم ہے نفی پر ـــــ

فرمایا ـــــ ابتدائے حال کی بات ہے کہ ایک سولتے پر ایک نداف کا مکان تھا لوگ اُن کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کو غوثیت کے مرتبے پر فائز سمجھتے تھے ـــــ جب میرا ان کے کوچے میں گزر ہوتا تھا تو میرے لیے دعائے خیر کرتے تھے ـــــ

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی حضرت والد ماجدؒ یہ شعر پڑھتے تھے ؎

شیر زادۂ عشقم، توی در کار خود
گو حریف من بیا تا زور بازو بنگرد

(یعنی میں صحرائے عشق کا شیر زادہ ہوں اپنے کام میں مضبوط ہوں۔ میرے حریف تو مقابل سے کہہ دو کہ اسے زور بازو دیکھنا ہے تو یہاں آجائے) ـــــ

فرمایا ـــــ کہ لوگوں کو بیماری میں اضطراب جو ہوتا ہے وہ عالم اطلاق (آخرت) سے عدم توجہ اور عالم کون (دنیا) سے عدم انقطاع کلی کی وجہ سے ہوتا ہے اور اگر دنیا سے انقطاع کلی رکھتے ہوں تو بیماری میں اور موت میں راحت ہی راحت اور آرام ہی آرام ہے ـــــ

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت والد ماجد نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کام میں اصلی چیز نیستی اور غربت ہے جو کہ منتہائے ارباب ہمت ہے پھر یہ شعر پڑھے ـــــ

؎ خاک شو خاک تا بروید گل ـــ کہ بجز خاک نیست مظہر گل

؎ خاک ہو جا خاک تاکہ پھول اگیں۔ خاک مظہر گل ہے۔

در بہاراں کے شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

خواجہ سلام اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک درویش نے حضرت قبلہ گاہی والد ماجد سے عرض کیا کہ کوئی دلیل نقلی، حدوث عالم پر ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں یہ حدیث، اشارہ حدوثِ عالم کی طرف کر رہی ہے۔ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهٗ شَیْئٌ (اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی) ـــــ پھر دوسری حدیث حضرت ابوذر غفاریؓ کی پڑھی جو دلیل حدوثِ عالم ہے ـــــ

فرمایا ـــــ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء قدس اللہ روحہٗ کے زمانے میں تین ضیاء الدین ہوگئے ہیں۔ ان میں سے ایک یعنی مولانا ضیاء الدین برنی (ہندوستان کے مشہور مورخ) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد اور خاص اصحاب میں سے تھے۔ دوسرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے منکر و مخالف تھے یعنی قاضی ضیاء الدین سنامی تیسرے نہ معتقد تھے نہ منکر اور یہ شیخ ضیاء الدین نخشبیؒ (بدایونی) تھے جو کتاب، سلک السلوک کے مصنف ہیں۔

فرمایا ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ یَشِیْبُ ابْنُ آدَمَ وَیَشِبُّ فِیْهِ الْخَصْلَتَانِ الْحِرْصُ وَطُوْلُ الْاَمَلِ ـــــ (او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی انسان بوڑھا ہوتا ہے اور اس کے اندر دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں۔ ایک حرص اور دوسرا طولِ آرزو)۔ اس حدیث سے (بظاہر) لازم آتا ہے کہ اولیاء حق بھی بڑھاپے میں ان دونوں، بری خصلتوں (کے شباب) سے خالی نہ ہوں۔ اور یہ بہت بڑا اشکال ہے۔ اس مشکل کا حل جو سمجھ میں آتا ہے یہ ہے کہ ان دونوں صفاتِ مذمومہ کی جوانی تقاضہ کرتی ہے اس بات کا کہ ان دونوں صفتوں کا وجود تھا، انسان کے زمانہ شباب ہو لیکن اگر کوئی شخص جوانی کے زمانہ ہی میں ان دونوں صفتوں کو دفع کیے ہوئے ہو تو وہ ان دونوں صفتوں کے شباب سے

عہ پتھر بہار کے زمانے میں کب سرسبز ہوتا ہے؟ خاک بن جا تاکہ رنگ برنگ کے پھول پیدا ہوں۔

Marfat.com

بھی مختصرہ دیسرا ہو گا ــــ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں ارشاد فرماتے۔ یَشِیبُ ابنُ آدمَ وَیشِبُّ لَہُ اَو یحدثُ فیہ الخصلتان الخ یعنی انسان بوڑھا ہوتا ہے اور پیدا ہوتی ہیں اس میں یہ دو خصلتیں ، تب بات مکمل ہو جاتی ــــ

فرمایا ــــ ہمت عالی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ انسان کو جمیع مراتب دنیا سے انقطاع کلی حاصل ہو اور دنیا کی باعث فخر چیزیں اس کی نظر میں بے حیثیت اور بے قدر ہوں نیز بجانب حق توجہ دائمی میسر ہو۔

فرمایا ــــ منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ایک دن) شہر سے صحرا کی جانب جارہے تھے۔ ایک شخص نے دریافت کیا ، یا روح اللہ آپ کہاں جاتے ہیں ؟ جواب میں ارشاد فرمایا میں احمقوں کی وجہ سے تنگ آگیا ہوں ۔ ان کا علاج میں نہیں جانتا ۔ مادرزاد نابینا اور ابرص کا علاج کر سکتا ہوں اور مُردوں کو باذن اللہ بار ہا زندہ کیا ہے لیکن ان احمقوں کے علاج سے عاجز و درماندہ ہوں ــــ اسی لیے شہر سے صحرا کی طرف جا رہا ہوں ــــ

فرمایا کہ ــــ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دکھائی دے اور جو کچھ سمجھ میں آئے سب غیر ہے کلمۂ "لا" کے ذریعے اس کی نفی کرنا چاہئے ۔ اور اس کی طرف متوجہ نہ ہونا چاہئے ۔ ۔ ۔ کمال و تکمیل اسی میں ہے ۔ ع

ذرہ درد ست دلِ عطار را

خواجہ سلام اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت قبلہ گاہی کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور سعادت قدمبوسی حاصل تھی ۔ اس زمانہ میں حضرت والا کو بیماری شکم لاحق ہو گئی تھی ۔ ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ فلاں دوا اس مرض میں بہت نافع و مفید ہے حضرت ایشان نے میری طرف رخ کر کے فرمایا ــــ کہ جو کچھ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے چاہا ہے ہو کر رہے گا اور جو کچھ تقدیر میں ہے ظاہر ہو گا ــــ اس دن سے زیادہ خوب کون سا دن ہو گا جس دن دوست کی ملاقات دوست سے ہو ، اور یار نزدیک یار پہنچ جائے ، پھر یہ دو شعر پڑھے ؎

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

گر اجل مرد است گو پیش من آے ر
تا در آغوشش بگیرم تنگ تنگ
من از و جانے ستانم جاوداں
او زمن دلقے بگیرد رنگ رنگ

(یعنی موت سے کہہ دو اگر وہ ہمت رکھتی ہے تو میرے پاس آئے تاکہ میں اس سے اچھی طرح معانقہ کروں ۔۔۔ میں اُس سے ایک زندگی حاصل کروں گا جو جاودانی ہوگی اور وہ مجھ سے رنگ برنگ کے پیوندلگی ہوئی گدڑی لے گی)۔۔۔

فرمایا ۔۔۔ جب مولانا حسن طاقی (؟) نے رحلت فرمائی تو استاذ العلماء شیخ عبدالحق (محدث دہلویؒ) نے ان کی تعزیت کے سلسلے میں یہ شعر لکھا تھا ؂

ورنہ قضا بود کہ باہم رویم
میرسد آں وقت کہ باہم رویم

(یعنی اس وقت اگرچہ یہ فیصلہ خداوندی نہیں تھا کہ ہم اور تم ساتھ ساتھ عالم فانی سے سفر کریں گے لیکن وہ وقت قریب ہے کہ ہم بھی یہاں سے کوچ کریں گے) اس کے بعد حضرت خواجہ خردؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے ۔ دیر تک روتے رہے ۔۔۔

ایک شخص نے حضرت خواجہ خردؒ سے دریافت کیا کہ ملفوظاتِ حضرت شیخ نظام الدین اولیاؒ (فوائد الفواد) میں حقائق و معارف کا اندراج کم ہے ۔۔۔ (اس کی کیا وجہ ہے) اس کے جواب میں ارشاد فرمایا ۔۔۔ کہ امیر حسن (سنجریؒ) نے جو ملفوظات لکھے ہیں خوب لکھے ہیں ۔ حقائق و معارف کا تعلق (زیادہ تر) سکر و حال سے ہوا کرتا ہے ۔۔۔ طالب کو جو چیز ضروری ہے امیر حسنؒ نے بس اُن کو قلمبند کیا ہے ۔

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں ایک روز ایک درویش نے حضرت والد ماجدؒ سے دریافت کیا کہ مشاہدہ حسن و جمال (صوری) میں لذتِ نفسی ہے یا لذتِ روحی ۔ میں بھی

Marfat.com
Marfat.com

اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے مشاہدۂ حسن و جمال بعض کے لیے لذتِ نفسی ہو اور بعض کے لیے لذتِ روحی۔ حضرت ایشان نے فرمایا فرض کرلو کہ مشاہدۂ حسن و جمال، لذتِ روحی ہے تب بھی اس سے بچنا چاہیے، اسلیے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جو چاہیے وہ آتا نہیں اور جو آتا ہے وہ چاہیے نہیں۔ ؎

یاری باید و نمی آید غیری آید و نمی شاید

(یعنی یار مطلوب ہے وہ آتا نہیں، غیر آتا ہے وہ چاہیے نہیں۔)

اسکے بعد مولانا رومی کا یہ شعر پڑھا ؎

عاشقی کز پے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود

(یعنی جو عشق رنگ اور روپ کی وجہ سے ہوتا ہے وہ عشق نہیں ہوتا باعث ننگ ہوتا ہے۔)

خواجہ سلام اللہ دہلوی تحریر کرتے ہیں کہ مخدومی داخی خواجہ کلیمُ اللہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ (حضرت والد ماجد کے) دستِ مبارک میں ایک بیاض تھی جس میں بہترین اشعار لکھے ہوئے تھے۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ بیاض کو میں دیکھتا۔ حضرت ایشان نے میری طرف رُخ کرکے فرمایا بیٹا اس بیاض کو دیکھو۔ یہ فرماکر بیاض مجھ دیکھنے کے لیے عنایت فرمادی جب بیاض میرے پاس آگئی تو دوسرا خیال میرے دل میں یہ گزرا کہ اس کو چند روز اپنے پاس رکھ کر اس کا انتخاب کرلوں۔ یہ بات دل میں آئی تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ چند روز اپنے پاس رکھ لو..... مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روشن ضمیری کا اس واقعے سے اندازہ ہوا۔

خواجہ سلام اللہ دہلوی ارقام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نفحات الانس (مولفہ مولانا جامی) کو ہاتھ میں لیے ہوئے حضرت قبلہ گاہی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے چند مقامات

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دریافت کیے جو دقیق باتوں پر مشتمل تھے اور اغلاق رکھتے تھے۔ قبلہ گاہی نے خوب اچھی طرح ان عبارات کا مطلب بیان فرما دیا، پھر فرمایا کہ اس کتاب مستطاب سے اشتغال اتنی بڑی سعادت کی بات ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اے جانِ من! میں یہ چاہتا ہوں کہ میری طرح جاہل نہ رہ جانا (کچھ حاصل کر لینا)۔۔۔۔

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دن یہ فقیر خدمت اقدس میں کھڑا ہوا پنکھا جھل رہا تھا اور حضرت والا سر جھکائے ہوئے مراقبے میں بیٹھے تھے اچانک پنکھا فقیر کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور حضرت ایشان کے سرِ مبارک پر جا کر لگا۔ محفل میں جتنے حاضرین تھے سب متفکر ہو گئے۔ مگر حضرت والا سے کوئی حس و حرکت ظاہر نہیں ہوئی ـــــ بعد ازاں سر اٹھا کر یوں فرمایا جس پر استغراق و استہلاک کا غلبہ ہوتا ہے اُسے کچھ خبر نہیں رہتی۔

فرمایا سالک و طالب کے لیے دو باتیں ناگزیر اور ضروری ہیں ـــــ (۱) ایسے درویشوں سے ارتباط و صحبت نہ رکھے جو اُس کے مرشد سے ربط نہیں رکھتے، اور جب غیر طریقہ کے درویشوں کی صحبت کو تجویز نہیں کیا گیا تو پھر وہ لوگ ـــــ جو مطلق طریق سے بیگانہ و ناآشنا ہیں ان کی صحبت کیسے تجویز کی جا سکتی ہے؟ مناسب یہ ہے کہ طالب ابتدائے سلوک میں کسی سے صحبت و ارتباط نہ رکھے۔ ہاں بحکم مرشد سے کسی کی صحبت میں بیٹھ سکتا ہے ـــــ اور اپنے یارانِ مخصوص کی صحبت میں بھی رہ سکتا ہے ـــــ اس تدبیر سے نسبت حاصل ہو گی اور باطن میں قوت پیدا ہو گی۔

(۲) جو کام مرشد سے صادر ہو اگرچہ بظاہر قبیح معلوم ہوتا ہو (اوّل) اس کا صحیح محمل تلاش کرے (یا مرشد سے براہ راست معلوم کرے) ایک دم اعتراض نہ کرے (البتہ اگر وہ فعل واقعی شرعی نقطۂ نظر سے قبیح معصیت ہے تو اس میں کسی کی اطاعت و تابعداری نہیں اس سے بچنا ضروری ہے۔)

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ تحریر کرتے ہیں کہ ایک دن والد ماجدؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

Marfat.com

Marfat.com

کا وہ واقعہ سنا کر جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو قم یا ابا تراب ـــــ سے خطاب فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مثنوی کے وہ اشعار پڑھے جو اہلبیت کی منقبت میں لکھے گئے ہیں۔ اُن میں سے ایک شعر یہ ہے سہ

این سلسلہ از طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

(یعنی یہ خاندان خالص سونے کی زنجیر کے مانند ہے اور یہ گھرانہ آفتاب کی طرح روشن اور منوّر ہے۔)

خواجہ سلام اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ــــ ایک روز حافظ صادق نے جو کہ مخلصین حضرت قبلہ گاہی میں سے تھے، مثنوی مولانا رومیؒ کا یہ شعر پڑھا سہ

علم حق در علم صوفی گم شود
این سخن کے باور مردم شود

اور اس شعر کے معنی بیان کرنے کی درخواست کی۔ حضرت والا نے فقیر کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا کہ قرب دو قسم کا ہے ایک یہ کہ عبد ظاہر ہو اور حق باطن۔ چنانچہ اس شعر میں اسی قرب کی طرف اشارہ ہے اور حدیث قدسی۔ دَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَنْطِقُ۔ اس کی شاہد ہے۔ اس کو قرب نوافل کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حق، ظاہر ہو اور عبد، مستہلک و مستغرق اور باطن ہو حدیث اِنَّ اللّٰہَ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ اس قرب کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اس کو قرب فرائض کہتے ہیں قرآن میں جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اسی قرب کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

خلفاء

حضرت خواجہ باقی باللہ

(۱) تاج العارفین شیخ تاج الدین سنبھلیؒ

(۲) خواجہ حسام الدینؒ

(۳) شیخ الہ داد دہلوی

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

تاج العارفین

شیخ تاج الدین سنبھلیؒ

صاحبزادگان کے تذکرے کے بعد اب میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے خلفا کا ذکر کروں گا — چاہیے تو یہ تھا کہ سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کا ذکر خیر کرتا لیکن چونکہ اُن کے حالات پر مستقل کتابیں اور مبسوط تذکرے موجود ہیں اور خود الفرقان کا مجدد الف ثانی نمبر بہترین مضامین و نفیس ترین مقالات کو اپنے دامن صفحات پر لے کر شائع ہو چکا ہے[۵] جس نے اہل نظر سے خراج تحسین وصول کیا اور اہل فکر کے لیے سرمایہ تحقیق بہم پہونچایا — اسلیے اس موقع پر میں نے اُن کے سوانح پر کچھ نہیں لکھا ہاں اگر توفیق ہوئی تو انشاء اللہ مکتوبات کی روشنی میں کوئی مقالہ مرتب کروں گا۔

فی الحال حسب ذیل تین خلفاء کا تذکرہ لکھنا ہے۔

(۱) شیخ تاج الدین سنبھلیؒ (۲) خواجہ حسام الدینؒ (۳) شیخ الہ دادؒ

آیئے ہم شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے حالات آپ کو سنائیں، اور سب سے پہلے اس عظیم شخصیت کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے دریافت کرلیں — لیجئے وہ فرماتے ہیں۔

شیخ تاج سنبھلی کہ اول خلفاء حضرت باقی باللہ	شیخ تاج الدین سنبھلی حضرت خواجہ باقی باللہؒ
واخر بمکہ اقامت اختیار کردہ بہا مجاور شدند	کے پہلے خلیفہ تھے اور وہ آخر میں مکہ معظمہ میں
شدہ بود واپس فقیر از متاخرین مشائخ اہل ہند	مقیم ہو گئے تھے اور وہیں سپرد خاک کئے گئے

---

[۵] یہ نمبر کتابی شکل میں کتب خانہ الفرقان میں دستیاب ہے۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہیچ کس را ندید کہ اہلِ مکہ زیادہ از شیخ تاج معتقد او باشند و کرامات وے روایت کنند
(منقول از اردو ترجمہ مولفہ شیخ محمد اکرام ایم اے)

فقیر نے اہلِ مکہ کو متاخرین مشائخ ہند میں سے کسی کا اتنا معتقد نہیں پایا جتنا کہ وہ شیخ تاج الدینؒ کے معتقد ہیں، مکہ والے ان کی کثرت سے کرامات بیان کرتے ہیں۔

ایک سند میں شیخ تاج الدینؒ کا نام دیکھ کر کسی صاحب نے حضرت شاہ صاحب سے سوال کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں ان کا تعارف کرائیے ـــــ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں جو ارقام فرمایا اس کا اُردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:۔

"شیخ تاج الدینؒ سنبھلی الوطن اور عثمانی النسب ہیں، شیخ احمد سرہندیؒ کے پیر بھائی اور خواجہ باقی باللہؒ کے خلفاء میں سے ہیں ـــــ میں نے اذکار نقشبندیہ جو شیخ علیہ الرحمہ کے تصنیف شدہ ہیں اپنے والد ماجد سے پڑھے ہیں، فقیر کے والد بزرگوار نے ان کو خواجہ خردؒ سے نقل کیا ہے اور خواجہ خردؒ نے براہ راست شیخ تاج الدینؒ سے ـــــ شیخ تاج الدینؒ خواجہ باقی باللہؒ کی وصال کے بعد مکہ معظمہ چلے گئے اور وہیں متوطن ہو گئے تھے، ـــــ اہلِ مکہ نے ان سے فیض حاصل کیا اور بہت سی کرامات دیکھیں۔ سلطان روم نے غائبانہ آپ سے حسنِ عقیدت کا اظہار کیا ـــــ میں اہلِ مکہ سے آپ کی کرامات سنا کرتا تھا۔ آپ ۱۰۵۲ھ[1] میں رحمت حق سے پیوست ہوئے ـــــ اور مکہ میں قعیقعان پہاڑ کے پاس مدفون ہوئے۔ فقیر آپ کی قبر کی زیارت سے مشرف ہوا۔"

(مکتوبات فارسی شاہ ولی اللہ دہلویؒ : شائع کردہ کتب خانہ نذیریہ دہلی)

---

[1] آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہ سن وفات صحیح نہیں ہے یا تو کتابت کی غلطی ہو جیسا کہ اس مجموعہ مکتوبات میں بیشمار کتابتی غلطیاں متن اور ترجمے میں موجود ہیں اور متن کے اغلاط کو درست کیے بغیر ترجمہ کی بنیاد بھی انہیں اغلاط پر رکھ دی ہے یا خود حضرت شاہ صاحبؒ کو صحیح تاریخ دستیاب نہ ہو سکی ہوگی۔

Marfat.com
Marfat.com

الانتباہ میں فرماتے ہیں:-

کاتب حروف گوید کہ شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ
حضرت خواجہ محمد باقی در باب اشتغال نقشبندیہ
رسالہ دارند مختصر — عالی بزرگوار ایں را
بغایت می پسندند آں را بخط خود از نزدیک
بعض اصحاب شیخ تاج الدین انتساخ کردہ بود
و طالباں را بہماں اسلوب ارشاد می نمودند
ایں فقیر آں را پیش حضرت ایشاں بکشاد
و درایت خواندہ است (ص ۱۲۳)

کاتب حروف کہتا ہے کہ شیخ تاج الدین سنبھلی حضرت
خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ تھے، اشتغال نقشبندیہ
میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے میرے والد بزرگوار
(شاہ عبدالرحیم دہلوی) اس کو بہت پسند کرتے تھے
اس رسالے کو اپنے قلم خاص سے بعض اصحاب شیخ
تاج الدین سے لیکر نقل کیا تھا اور اپنے مریدوں
کی اسی رسالہ کے مطابق رہنمائی فرمایا
کرتے تھے اس فقیر نے اس رسالہ کو اپنے والد
بزرگوار سے خوب اچھی طرح بکشاد و درایت پڑھا ہے

اس کے بعد یہ پورا رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں من و عن درج کر دیا ہے، اس طرح حضرت شاہ صاحب کی کتاب کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ بھی محفوظ ہو گیا۔

اسی انتباہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-

والشیخ عبداللہ النصری لبس الخرقۃ عن
ید الشیخ عبداللہ باقشیر المکی عن الشیخ
تاج الدین سنبھلی نزیل مکۃ عن خواجہ
محمد باقی بندہ المذکور (ص ۱۵۱)

شیخ عبداللہ نصری نے خرقہ پہنا شیخ عبداللہ
باقشیر مکی کے ہاتھ سے ان کو خرقہ پہنایا
تاج الدین سنبھلی نزیل مکہ نے ان کو خواجہ
باقی باللہ نے الخ

شیخ تاج الدین سنبھلی کے وطن سنبھل پر حضرت شاہ صاحب کا یہ تشریحی نوٹ بھی انتباہ میں موجود ہے۔

سنبھل بلدیست از ہند کہ شمار ہا دارد بلدہ است
در ما بین جمنا و گنگا، نزدیک جبال شرقی

سنبھل ہندکا ہے جو کہ باکا انتساب رکھتی
ہے ایک شہر ہے گنگا جمنا کے اس طرف قریب

۱؎ میرے خیال میں یہاں کاتب نے تصحیف کر دی ہے ممکن ہے جانب کو جبال کر دیا ہو ورنہ سنبھل کا جبال سے کوئی تعلق نہیں۔

دار الخلافہ دہلی ہے (ص ۳۲) جہاں سرتی دار الخلافہ دہلی کے۔

شیخ تاج الدین سنبھلی کے متعلق مشہور علامۂ زماں سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی شارح قاموس کے (جن کی عمر کا بیشتر حصہ یمن، حجاز اور مصر میں گذرا ہے۔) چند جملے بھی سن لیجیے، ان جملوں سے بھی آپ کو شیخ سنبھلی کی شخصیت کا کچھ اندازہ ہو جائے گا۔ سنیئے وہ نفحۃ القدسیہ میں فرماتے ہیں۔

"شیخ تاج الدینؒ نے بصرہ، یمن، احسا، نجد اور خود حجاز میں طریقۂ نقشبندیہ کو پھیلایا اور اُن کے مریدوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔" (منقول از رود کوثر ص ۳۲۵)

حضرت مجددؒ الف ثانی کا مکتوب گرامی بنام شیخ تاج الدینؒ

مکتوبات جلد اول میں حضرت مجدد صاحبؒ کا ایک مکتوب مبارک آپ کے نام ہے جی چاہتا ہے کہ اس مکتوب کی چند تمہیدی سطریں آپ حضرات کے سامنے پیش کر دوں جن میں ایک خاص ادبی رنگ اور خلوص و محبت کی شان نمایاں ہے۔ ان چند سطروں سے بھی شیخ تاج العارفین کی فضیلت و عظمت کا پتہ چل رہا ہے، غالباً یہ مکتوب اُس وقت لکھا گیا ہے جب شیخ رحمۃ اللہ علیہ سفر شام و حجاز کر کے ہندوستان آنے والے ہیں۔ دیکھیے کس والہانہ انداز میں اپنے قابل احترام پیر بھائی کو تحریر فرماتے ہیں۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ	بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو آپ کے قدوم شریف لزوم
خبر قدوم مسرت لزوم محبان مشتاق را فرحت	کی خبر نے دوستوں کو راحت دل بڑی مقدار میں بہم
فراواں رسانید۔ سبحانہ الحمد والمنۃ علی ذالک	پہنچائی اس احسان پر اللہ کا لاکھ شکر ادا کرتا ہوں
انصاف بدہ اے فلک مینا فام	اے آسمان ذرا انصاف سے کہنا تیرا خورشید
تا زیں دو کدام خوب تر کرد خرام	جہاں تاب مشرق سے نکلتے وقت زیادہ خوش خرام
خورشید جہاں تاب تو از جانب مشرق	نظر آتا ہے یا میرا جہاں پر گھومنے والا چاند شام
یا ماہ جہاں گرد من از جانب شام	کے علاقہ سے آتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے
چوں قدوم بہجت فرمودہ اند زود تر تشریف آرند	جب آپ تشریف لا رہے ہیں تو بہت جلد تشریف

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کو شتاقاں زیر بار انتظار اند و آرزو مے استماع اخبار بیت اللہ دارند۔ نظم

اپنے مشتاقوں کی آنکھیں آپ کی راہ تک رہی ہیں اور اخبار بیت اللہ کا ذکر سننے کے آرزو مند ہیں

زبدۃ المقامات میں شیخ کے متعلق مولانا محمد ہاشم کشمی نے جو ارقام فرمایا ہے اس کا اقتباس یہ ہے:۔

"شیخ تاج الدین دیار ہند کے بزرگ زادوں میں سے اور حضرت خواجہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں پہلے حضرت شیخ اللہ بخش گڑھ مکتیسری سے بیعت تھے، شیخ گڑھ مکتیسری ان پر بڑی عنایت فرماتے تھے اُن کے وصال کے بعد باوجودیکہ آپ ان کے خلیفہ مجاز اور جانشین تھے اپنے آپ کو حضرت خواجہ کے حوالے کر دیا اور اُن کی صحبت اختیار کی، حضرت خواجہ کو آپ کی یہ طلب یہ تواضع اور یہ ادا بڑی پسند آئی اور آپ کو وفور کرم سے نوازا۔ آپ کو اپنا "جلیس خلوت خاص" اور "انیس محفل اختصاص" بنا لیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے مریدوں میں طول صحبت کے لحاظ سے آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، حضرت خواجہ سے "استفسار احوال" اور "پرسش اسرار" کی آپ ہی کو کچھ جرأت ہوتی تھی۔

(مولانا کشمی فرماتے ہیں) میں نے شیخ تاج الدین کی زبانی سنا ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت خواجہ جب مجھے اجازت دینے پر آمادہ ہوئے تو اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ شیخ تاج الدین بھی اگر خواب میں یہ دیکھ لے کہ اکابر نقشبندیہ میں سے کوئی اس کے حق میں اجازت کا اشارہ کرتا ہے تو اچھا ہو، چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خلاصۂ ابرار حضرت عزیزاں خواجہ رامیتنی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوں، انھوں نے اپنی کلاہ مبارک میرے سر پر رکھی اور بے حد عنایات فرمائیں ۔۔۔ جب حضرت خواجہ کے سامنے میں نے یہ خواب بیان کیا تو اُس کو سن کر آپ نے تبسم فرمایا اور جو کچھ اُن کے دل میں بات آئی تھی اُس کا ذکر اس وقت فرمایا ۔۔۔ جب حضرت خواجہ نے اجازت تعلیم مرحمت فرما دی تو شیخ تاج الدین کی نظر میں ایک خاص تاثیر نمودار ہوئی، جس کسی کو طریقہ کی تعلیم دیتے تھے، اس پر جذبات کا غلبہ ہو جاتا تھا، اور فوراً وہ احوال

پذیر ہو جاتے تھے:

اجازت ملنے پر اپنے وطن سنبھل کو روانہ ہو گئے، جب وہاں پہونچ کر ارشاد و ہدایت کی طرف متوجہ ہوئے تو وہاں بعض حاسدوں نے ان پر زبان ملامت دراز کی ۔ اشنا و بیگانہ کی ملامتوں سے تنگ آکر شیخؒ نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں عریضہ لکھا ــــ اس کے جواب میں ایک مفصل گرامی نامہ ارقام فرمایا گیا (اس کے چند جملے یہ ہیں۔)

اہل سنبھل کے طعن و تشنیع کا خیال نہ کرو، ان بے چاروں پر رحم کھاؤ کیونکہ وہ لوگ (حاسدین) استقامت عقل سے ہٹ گئے ہیں ...... الحمد للہ کہ ملامت سننا اولیا کا خاص حصہ ہے۔ میں خود اس معاملہ میں ایک مستقل نظریہ رکھتا ہوں وہ یہ کہ جب کوئی ملامت کرتا ہو تو اپنے اندر غور کرتا ہوں، اس وقت مجھے اپنی ایک نہ ایک بد صفتی ضرور نظر آتی ہو اور اس ملامت کو اپنے حق میں موعظہ تصور کرتا ہوں ...... تم بتاؤ تو سہی کہ اہل سنبھل کی ملامت سے تمہارا کیا بگڑ جائے گا؟ کیا تمہاری عبادت قبول نہ ہو گی؟ یا تمہاری صفائی قلب برطرف ہو جائے گی؟ یا درگاہ خداوندی سے تم کو رد کر دیا جائے گا۔ ع

معشوق ترا و بس عالم خاک

والسلام

حضرت خواجہ نے ایک مکتوب گرامی (بنام شیخ) کو اس شعر سے شروع فرمایا ہے۔

کا دے مکن کہ دہشت رکم فسردل شود ــــ صیدے چوں من ندام دفائت بر دل شود

جب حضرت خواجہؒ دار البقا کو سدھار گئے تو شیخ تاج الدینؒ نے اپنے دل میں سیاحت کی ٹھان لی بلاد ہند و کشمیر کی سیر کر کے حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے، حرمین کے مباشندوں کو شیخ سے ایک خاص ربط ہو گیا۔ شیخ محمد علان جو کہ اکابر حرم میں سے تھے اور علم و عمل تقویٰ و ریاضت میں یکتائے فرد تھے ــــ آپ سے فیضیاب ہوئے، شیخ محمد آپ کے آنے سے پہلے نقشبندیہ سلسلے سے خاص لگاؤ رکھتے تھے اور انھوں نے کتاب رشحات کا عربی زبان میں ترجمہ بھی کیا تھا تا کہ اہل عرب اکابر نقشبندیہ کے

Marfat.com
Marfat.com

دحسن اطوار، لطافت اقوال، اور علو احوال سے واقف و مطلع ہو جائیں۔ اور خود اس بات کے خواہاں تھے کہ کوئی بزرگ اس سلسلہ کا حرم میں آجائے تو وہ اس سے اس طریقہ کو باقاعدہ حاصل کریں۔ جب شیخ تاج الدینؒ وہاں پہنچے تو یہ اخلاص تمام کے ساتھ شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے شیخ تاج الدین کی زبانی سنا وہ یہ لطیفہ بیان کرتے تھے کہ بلاد عرب کے لوگ مجھ کو بھی شیخ محمد سلان کہتے تھے ہیں۔

شیخ محمد ۱۰۳۰ھ میں راہی بقا ہوئے۔

شیخ تاج الدینؒ دو ایک مرتبہ دیار حجاز سے ہندستان آئے اور پھر ان بلاد شریفہ میں واپس چلے گئے ——— آخر مرتبہ ولایت الہ آباد بصرہ میں گئے وہاں جم غفیر ان کے دامن سے وابستہ ہوا۔ وہاں کا حاکم ان کا معتقد ہو گیا، بصرہ میں بزم ارباب ارادت ہنوز گرم تھی کہ قافلہ حرمین نے نقارہ کوچ بجایا ——— اور شیخ نے فوراً مشیخت و تعلیم طریقہ کو یکسر طاق رکھ دیا اور لباس احرام زیب تن کیا، ناقہ پر سوار ہو کر اور ایک دو خادم ہمراہ لے کر فقر و فاقہ کے ساتھ متوجہ بیت الحرام و روضہ سید الانام ہو گئے ——— میرے ایک دوست مبارک نامی نے جو اسم با مسمیٰ ہیں مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ۱۰۴۳ھ کے حج میں عرفات کے میدان میں شیخ تاج الدین کی زیارت کی ہے ان کا یہ حال تھا کہ زیادہ عرصہ کا ہو جانے کی وجہ سے ان کا احرام نہایت میلا ہو گیا تھا۔ چہرہ غبار آلود تھا۔ بالوں میں ژولیدگی نمودار تھی۔ سفید داڑھی ——— آنکھیں بشری شفقت بلکہ نشہ بادہ معرفت سے سرشار ہو کر سرخ ہو رہی تھیں۔ میں ان کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور میرا اعتقاد ان کی جانب زیادہ ہو گیا ——— مبارک کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ نے فرمایا کہ میں نے سالہا سال شہر دل اور بیابانوں کی خاک چھانی ہے، ماہر شیا کو آزمایا ہے ——— اب تو میں اپنے مالک کے گھر کی جاروب کشی کروں گا تا آنکہ یہیں مر کر خاک ہو جاؤں۔ ع

خوشا آں سرے کہ بر آں آستانہ خاک شود

مولانا محمد ہاشم کشمی آخر میں لکھتے ہیں۔

خداء قدیر کریم اس یادگار ربانی کو تا دیر باقی رکھے ۔ شیخ کے اطوار و اقوال ارباب ذوق کے اندر بستہ سے اچھے اچھے رسائل ہیں۔ آپ نے اہل عرب کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے بعض رسائل خواجگان نقشبند کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کر دیا ہے ۔ بعض علماء ظاہر سے جب آپ نے یہ سنا کہ "پیری مریدی" بدعت ہے تو ایک رسالہ لکھا جس میں اس کا سنت ہونا ثابت کیا ہے ۔

شیخ تاج الدین سنبھلی کے حالات رسالۂ اسراریہ سے

ملا کمال السنبھلی نے جو کہ شیخ کے ہم وطن ہیں اسراریہ میں شیخ کا جو مختصر حال لکھا ہے وہ یہ ہے۔

میرے شیخ (خواجہ خورد) نے فرمایا کہ شیخ تاج الدین باوجودیکہ شیخ اللہ بخش "گڑھ مکتیسری" کی خدمت میں سلسلۂ عشقیہ کا سلوک طے کر چکے تھے ۔ اپنے پیر کے انتقال کے بعد اپنی بلندیٔ استعداد اور خواجہ حسام الدین کی ترغیب سے حضرت خواجہ کی صحبت میں آگئے اور تھوڑی مدت میں مراتب عالیہ اور الطاف غیر متناہیہ سے نوازے گئے، حضرت خواجہ سے "اتحاد" کے باعث تمام اصحاب خواجہ اُن پر غبطہ کرتے تھے، وصال حضرت خواجہ کے چند سال بعد متوجہ حرمین شریفین ہو گئے اور وہاں مدتوں رہے ۔ وہاں کثیر التعداد افراد اُن کی صحبت میں رہ کر نسبت نقشبندیہ سے مستفیض ہوئے ۔ (فی الاصل) وہ (اپنے وقت کے) شیخ حرم تھے ۔ کبار صوفیاء میں سے تھے اور صاحب تصانیف عالیہ تھے۔

میرے پیر و مرشد نے یہ بھی فرمایا کہ شیخ تاج الدین نے فرمایا ہے کہ "حقیقت کعبہ" حقیقت انسانیت سے اونچی ہے اور "حقیقت محمدیہ" حقیقت کعبہ سے بھی بلند ہے۔

شیخ تاج الدین نے بدھ کے دن مغرب سے پہلے ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۰ھ کو انتقال فرمایا اور جمعرات کے دن ۱۴ جمادی الاولیٰ کو مکہ معظمہ میں حرم شریف کے نزدیک اُس رباط میں جس کو خود بنایا تھا مدفون ہوئے ۔ مزار متبرک ہے ۔ (اسراریہ قلمی)

نزہۃ الخواطر جلد خامس (قلمی) سے | عالی جناب حکیم سید عبدالحی صاحب رائے بریلوی

تم لکھنوی نے اپنی معرکۃ الآرا تالیف نزہۃ الخواطر[1] کی پانچویں جلد میں (جس میں گیارہویں صدی ہجری کے اعیان و اکابر ہند کا تذکرہ ہے) حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی کا بہت تلاش سے مکمل تذکرہ لکھا ہے، اس سے بہت سی وہ باتیں معلوم ہوئیں جو دوسری جگہ سے معلوم نہ ہو سکی تھیں۔

ذیل میں اس تذکرہ کا ہو بہو ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

الشیخ العالم العارف تاج الدین بن زکریا بن سلطان العثمانی النقشبندی الحنفی السنبھلی الولی المشہور، آپ شہر سنبھل میں پیدا ہوئے[2] وہیں آپ کی نشو و نما ہوئی۔ وہیں علم حاصل کیا۔ بعدہ کسی شیخ طریقت کی تلاش میں بہت سے شہروں کی خاک چھانی۔ جب اجمیر پہونچے وہاں حضرت خواجہ معین الدین حسن اجمیری کی روحانیت سے نفی و اثبات کا طریقہ اس کیفیت مخصوصہ کے ساتھ جو سلسلہ چشتیہ میں رائج ہے اور جس کو پاس انفاس کہتے ہیں سیکھا ـــــ وہاں سے حکم ہوا کہ ناگور پہونچ کر ذکر میں مشغول رہو۔ ناگور میں شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کی قبر مبارک ہے ـــــ چنانچہ ناگور پہونچے اور مدت تک وہاں اقامت گزیں رہ کر ذکر میں مشغول رہے ـــــ اس کے بعد پھر طلب شیخ میں نکل کھڑے ہوئے پہاڑوں جنگلوں، وادیوں میں گھومتے رہے ـــــ بالآخر شیخ اللہ بخش شطاری گڈھ مکتیشری کی خدمت میں پہونچے شیخ موصوف بڑے تپاک سے اُن سے ملے اور یوں فرمایا میں تمہارا منتظر تھا حضرت گڈھ مکتیشری

---

[1] حکیم سید عبدالحی صاحب لکھنوی نے اعیان و اکابر ہند کی بسیط و مکمل تاریخ عربی زبان میں لکھی ہے۔ نزہۃ الخواطر اس کا نام ہے ہر صدی کے متعدد مقالات کے علماء و مشائخ کا تذکرہ اس میں موجود ہے۔ اس کی شاید دو تین جلدیں اب تک شائع ہوئی ہیں باقی کئی جلدیں جن میں ہزارہا اکابر کے حالات ہیں ابھی زیور طبع سے مزین نہیں ہوئیں۔ حکیم صاحب مرحوم کو تاریخ و جغرافیہ، سیر و تذکرہ، علم انساب و علم رجال میں جو کمال حاصل تھا اس کا اندازہ مورخین عالم اس وقت لگا سکیں گے جب یہ علمی دستور کی انسائیکلوپیڈیا تمام شائع ہو کر سامنے آئے گی۔ خدا کرے یہ علمی گنج جلد شائع ہو جائے۔ میں مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مد ظلہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد کے قلمی نسخے سے نقل کر کے یہ جواہر پارے مجھے عنایت فرمائے۔

[2] یہیں کو معلوم ہوا کہ سنبھل میں پیدا نہیں ہوئے جیسا کہ رسالہ تاج العارفین سے پتہ چلتا ہو بلکہ سارن (علاقہ بہار) نزد حول پور کے رہنے والے تھے شاید وہیں پیدا ہوئے ہوں بعد کو وطن سنبھل بنا لیا تھا۔ نسیم احمد فریدی عفی عنہ

[illegible] دائرۃ المعارف [illegible] سے شائع ہو چکی ہے۔ مترجم

Marfat.com
Marfat.com

کا یہ دستور تھا کہ اس وقت تک کسی کو طریقہ کی تعلیم نہیں دیتے تھے جب تک اُس کو مجاہدات و ریاضات شاقہ سے آزما نہ لیتے تھے ـــــ وہ ایسی خدمت لیتے تھے جس سے نفس کو شکستگی اور تزکیہ حاصل ہوجائے، چنانچہ ان کے سپرد یہ کام کیا کہ باورچی خانہ کے لیے پانی بھرا کریں ـــــ انھوں نے اپنی طاقت سے زیادہ اس کام کو انجام دیا، جب اس طرح تین مہینے گذر گئے تو شیخ موصوف نے فرمایا کہ اب تمہارا کام پورا ہوگیا۔ پھر ان کو طریقہ عشقیہ (شطاریہ) کی تلقین کی۔ یہ اس طریقہ کے اشغال میں مشغول رہے اور برابر مرشد کے قدموں میں پڑے رہے، یہاں تک کہ کمال و تکمیل کے درجہ کو پہونچ گئے ـــــ پھر شیخ نے طریقہ عشقیہ، قادریہ، چشتیہ و مداریہ کی اجازت مرحمت فرمادی...طریقہ کبرویہ میں اجازت شیخ نجم الدین کبریٰ سے اجازت حاصل ہوئی۔

آپ نے دس سال تک اپنے شیخ کی خدمت کی۔

جب حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی لاہور گئے، تو حضرت خواجہ نے آپ کو ایک مکتوب لکھا۔ اس وقت آپ سنبھل میں تھے، جب مکتوب گرامی ان کو ملا فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں پہونچنے کا قصد کیا، جب وہاں پہونچے تو حضرت خواجہ نے آپ کو اکابر نقشبندیہ کا سلوک طے کرایا، تین دن میں اس سلسلہ کا تمام سلوک آپ نے طے کرایا، پھر حضرت خواجہ نے ان کو مرید کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں جن کو سب سے پہلے حضرت خواجہ نے اجازت عنایت فرمائی ہے۔ آپ نے دس سال تک حضرت خواجہ کی صحبت اٹھائی۔

حضرت خواجہ و شیخ ایک جان دو قالب تھے ـــــ کمال کی بات یہ ہے کہ یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ ان دونوں میں کون محب ہے اور کون محبوب، ایک پیالہ میں دونوں کھاتے تھے ایک تخت پر دونوں سوتے تھے۔

جب حضرت خواجہ کی وفات ہوگئی تو بہت غمگین ہوئے اور سیاحت کی طرف مائل ہوگئے ـــــ بلاد ہند، عراق اور عرب کی سیاحت کی آخر میں مکہ معظمہ میں اقامت گزیں ہوگئے۔

ابن فضل اللہ محبی نے خلاصۃ الاثر میں آپ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ:

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

نا یہ طریقہ نقشبندیہ کے شیخ کامل تھے — پرُرعب تھے — مریدوں کی اچھی طرح تربیت کرتے تھے وصول الی اللہ کی رہنمائی میں ماہر تھے۔ اپنے مریدوں اور ملنے والوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ اُستاد احمد ابوالوفا اور ان کا لڑکا اور شیخ محمد مرزا ابن محمد المعروف السروجی الدمشقی اور امیر یحییٰ بن علی پاشا وغیرہم نے آپ کی صحبت اٹھائی — بہت سی کتابیں آپ نے تالیف کیں جن میں چند یہ ہیں۔

(۱) عارف جامی کی کتاب نفحات الانس کا عربی ترجمہ (۲) رشحات کا عربی ترجمہ

(۳) رسالہ طریقہ نقشبندیہ۔ اس میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کے کلمات مشہورہ کو جمع کر کے ان کی بہترین شرح لکھی ہے۔ (۴) الصراط المستقیم

(۵) نفحات الالٰہیہ (۶) جامع الفوائد

آپ کی سوانح عمری آپ کے تلمیذ و داماد سید محمود[1] بن اشرف الحسینیؒ نے ایک رسالہ میں لکھی ہے جس کا نام تحفۃ السالکین فی ذکر تاج العارفین ہے۔

محبی نے تحفۃ السالکین سے نقل کر کے آپ کی بہت سی کرامات بھی لکھی ہیں جن کا ذکر طول سے خالی نہیں ہے شیخ احمد نخلی مکی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے۔

یہ شیخ تاج الدینؒ ولی خدا اور عارف باللہ تھے مکہ مکرمہ میں سنہ [illegible]ھ میں آگئے تھے اور یہاں مدت تک قیام کر کے وفات پائی۔

---

[1] سید محمود بن اشرف دانشمند حسینیؒ امروہہ کے رہنے والے تھے۔ شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے مرید اور داماد تھے۔ جامع علوم و فنون اور مقتدائے وقت تھے ارشاد و ہدایت کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی بھی کرتے تھے ان کے دونوں صاحبزادے حاجی سید محمد اور سید عصمت اللہ (جو کہ تاج العارفین کے نواسے تھے) بھی صاحب تقویٰ اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ ان باپ بیٹوں کے حالات اسراریہ، تذکرۃ الکرام، تواریخ واسطیہ اور شجرات طیبات مؤلفہ فرخ سیتاپوری میں مندرج ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

شیخ احمد نخلیؒ کی اس عبارت کو حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے استاد حدیث شیخ ابو طاہر بن ابراہیم کردی مدنی سے نقل کیا ہے۔

مرشدین میں کچھ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ ان کے علاوہ ان حضرات نے بھی آپ سے اخذ فیض کیا ہے۔

شیخ عبدالباقی بن زین الزجاجی الزبیدیؒ ــــ شیخ عبداللہ ابن الشیخ عبدالرحمان الحضرمی العیدروسیؒ شیخ محمد علان ــــ شیخ ابراہیم بن حسن الحنفی الاحسائیؒ ــــ شیخ ابوبکر بن سعید بن ابی بکر الحضرمی ــــ شیخ عبیداللہ بن محمد باقی الدہلوی المعروف بخواجہ خردؒ، سید محمود بن اشرف الحسینی الامروہی۔

ان کے علاوہ بھی بہت سوں نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے، آپ کے مصنفات میں علاوہ ان کتابوں کے جن کا ذکر ہوا ایک رسالہ ہے جس میں رنگ برنگ کھانوں کا ذکر اور ان کے پکانے کی ترکیب درج ہے۔ ایک اور رسالہ ہے جس میں درختوں کے نصب کرنے کا طریقہ ہے، ایک اور رسالہ ہے جس میں طبی معلومات ہیں، ان رسالوں کا ذکر سید محمود بن اشرف الحسینی الامروہی نے تحفۃ السالکین میں کیا ہے ــــ آپ کے کلمات طیبات میں سے یہ چند جملے بھی ہیں جو آپ نے رسالہ طریقہ نقشبندیہ کے شروع میں تحریر کیے ہیں۔

"جان تو اللہ تجھے توفیق نیک دے کہ اکابر نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کے معتقدات وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے ہیں اور ان کا طریقہ دوام عبودیت ہے جس کے بغیر ادائے عبادات متصور نہیں ــــ دوام حضور مع الحق۔ اسی کو کہتے ہیں اور یہ سعادت عظیمہ بغیر تصرف جذبۂ الٰہیہ حاصل نہیں ہو سکتی اور جذبۂ الٰہیہ کے حصول کا ذریعہ صحبت شیخ کامل سے بہتر اور کوئی ہو نہیں سکتا شیخ ابو علی دقاق نے فرمایا ہے کہ وہ درخت جو خود رو ہوتا ہے اس میں اول تو پھل ہی نہیں آتے اور اگر آتے بھی ہیں تو بے مزہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ کوئی نہ کوئی سبب موجود ہو، جس طرح ظاہری

Marfat.com
Marfat.com

توالد وتناسل بغیر ماں باپ کے حاصل نہیں ہو سکتا اسی طرح معنوی توالد بھی بغیر مرشد کے مشکل ہے۔

آپ نے بدھ کے دن قبل غروب[1] ۱۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی اور جمعرات کے دن صبح کو اس قبر میں جو کوہِ قعیقعان (بروزن زعفران) پر واقع ہے مدفون ہوئے۔

استدراک: حضرت تاج العارفین سنبھلیؒ سے متعلق بعد میں اسراریہ اور مناہج الاصول قلمی کتب سے جو ایک دو باتیں معلوم ہوئیں آخر میں اُن کا بھی اضافہ کرتا ہوں۔

(۱) صاحب اقتباس الانوار محمد اکرم براسوی اپنی کتاب مناہج الاصول میں جس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ قاضی سید احمد شاہ صاحب رامپوری زید مجدہم میں موجود ہے، منہج سوم کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"در بیان سلوک طریقہ شریفہ نقشبندیہ بطور شیخ المشائخ تاج الاولیا شیخ الہند والعرب والعجم حضرت شیخ تاج جونپوری سنبھلی قدس سرہ خلیفہ اعظم و صاحب سجادۂ ... حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کہ از آنحضرت بخلیفہ اعظم وے ... قطب العارفین حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ رسیدہ - و ازوے بحضرت شیخ محمد صادق و ازوے بحضرت شیخ داؤد و ازوے بقطب الاولیا حضرت شیخ سوندھا قدس اللہ اسرارہم و ازوے بفقیر محمد اکرم براسوی کہ محرر این سطور است معنعناً رسیدہ"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سلوک نقشبندیہ حضرت شیخ تاج الدین سنبھلیؒ سے شیخ ابو سعید گنگوہیؒ کو پہونچا تھا اور وہ اس سلسلہ میں حضرت تاج العارفینؒ کے خلیفہ و مجاز تھے۔

(۲) مؤلف اسراریہ نے حضرت شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے ایک صاحبزادے شیخ نور محمد عارف کا ذکر کیا ہے جنہوں نے ۱۰۵۰ھ میں اپنے والد سے پانچ روز پہلے انتقال کیا۔

اسراریہ میں ایک دوسرے صاحبزادے محمد معاذ سنبھلی کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

"محمد معاذ سنبھلی ۱۰۶۲ھ میں ہندوستان آئے اور صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ کی خدمت میں تحائف و تبرکات مکہ معظمہ پیش کیے۔ بادشاہ خوش ہوا اور ان کو انعام و اکرام سے نوازا۔"

---

[1] سید کمال الدین سنبھلی اور حکیم صاحب کی پیش کردہ تاریخوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ میرا ذوق ناقص سید کمال کی بتلائی ہوئی تاریخ کو ترجیح دیتا ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ سید کمال اُن کے ہم وطن اور ہم عصر ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

خواجۂ ابرارؒ

خواجہ حسام الدین احمدؒ

سید کمال بخشیؒ اسراریہ میں لکھتے ہیں:-
خواجہ حسام الدین احمد قدس سرہٗ کبار اصحاب خواجہ باقی باللہ اور عظمائے اہل تصوف سے ہیں ـــــ ان کا نسب خواجہ حسن بصری تک پہنچتا ہے ـــــ خیر القرین امام زاہدان کے اجداد مادری میں سے ہیں۔ ان کے آباؤ کرام میں سے بعض سلاطین تیموریہ کے مصاحبین میں اور بعض امرا میں سے ہوئے ہیں ـــ ان کے اجداد میں بہادر شاہ نامی۔ صاحب قران (تیمور) کے یہاں بہت کچھ عزت و آبرو رکھتے تھے، چنانچہ یہ بات ان فرامین سے جو ان کے نام صادر ہوئے تھے ظاہر و ہویدا ہے۔
ان کے والد ماجد ـــــ میر نظام الدین احمدؒ غازی خاں کے لقب سے مشہور اور اکبر بادشاہ کے امراء میں سے تھے۔ میر نظام الدین احمد علم و دانش کے لحاظ سے بھی اکابر علماء وقت میں سے تھے۔
خواجہ حسام الدین احمدؒ ۹۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ "شیخ جنید"۔ ان کی تاریخ پیدائش ہے۔
خواجہ ابرار پانچ سال کے تھے کہ ان کے والد میر نظام الدینؒ احمد نے دریافت کیا بیٹا! دنیا میں سب سے بہتر چیز کیا ہے؟ ہونہار لڑکے نے برجستہ جواب دیا

Marfat.com

Marfat.com

— یادِ خدا — اور — محبتِ خدا — میر نظام الدین احمدؒ نے ۱۰۰۲ھ یا ۱۰۰۳ھ میں وفات پائی تو بادشاہ نے خواجہ ابرار کو "خدمات شائستہ" کے لائق دیکھ کر زمرۂ امراء میں داخل کر لیا — جب ان کو راہ سلوک طے کرنے کا داعیہ پیدا ہوا تو اپنے آپ کو بہ تکلف دیوانہ ظاہر کر کے الٹے الٹے کام کرنے شروع کر دیئے جو قاعدۂ و قانون سلطنت کے برخلاف تھے — اسی حالت میں ان کو ایک روز بادشاہ کے سامنے حاضر کیا گیا — نوروز کا دن تھا۔ انھوں نے دیوانوں کی طرح ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا اور یہ شعر بادشاہ کے روبرو پڑھا ؎

این ہمہ طمطراق کن فیکون
ذرۂ نیست پیش اہل جنون

بادشاہ کو جب یہ محسوس ہوا کہ یہ خواہ مخواہ دکھانے کے لئے دیوانہ بن گئے ہیں اور ان کو منصب امارت پر رہنا منظور نہیں ہے — اس نے ان کو رخصت دیدی اور منصب سے برطرف کر دیا۔ چنانچہ انھوں نے "قبا پوشی" چھوڑ کر عبا پوشی اختیار کر لی اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے — تھوڑی سی مدت میں مرتبہ کمال و تکمیل حاصل کر لیا۔"

میرے شیخ (خواجہ خردؒ) نے فرمایا کہ خواجہ حسام الدین احمدؒ نے فرمایا — جس دن اکبر بادشاہ نے مجھے نوکری سے برطرف کر کے جاگیر و منصب سے مجھ کو بے دخل کیا ہے اس دن کی سی خوشی مجھے کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ میرے شیخ نے فرمایا — کہ خواجہ حسام الدین احمد کو ترک ملازمت کے وقت شاہ ابوالمعالی قادریؒ لاہوری نے یہ شعر لکھ کر روانہ کیا تھا ؎

در عالم پیر ہر کجا برنائیست
عاشق بادا کہ عشق خوش سودائیست

Marfat.com
Marfat.com

میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا کہ خواجہ حسام الدین احمدؒ نے ایک رات حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں — تمہارا باپ مقبول ہے اور تم اس سے زیادہ مقبول ہو جاؤ گے۔"

میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا کہ باوجودیکہ خواجہ ابرارؒ حضرت خواجہ بزرگ سے اجازت یافتہ تھے۔ لیکن "مشیخت وارشاد" کی جانب متوجہ نہیں ہوئے — انھوں نے ایسی روش سے زندگی بسر کی کہ باید وشاید — عشق الٰہی کا ان پر بڑا غلبہ تھا، انھوں نے وہ وہ اعمال و وظائف انجام دیئے کہ ہر کسی سے اس کا انجام دینا مشکل ہے۔ ان کی علو استعداد اور قوت باطن — سبحان اللہ — بعد وصال خواجہ بزرگؒ یہ ان کے جانشین کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کو حضرت خواجہ بزرگؒ کے ساتھ ایک خاص نسبت تھی — یہ ہمیشہ پیر و مرشد کی گفتگو سننے کے مشتاق رہتے تھے۔"

میرے شیخ نے فرمایا کہ — ایک مرتبہ خواجہ بزرگؒ نے خواجہ حسام الدین احمدؒ اور شیخ تاج الدین سنبھلیؒ کے درمیان فرق بیان فرمایا تھا کہ خواجہ "علم و معرفت" میں زیادہ ہیں اور شیخ "حال و سکر" میں۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ — خواجہ ابرار نے مجھ کو خواب میں بیعت کیا جب میں نے ان سے تعلیم طریقہ کی درخواست کی تو فرمایا کہ اس کو تم خود جانتے ہی ہو۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ — میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ ابرار کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہے۔"

میرے شیخ نے فرمایا — کہ خواجہ ابرارؒ سے میں نے دریافت کیا کہ محبت افضل ہے یا معرفت؟ فرمایا محبت افضل ہے۔

Marfat.com

میرے شیخ نے فرمایا کہ خواجہ بزرگؒ نے وصال کے وقت اپنے دست مبارک کو خواجہ ابرارؒ کے چہرے پر رکھا تھا اور ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ ـــــ الحمد للہ و لمنۃ ـــــ یہ حقیر جو کچھ ایمان و علم اور طریقہ درویشی رکھتا ہے وہ خواجہ ابرار کی عنایات کے طفیل میں ہے۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک روز خواجہ ابرارؒ سے دریافت کیا گیا کہ فلاں جوان نے فلاں لڑکی کو پیغام نکاح دیا ہے آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ وہ جوان فن سباحت (پیراکی) جانتا ہے، اس بظاہر ان مل بے جوڑ) بات کو سن کر سب کو تعجب ہوا ـــــ پھر یہی سوال کیا گیا۔ دوبارہ بھی یہی جواب دیا کہ وہ فن سباحت جانتا ہے؟ آخرکار نا فہمی میں اس جوان کے ساتھ نکاح کر دیا گیا۔ چند دن نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ جوان غسل کرنے کے لئے دریا میں اترا اور پانی میں ڈوب کر مر گیا۔"

جب خواجۂ ابرارؒ کی عمر کا آخری سال آیا تو ایک دن اپنے لڑکے خواجہ سراج الدین محمد سے فرمایا کہ جس وقت میرے باپ دنیا سے رخصت ہوئے تھے میں پندرہ سال کا تھا اور آج تم بھی پندرہ سال کی عمر رکھتے ہو ـــــ اسی زمانہ میں آگرہ میں بیمار ہوئے بستر علالت پر لیٹے لیٹے مولانا جامیؒ کی یہ غزل پڑھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ پڑھی گئی۔

اے دلِ من صیدِ دامِ زلفِ تو	دامِ دلہا گشتہ نامِ زلفِ تو
زلفِ تو بالائے سر دارد مقام	پس بلند آمد مقامِ زلفِ تو
لائق رخسارِ گلرنگِ تو نیست	جز نقابِ مشکِ خامِ زلفِ تو
داد تشریفِ غلامی بندہ را	زلفِ تو اے من غلامِ زلفِ تو
م کند از دام مرغاں۔ دیں عجب	جان بے آرام مدام زلفِ تو

Marfat.com
Marfat.com

بند شد در زلفِ تو دلہا تمام　　　دام و بند آمد تمام زلفِ تو

صبحِ اقبال است طالع ہر نفس

بندہ جامی راز شامِ زلفِ تو

کہتے ہیں کہ ان کے آخری وقت میں قاضی افضل نے جو ایک عالم فاضل شخص تھے یہ شعر پڑھا۔

دل آرامے کہ داری دل درو بند

دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

اس شعر کے پڑھنے سے چونکہ ایک بے موقع تلقین مترشح ہوتی تھی اس لئے خواجہ ابرارؒ (قدرسے) چیں بہ جبیں ہوئے۔ اس وقت دوست محمد نام کے ایک صاحب نے فرمایا کہ خواجہ ابرارؒ نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے دنیا سے اپنی آنکھوں کو بند رکھا ہے بلکہ یہ کہو تو مبالغہ نہ ہوگا کہ دنیا کی طرف سے اپنی آنکھیں سی لی تھیں ــــ اس بات کو سن کر خواجہ ابرارؒ خوش ہوئے اشارے سے تائید کی اور چہرے پر آثار مسرت ظاہر ہو گئے ــــ اس کے دوسرے دن آگرہ ہی میں یکم ماہ صفر ۱۰۴۳ھ[۱] کو اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھار گئے۔ کچھ مدت بعد ان کے تابوت کو دہلی میں لاکر قبر خواجہ بزرگؒ کے جوار میں دفن کیا گیا۔

---

[۱] مزارات اولیاء دہلی میں سال وفات ۱۰۱۴ھ لکھا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا تو تلاش کرتا کرتا خواجہ حسام الدین احمدؒ کی قبر کی زیارت سے بھی مشرف ہوا۔ قبر کے سرہانے پتھر پر بھی ۱۰۱۴ھ سال وفات کندہ ہے۔ غالباً یہ کتبہ مذکورہ بالا کتاب سے ماخوذ ہوگا۔ تعجب ہے کہ ایسے ایسے مشاہیر کے سوانح سے ایسی غفلت برتی گئی ہے۔ کم از کم "زبدۃ المقامات" کو ہی دیکھ لیا ہوتا کہ مولانا کشمیؒ خواجہ حسام الدین احمدؒ کے تذکرے کے آخر میں لکھ رہے ہیں کہ ۱۰۴۰ھ میں ان کی عمر کچھ اوپر ساٹھ سال ہے۔ پھر ۱۰۱۴ھ میں کیسے وفات ہوئی۔

Marfat.com

شیخ جنید ان کی تاریخ ولادت تھی۔ میں نے تاریخ وفات ان الفاظ سے نکالی۔ شیخ جنید ما کجا اور یہ قطعہ بھی میں نے کہا ہے ؎

سالِ ولادتِ بزرگ خواجہ حسام دین حق
شیخ جنید گفتہ اند بر حسبِ کمالِ او
روزِ وصالِ او بدہ شنبۂ غرۂ صفر
شیخ جنید ما کجا گفت کمالِ سالِ او

آخر میں سید کمال سنبھلی لکھتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے پیرو مرشد خواجہ خورد کے دربارِ فیض آثار میں بیٹھا تھا کہ خواجہ حسام الدین احمد تشریف لائے۔ پیرو مرشد سے میرے متعلق دریافت فرمایا کہ یہ جوان کون ہے؟ پیرو مرشد نے جواب دیا کہ یہ فقیر کے نیازمندوں میں سے ہے اور بھی کچھ فرمایا۔ میں ادب سے سر جھکائے بیٹھا رہا۔ خواجہ ابرار میرے اوپر گہری نظر ڈال رہے تھے، اور یہ شعر شوق تمام کے ساتھ پڑھ رہے تھے ؎

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

اس شعر کے سننے سے میرے دل پر عجیب اثر ہوا۔

میرے شیخ نے ایام شباب میں تفسیر بیضاوی کے بعض مواقع کی شرح لکھی تھی۔ اس میں عجیب عجیب حقائق و دقائق تھے۔ اس شرح کو میرے شیخ خواجۂ ابرار کے پاس لے گئے۔ جب انھوں نے اس کو پڑھا بہت خوش ہوئے، شاباش دی اور شکر خدا بجا لائے اور یوں فرمایا کہ خواجم! یہ ملکہ جو تمھیں حاصل ہوگیا ہے ایک خاص عطیۂ الٰہی ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ کچھ عرصے یہ باتیں اپنے پاس رکھو کسی کو نہ دکھلاؤ تاکہ تم حاسدوں کی نظر بد سے محفوظ رہو ——

Marfat.com
Marfat.com

نظر بد کا ثبوت سورۂ یوسف کی ایک آیت سے مل رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔
یٰبَنِیَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ط

ایک دن خواجہ ابرار کے سامنے تصوف کے متعلق بات چیت ہو رہی تھی انھوں نے میرے شیخ کی نسبت ارشاد فرمایا کہ اس علم کے حقائق و دقائق پورے طریقے سے خواجہ خردؒ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ یہ علم تصوف جو نادر ہو چکا ہے، آج بتمامہٖ خواجہ خرد کے حصے میں آگیا ہے۔

زبدۃ المقامات سے

مولانا کشمیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

خواجہ حسام الدین احمدؒ۔ حضرت خواجہ کے اونچے درجے کے خلفا میں سے ہیں ان کے والد ماجد قاضی نظام الدین بدخشانی تھے جو کہ مولانا سعید ترکستانی اور مولانا احمد جنید کے شاگرد تھے، خود ان کے بھی بہت سے شاگرد تھے، قاضی نظام الدین بدخشانی نیرنگی تقدیر سے سلطان ہند داکبر، کے امرا میں شامل ہو گئے تھے۔ ۹۹۲ھ میں قاضی نظام الدین بدخشانی کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد ان کے فرزند خواجہ حسام الدین احمدؒ کچھ عرصے "امارت وجاہ" کی قید میں گرفتار رہے لیکن امارت دجاہ میں پھنسے ہوئے ہونے کے باوجود ان کا دل فقرا کی محبت سے لبریز تھا ــــ اور دولت فقر کا طالب ــــ انھیں دنوں میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے اور ان کی ملاقات کی برکت سے شوق درویشی ان پر غالب آگیا۔ حضرت خواجہ اس کے بعد ماوراءالنہر چلے گئے تھے رفتہ رفتہ ان پر درویشی کا خوب غلبہ ہوتا گیا۔ انھوں نے ریاست و امارت کو بالائے طاق رکھا اور ابراہیم ابن ادھم کی طرح جاہ و مال پر لات مار کر موٹا لباس زیب تن کر لیا، سلطان وقت کی ان پر بڑی شفقت تھی۔ علاوہ ازیں رکن السلطنت ابو الفضل کا ان سے

Marfat.com
Marfat.com

سسرالی رشتہ تھا۔ بادشاہ نے، ابوالفضل نے اور ان کے تمام خاندان نے پوری قوت اس کوشش میں صرف کر دی کہ یہ کسی طرح فقر سے امارت اور غنا کی طرف لوٹ آئیں لیکن کسی کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اس سلسلہ میں خواجہ ابرار کو بڑی بڑی اذیتیں برداشت کرنی پڑیں لیکن ان کے پائے استقامت میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی ع

سعیٔ بیہودۂ اغیار بجائے نرسید

آخر کار گوشۂ فقر و تجرید اختیار کر کے حضرت خواجہ کی واپسی ماوراء النہر کا انتظار کرنے لگے۔ جب حضرت واپس آگئے تو یہ ان کی خدمت بابرکت میں مستقل طور پر پہنچے اور تعلیم اذکار و مراقبات" کو باقاعدہ حاصل کیا ــــ کہتے ہیں کہ اس تعلیم کے زمانے میں بھی ابوالفضل مزاحم کار رہا۔ خواجہ ابرار نے تنگ آکر پیر و مرشد کے سامنے اس کی شکایت کی، ارشاد فرمایا کہ مطمئن رہو اس کا (ابوالفضل کا) کام چند روز میں تمام ہوا جاتا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، انھیں دنوں میں ابوالفضل قتل ہو گیا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت خواجہ نے شیوۂ جلال کے ساتھ ان کی تربیت فرمائی ہے بظاہر عتاب کا مظاہرہ کیا ہے لیکن باطن میں نوازش کا معاملہ رکھا ہے۔

چہ خوش نازیست نازِ خوبرویاں
زدیدہ راندہ را دزدیدہ جویاں

لہ یاد پڑتا ہے کہ رود کوثر مولفہ شیخ اکرام میں ابوالفضل کو خواجہ حسام الدین احمد کا بھنوئی بتلایا ہے، یا ممکن ہے برعکس ہو۔ واللہ اعلم بالصواب، بہر حال یہ دونوں سالے بہنوئی تھے۔

Marfat.com
Marfat.com

بچشمے نازبے اندازہ کردن
بدیگر چشم عذرسے تازہ کردن

سالہا سال "خدمات شائستہ" بارگاہ خواجہ میں انجام دیتے رہے اور انکی چشم کرم کے صدقے میں اپنے حالات کو درست کیا۔ حضرت خواجہ نے انکو اجازت بیعت بھی مرحمت فرمادی تھی لیکن "فرط آزادگی" سے اس کام کو انجام نہیں دیا۔ البتہ تعمیل حکم مرشد کے پیش نظر صرف ایک شخص کو "تعلیم ذکر" دے کر پیرو مرشد سے عرض کیا کہ اب سرکار مجھے اس کام سے معذور رکھیں —— حضرت خواجہ نے جب یہ دیکھ لیا کہ واقعی ان کا ذوق اس جانب مائل نہیں ہے تو ان کے عذر کو قبول فرمالیا اور آہ بھر کر فرمایا انھوں نے اچھا کیا کہ اپنے آپ کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر لیا۔

حضرت خواجہؒ کے مرض وفات میں خواجہ حسام الدین احمدؒ ہی خصوصی تیماردار رہے، اور اس زمانے میں "افاضات کثیرہ" سے بہرہ مند ہوئے حضرت خواجہؒ کی تکفین، تجہیز اور تدفین بھی ان ہی کے مشورے سے عمل میں آئی پیر بزرگوار کے بعد ان کی خانقاہ میں اپنے پیر بھائیوں اور پیرزادوں (خواجہ کلاںؒ اور خواجہ خوردؒ) کی برابر خدمت کرتے رہے۔ ان کی سعی صاحبزادگان کے حق میں مشکور ہوئی کہ مخدوم زادے ان کی توجہ کی برکت سے کسی قابل ہو گئے —— حضرت مجدد الفؒ ثانی نے اس مکتوب میں جو اپنے پیر زادوں کے نام لکھا ہے ان دعائیہ الفاظ کے ساتھ خواجہ حسام الدین احمد کا شکریہ ادا کیا ہے۔

معارف آگاہ خواجہ حسام الدین احمدؒ را	اللہ تعالیٰ خواجہ حسام الدین احمدؒ کو جزائے
حق سبحانہ از ما جزائے خیر دہاد کہ مؤنت ما	خیر دے کہ انھوں نے ہمارے کام کو اپنا کام

Marfat.com

مقصران را بر خود التزام نمودہ کر ہمت	لازم کر لیا اور کر ہمت کو آستانۂ خواجہ پر خدمت
را در خدمت عتبۂ علیا بستہ اند و با دور	کیلئے باندھ کر ہم دور افتادوں کو مطلق
افتادگاں را فارغ ساختہ۔	اور فارغ البال کر دیا ہے۔

مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں ـــــ جناب خواجہ حسام الدین احمد کا دستور العمل یہ ہے کہ نماز فجر مسجد فیروز آباد میں ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر مراقبہ کرتے ہیں، بعدہٗ صلوٰۃ اشراق پڑھ کر پیر و مرشد کے مزار پُر انوار کی جانب روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ جگہ شہر فیروز آباد سے باہر تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے تمام دن وہاں پر تلاوت، عبادت اور مراقبے میں گزار دیتے ہیں، ہر روز چند سیپارے قرآن کے تلاوت کرتے ہیں اور چند احادیث مشکوٰۃ المصابیح کی مع ترجمہ مطالعہ کرتے ہیں۔ نماز عصر وہیں ادا کر کے اپنے بال بچوں کی خبر گیری اور دیکھ بھال کے لئے اپنے مکان پر آجاتے ہیں ـــــ لیکن اگر کوئی مہمان مکان پر آجاتا ہے اور ان کو خبر کر دی جاتی ہے تو اس دن کے معمولات مختصر کر کے معمول وقت سے پہلے ہی مکان تشریف لے آتے ہیں اور اپنے مہمان کی دلجوئی اور اکرام میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

شفقت علیٰ خلق اللہ اس درجہ ہے کہ باوجود اس نفرت کے جو ان کو حکام اور رؤسا سے ہے ہمیشہ ان کے سفارش نامے غریبوں کی حاجت روائی کے لئے امراء کے پاس پہونچتے رہتے ہیں۔ بعض مخلصوں نے ان سے کہا بھی کہ دیکھئے ہمارے علم میں ہے کہ بعض تونگروں نے آپ کی تحریر سفارش کو بنظر حقارت دیکھا ہے۔ آپ کے لئے مناسب یہی ہے کہ آپ سفارش نہ لکھا کریں ـــــ اس کہنے پر بھی جب کوئی سائل آتا ہے اور سفارش چاہتا ہے تو ان کی شفقتِ خلق کا تقاضہ یہ ہو جاتا ہے کہ تمام مصلحتوں سے قطع نظر کر کے

فوراً سفارش اس کو لکھ دیں۔ اس معاملہ میں وہ اپنے پیرو مرشد کے قدم بقدم ہیں کہ وہ بھی سفارش لکھ کر بادشاہوں سے غریبوں کے کام کرایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ خواجہ ابرار کے فرزندوں نے اپنے ابّا جان سے عرض کیا کہ "حفظ آبرو" بھی ضروری چیز ہے (آپ سفارش نہ لکھا کریں) اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنی "آبرو" (کی مدد) سے کوئی پن چکی چلانی تھوڑی ہے ایسی آبرو کس کام کہ جس سے "کشتِ دلہائے مسلمانان" شاداب و سیراب نہ ہو۔

حضرت خواجۂ بزرگ کے بعد ان میں اور حضرت مجدد صاحب میں چند روز یک گونہ ملال ایک بات پر ہو گیا تھا۔ خدا کے فضل سے آخر اس ملال کا غبار دل سے ہٹ گیا اور آپس میں اخلاص و صفائی کا عملدرآمد ہو گیا۔ یہاں تک کہ اپنے بڑے لڑکے کو انھوں نے حضرت مجدد کے آستانے پر تربیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا حضرت مجدد نے اپنی نظرِ عنایت ان صاحبزادے کے حال پر مبذول فرمائی۔ خواجہ ابرار نے شیخ تاج الدین سنبھلی کو ان کے ایک خط کے جواب میں جو مکتوب لکھا ہے، اس سے بھی یہ حقیقت ظاہر ہو رہی ہے اس مکتوب کے آخر میں ہے۔

"بحمد اللہ کہ فقیر زادوں کو دوسری سعادتوں کے ساتھ ساتھ طلب صادق بھی بہم پہونچ گئی ہے مجھے یہ تجربہ ہوا ہے کہ سفر کرنا اور ماں باپ سے دور رہنا لڑکے کی تربیت کے حق میں مفید ثابت ہوتا ہے شیخ الہ داد کی اجازت سے میرا لڑکا سرہند پہونچ گیا ہے۔ اس کے خطوں سے اس کی سعادت اور حضرت شیخ احمد سرہندی کی اس پر نظرِ عنایت کا پتہ چلتا ہے۔ مناسب وقت میں دعا اور توجہ سے سرفراز فرمائیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

دو دیگراں کہ، مخدومی شیخ احمد (سرہندی) مدظلہٗ سے اپنے پیر دستگیر کے مریدوں اور خاندان سے جو اخلاص کا معاملہ دیکھا جا رہا ہے وہ موجب ہزار شکر ہے۔ "الطاف الٰہی" اور "ترقیات عظیم" ان کے اندر جلوہ نما ہیں اور خوبی یہ ہے کہ یہ الطاف "خلعت شریعت" میں ظہور پذیر ہیں۔ ظاہر شریعت کی وہ اس قدر رعایت کرتے ہیں کہ ان کے دشمن اور منکرین بھی اس معاملے میں ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتے ان کے معتقدوں کا کیا پوچھنا وہ بہت ہیں اور خوب ہیں اور خوب تر ہوتے جا رہے ہیں۔"

مولانا محمد ہاشم کشمی کہتے ہیں کہ میں برہان پور سے جب سرہند حضرت مجدد صاحب کی خدمت میں جا رہا تھا تو دہلی میں خواجہ حسام الدین احمد سے بھی ملا تھا۔ اس وقت بہت سے نصیحت آمیز کلمات ارشاد فرمانے کے بعد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ آستانہ مجددیہ پہنچنے کا قصد کر رہے ہو، حق یہ ہے کہ ہماری نظر میں آج روئے زمین پر کوئی ایسا مربی نہیں جو طالبان حق کی تربیت ان جیسی کر سکے۔ اس لئے کہ وہ علم دین میں بھی رتبہ بلند رکھتے ہیں اور اتباع سنت میں بھی بہت اونچے ہیں۔ نیز راہِ باطن کی تمام نشیب و فراز سے واقف ہیں...... اگرچہ حضرت خواجہ کے دوسرے خلفاء بھی "نسبت خاص" سے مالامال ہیں اور خدا کے فضل سے طالبین کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں۔ لیکن جو اوصاف مذکور ہوئے ان میں خواجہ احمد منفرد و ممتاز ہیں۔

جب قلعۂ گوالیار کی محبوسی کے بعد حضرت مجدد صاحبؒ لشکر سلطانِ وقت (جہانگیر) کی قید رفاقت میں آگئے اور اس قید رفاقت سے بھی رہا

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ہونے کی خبر گرم تھی اس سلسلے میں خواجہ حسام الدین احمدؒ کو حضرت مجددؒ صاحب نے چند کلمات بطور خوش خبری لکھے تھے۔ اس کے جواب میں خواجہ ابرارؒ نے جو اخلاص نامہ لکھا ہے اس کا اقتباس ذیل میں درج ہے۔

"عنایت نامہ جوارسال فرمایا تھا اس کے مطالعہ سے خوشش اور مشرف ہوا اور جو خوش خبری آزاد اور رہا ہونے کی تحریر فرمائی ہے کیا عرض کروں کہ اس کو پڑھ کر کس قدر مسرت عبر دل کو حاصل ہوئی۔ کیا اچھا ہو کہ جناب عالی یہ نصب العین بنائیں کہ لشکر سے آنے کے بعد دہلی کو اپنے مستقل قیام سے نوازیں گے اور اس شہر کو اپنے وجود اقدس سے منور و معمور فرمائیں گے اگر ایسا ہوا تو زہے قسمت آپ "نہاں کے کاہلوں" اور "بازماندو" کو کام پر لگادیں گے اور ایک مرتبہ پھر "گرمئ ذوق" اور "چاشنی طلب" کا دور دورہ ہو جائے گا اور اس ذریعہ سے "خوشبوہائے تازہ" اور "شگفتگیہائے بے اندازہ" کا ظہور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلد آپ کے دیدار فیض آثار سے مجبوں کو شاداں فرمائے اور جس طرح کان رہائی کی خبر سن کر محظوظ ہوئے ہیں آنکھیں بھی آپ کے دیدار سے فیضیاب ہوں اور اپنا حصہ پالیں۔ زیادہ کیا لکھوں آپ کا سایہ دراز رہے۔

مولانا کشمی لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد صاحب کے وصال کے بعد خواجہ حسام الدین احمدؒ نے میرے پاس جو تعزیتی مکتوب بھیجا ہے اس سے بھی فرط اخلاص واضح ہوتا ہے۔ اس مکتوب کے چند جملے یہ ہیں۔

ولایت دستگاہ حضرت مخدومی علیہ الرحمۃ کے انتقال سے صرف

مخلصین و خدام کو ہی صدمہ نہیں پہونچا بلکہ جو شخص اسلام سے
کچھ بھی حصہ رکھتا ہے وہ اس حادثۂ جگر سوز سے ملول واندوہگیں
ہوئے بغیر نہیں رہے گا۔ آں عزیز کو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرنا
چاہئے کہ حضرت مخدومی کے برکات و کمالات سے فیض حاصل کرنے
کا موقع مل گیا۔"

مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ خواجہ حسام الدین احمد میرے حال پر بڑا کرم فرماتے ہیں بہت سے نامہ ہائے مبارک احقر کے نام بھیجتے رہے ہیں جس زمانے میں احقر حضرت مجدد صاحبؒ کے آستانے پر مقیم تھا تھوڑے تھوڑے عرصے بعد ایک نہ ایک نصیحت نامہ ان کا میرے پاس آتا رہتا تھا اور اس میں استقامت خدمت اور آداب صحبت کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی۔ بعض دفعہ وہ خواب میں بھی آئے ہیں اور نصیحت فرما گئے ہیں۔

میرے اشعار ان کو بہت مرغوب ہیں اکثر خطوط میں وہ اشعار طلب فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کی خدمت میں پہونچا تو فرمایا کہ کوئی تازہ نتیجۂ فکر ہو تو سناؤ، میں نے ایک رباعی سنائی۔ بہت پسند فرمائی۔ ایک مرتبہ جب احقر کو معلوم ہوا کہ ان کو سفر حجاز کا شوق ہو رہا ہے تو حسب حال یہ رباعی کہہ کر ان کی خدمت میں ارسال کی۔

تا شیشۂ دل قبلہ نمائی نکند — تن جانب کعبہ رہ گرائی نکند
ایں کاہ تن از خویش نیاری برتافت — تا خاک حجاز کہربائی نکند

یہ رباعی بھی ان کو پسند آئی۔

مولانا کشمیؒ لکھتے ہیں کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حاضرین میں سے ایک شخص نے امراء و اغنیائے زمانہ کی شکایت شروع کردی

کہ یہ لوگ فقراء سے کوئی سروکار نہیں رکھتے اور اس گروہ کی ایسی عزت نہیں کرتے جیسا کہ زمانہ سابق میں امراء ان کی عزت کیا کرتے تھے۔

خواجہ حسام الدین احمدؒ نے فرمایا کہ اے برادر اس بات کو حکمت الٰہی پر محمول کرو، اس زمانے کے فقراء کے حق میں یہ بہت ہی اچھی بات ہے کہ امراء ان کی طرف متوجہ نہیں ہیں ــــ پہلے زمانے کے فقراء بھی اور طرح کے ہوتے تھے، ان کو دنیا اور اہل دنیا سے اس قدر اجتناب ہوتا تھا کہ اغنیاء جس قدر ان سے تعلقات بڑھانا چاہتے تھے اور اعتقاد رکھتے تھے وہ اتنا ہی انکی صحبت سے بچتے تھے۔ لیکن ہمارے زمانے کے فقراء میں اکثر ایسے ہیں کہ اگر امراء ان کی طرف مائل ہوں اور راہ مخالطت کھول دیں تو ان درویشوں کی وضع میں اور معمولات میں فتور واقع ہو جائے گا پس یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ امروز زمانے کے امراء کی عقیدت کی کمی اور تندخوئی کو فقراء کا محافظ بنا دیا ہے ورنہ بہت سے فقراء زمانہ امراء کی مخالطت سے اپنے مسلک پر بھی قائم نہ رہتے۔ آخر میں لکھتے ہیں:۔

اس وقت سنہ ۱۰۳۰ھ ہے خواجہ حسام الدین احمد کی عمر شریف کچھ اوپر ساٹھ سال کی ہے۔ خدا کرے کہ تادیر ان کا سایہ دوستانِ خواجہ باقی باللہ کے سروں پر باقی ربہ۔

حضرت مجددؒ صاحبؒ کے مکتوبات خواجہ ابرارؒ کے نام

حضرت مجدد صاحبؒ نے ان کے نام جو مکتوبات ارسال فرمائے ہیں وہ بہت اہم اور علمی ہیں ــــ ان مکتوبات کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

مکتوبات جلد اول میں ــــ ۹

مکتوبات جلد ثانی میں ——— ۳

مکتوبات جلد ثالث میں ——— ۲

صاحب زادگان خواجہ باقی باللہ کے نام جو مکاتیب ہیں ان میں سے بھی بعض کے اندر خواجۂ ابرار کا ذکر خیر ہے۔ حضرت مجدد صاحبؒ نے ایک مکتوب بنام صاحب زادگان میں ان کو مرزا جیو (مرزا جی) لکھا ہے۔ فہرست مکتوبات میں ان کو زیادہ تر مرزا حسام الدین احمد لکھا گیا ہے۔ ان کے صاحب زادے خواجہ جمال الدین حسینؒ کے نام بھی دو ایک مکتوب پائے جاتے ہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شیخ الہ دادؒ کے حالات کے ضمن میں ان مکتوبات میں سے بعض کی قدرے تشریح کروں گا۔



Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

شیخ الہ داد دہلویؒ

سید کمال سنبھلیؒ اس ادیہ میں لکھتے ہیں:۔

شیخ الہٗداد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے اکابر اصحاب میں سے تھے۔ تہذیب اخلاق، تصفیہ باطن اور دوام حضور کی وجہ سے درجہ کمال کو پہونچے ہوئے تھے۔

میرے شیخ (حضرت خواجہ خردؒ) نے فرمایا ہے ——— کہ شیخ الہدادؒ کی تعریف اُن کی کرامات وخوارق کے لحاظ سے نہیں کرنی چاہیے درحقیقت کرامات وخوارق کوان کی ذات سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

میرے شیخ نے فرمایا کہ خواجہ ابرارؒ (خواجہ حسام الدین دہلویؒ) فرماتے تھے کہ شروع شروع جب میں نے شیخ الہدادؒ کو غایت صلاح وسلامت اور انتہائی تہذیب صفات و استقامت کے ساتھ مزین دیکھا تو میں نے اپنے دل میں کہا تھا کہ انتہاءِ کمال اولیا یہی ہے لیکن اسکے بعد خواجہؒ کی برکت صحبت کی وجہ سے اُن کا مرتبہ اس سے کہیں اُونچا دیکھا۔

میرے شیخ نے فرمایا ——— کہ حضرت خواجہ باقی باللہ شیخ الہٗداد کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ وہ غایت لطافت کی وجہ سے فرشتہ صفت ہیں ——— نیز خواجہ ابرار نے شاہجہاں بادشاہ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ بظاہر اس عالم میں ہیں لیکن اُن کے حالات عالم دیگر سے مناسبت رکھتے ہیں۔

میرے شیخ نے فرمایا ——— کہ میں ایک روز شیخ الہدادؒ کے پاس بیٹھا تھا ——— اُن

Marfat.com

کے دل سے اللہ اللہ کا ذکر اپنے کانوں سے بخوبی سن رہا تھا۔

میرے شیخ نے فرمایا ــــ کہ حضرت خواجہؒ نے ــــ آخر میں اجماعت مریدین کے حالات دریافت کرنے کے لیے شیخ الہدادؒ کو مقرر کردیا تھا وہ تحقیق کرکے سب کے حالات حضرت خواجہ کی خدمت میں پہونچاتے تھے، ان کو صاحب حلقہ بنادیا تھا۔

میرے پیر و مرشد نے فرمایا ــــ کہ حضرت خواجہؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ الہدادؒ نے جلال محشی رسالۂ قدسیہ سے علم تصوف حاصل کیا تھا لیکن عملی طور پر اس علم کی ان کو تحقیق نہ تھی (تحقیق بعد کو ہوئی)

پیر و مرشد نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ــــ ۱۰۵۱ھ شیخ الہداد کا سن وفات ہے ــــ وفات سے دو ماہ پیشتر انھوں نے مجھے طلب فرمایا ــــ بڑے لطف و کرم سے پیش آئے اور یوں فرمایا کہ جو کچھ خواجہ بزرگ سے ہمیں ملا ہے ہم تم کو دیتے ہیں اور جو کچھ شیخ عبدالقادر جیلانی اور مشائخ چشتیہ کی نسبت ہم کو حاصل ہے وہ ہم تمھاری طرف منتقل کرتے ہیں۔ فقیر (خواجہ خردؒ) نے تواضع کے ساتھ ان کی اس بخشش کو قبول کیا ــــ اسی موقع پر پیر و مرشد نے یہ بھی فرمایا کہ یہ فقیر شیخی و مولائی حضرت شیخ احمد سرہندی اور شیخ الہدادؒ کی عنایات کو ایک سمجھتا ہے اور ان حضرات کی عنایات کے ساتھ میں نے اپنے لیے اور اپنے احباب کے لیے بہت سی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔

فرمایا کہ ــــ خواجہ حسام الدین بھی میرے حال پر کرم فرمایا کرتے تھے ــــ الحمد للہ ثم الحمد للہ ــــ مجھے ایسے بزرگوں کی صحبت حاصل ہوئی ــــ اجازت نامہ جو شیخ الہدادؒ نے مجھے عطا فرمایا ہے اس کو میں اپنے لیے ذریعہ نجات تصور کرتا ہوں ــــ وہ اجازت نامہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ والصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ آمین ــــ امابعد تمام اخوان طریقت کو معلوم ہو کہ فقیر الہداد کو حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے جو کچھ

Marfat.com
Marfat.com

پہونچا ہے اس کو میں صاحبزادہ خواجہ محمد عبید اللہ (خواجہ خسرد) کو دیتا ہوں اور اُن کو اپنا خلیفہ بناتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ میرے بعد جو کوئی بیعت کی غرض سے یا تعلیم طریقت حاصل کرنے کے لیے اُن کے پاس آسئے اُسکی درخواست قبول کرلیں اور شجرہ اس کو دے دیں ..... میں فرزند عزیز کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد میرے لڑکوں سے اور ان لوگوں سے جو مجھ سے قرابت کا تعلق رکھتے ہیں ___ حتی الامکان محبت و رعایت کے ساتھ پیش آئیں ___ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ فرزند عزیز کو احکام شریعت، آداب طریقت اور اللہ اور حقیقت پر مستقیم رکھے بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر شد بتاریخ ۱۱ر شعبان المعظم ۱۰۱۵ھ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ میاں الہٰ داد توجہ اور حضور میں مثل آب رواں ہیں رکنا جانتے ہی نہیں ___ اور اس صفت میں وہ منفرد و ممتاز ہیں۔

خواجہ حسام الدین احمد کو ایک مرتبہ حج بیت اللہ کا شوق پیدا ہوا اور اپنے ارادہ کو شیخ الہ داد پر ظاہر کیا ___ شیخ کو خواب میں یہ آیت نظر آئی وَجَعَلْنَا مِن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور اس خواب کا ذکر خواجہ حسام الدین احمد سے کر دیا ___ خواجہ ایا اس کے بعد آگرہ پہونچے، دو سال تک وہاں رہے اور ہر چند کوشش کی کہ سفر حج میں کامیاب ہو جائیں کوئی صورت بن نہ پڑی۔

میں (سید کمال سنبھلی) اپنے شیخ کے ہمراہ بار بار شیخ الہداد کی خدمت میں گیا ہوں اور اُن کے دیدار سے مشرف ہوا ہوں ___ وہ میرے حال پر بڑا کرم فرماتے تھے۔ ۲۳ر شعبان ۱۰۱۵ھ کو شیخ الہٰداد کی وفات ہوئی۔ اُن کی قبر خواجہ بزرگ کے مزار کے چبوترہ پر ہے، ان کا مادۂ تاریخ رحلت میرے شیخ خواجہ خرد نے شیخ فانی نکالا، میں نے سنبھل میں یہی مادہ

۱۰۱۵ھ

Marfat.com

نکلا گویا توارد ہو گیا میں نے یہ قطعہ تاریخ وفات لکھا۔

جنید وقت طیفور زمانی	فرید عصر قطب الدین ثانی
جناب شیخ اللہ داد کو بود	بہ لقائے ہدایت میز بانی
مہ شعبان روز بست وسوم	شد از دنیا بملک جاودانی
دریغا ہیچ کس از رفتن او	بجز رضواں نکردہ شادمانی
چو پرسیدم زدل تاریخ فوتش	دلم از غیب گفتا شیخ ثانی

۱۰۵۱ھ

شیخ الہداد کی زوجہ کو کچھ دماغی فتور ہو گیا تھا، وہ شیخ کو تنگ کرتی تھیں اور یہ تحمل کرتے تھے ——— وہ بی بی ۱۰۶۳ھ میں دنیا سے رخصت ہو گئیں ——— میں اس زمانہ میں اپنے پیر و مرشد کے پاس دہلی میں مقیم تھا۔ میں نے ان کی زوجہ کی وفات پر یہ مصرع تاریخ کہا۔

فانیہ رفتہ زیں جہاں بجناں
۱۰۶۳ھ

سب نے پسند کیا ——— (ماخوذ از اسراریہ قلمی)۔

خواجہ محمد ہاشم کشمی نے زبدۃ المقامات میں شیخ الہداد کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

شیخ الہداد حضرت خواجہ کے مخصوص اجازت یافتہ حضرات میں سے ہیں ——— جس وقت حضرت خواجہ لاہور میں تھے اور ابھی ماوراء النہر نہیں گئے تھے اس وقت شیخ الہداد ان کی خدمت میں پہونچ گئے تھے، ان کی نظر عنایت سے مستفیض ہوئے تھے اور تعلیم طریقہ اور مراقبہ حاصل کیا تھا ——— لیکن سفر ماوراء النہر میں کسی مانع کی بنا پر حضرت والا کی رفاقت میسر نہیں ہوئی تھی ——— جس قدر مخلصین اس وقت تک لاہور میں موجود تھے۔ حضرت خواجہ سب کو شیخ الہداد کی صحبت وملازمت کا مشورہ دے کر تشریف لے گئے تھے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ کی اس تحریر سے جو انھوں نے اپنے ایک مخلص کے نام بھیجی ہے آشکارا ہوتا ہے۔

3

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان دنوں سیر ولایت ما ورالنہر کا داعیہ قوی ہو گیا ہے، چند روز کے بعد اس طرف متوجہ ہو جاؤں گا۔ شیخ الہداد کی صحبت کو سیری عدم موجودگی میں اختیار کرنا ——— جس کسی کو ان کی صحبت و ملازمت میسر ہو جائے غنیمت ہے ——— خدا کی قسم میں یہ بات تکلف سے نہیں کہہ رہا ہوں۔"

حضرت خواجہ سے شیخ الہدادؒ نے بعض دقائق و حقائق کے تحریر کرنے کی درخواست کی تھی چنانچہ سفر ماوراء النہر میں راستے سے حضرت خواجہؒ نے یہ مکتوب شیخ الہ دادؒ کو ارسال فرمایا۔

"برادر ارشد شیخ الہ دادؒ۔ اپنے دعا گو کی اپنی توجہ سے امداد کرتے رہیں ——— اس عالم پریشانی اور بے استقامتی میں بے حیائی کی بات ہے کہ سخن تصوف درمیان میں لاؤں اور دقائق طریق کو بتلاؤں ——— صرف ایک وصیت پر اکتفا کرتا ہوں تم اس وصیت پر کاربند رہنا۔ وہ یہ ہے کہ تم ہماری طرح "کوچہ گرد" اور "بیاباں بیمانہ" نہ بننا۔ اپنے کو اپنی "نسبت" پر ثابت و برقرار رکھنا اور اس نسبت کو عزیز رکھنا یہ نسبت "کبریت احمر" سے بھی زیادہ نایاب چیز ہے۔"

جب حضرت خواجہؒ ماوراء النہر سے واپس ہوئے تو شیخ الہ دادؒ نے بکمال "عقیدت و شکستگی" حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں رہنا شروع کر دیا۔ مسافروں اور زائروں کے کھانے کا انتظام اور خانقاہ کی خدمت گاری ان ہی کے سپرد ہوئی، پھر کمال یہ کہ اس ذمہ داری کی خدمت پر رہتے ہوئے "کار و ذکار" اور "احوال باطن" سے کبھی غفلت نہیں برتی۔ اپنے پیر و مرشد کی برکت توجہ سے اونچا مقام حاصل کیا صاحب زبدۃ المقامات آخر میں لکھتے ہیں شیخ الہ داد "خوبان روزگار" اور "ارباب وقار و انکسار" میں سے ہیں ——— ان کو کسی کی غیبت اور عیب جوئی سے کوئی واسطہ نہیں، اپنے کام سے کام ہے ——— اپنے پیر و مرشد کے مزار پر انوار کے احاطہ میں رہتے ہیں ——— جب کوئی شخص خواجہ حسام الدین احمد کے پاس طالب بیعت ہو کر آتا ہے تو وہ اس کو شیخ الہ دادؒ کے پاس بھیج دیتے ہیں ——— خواجہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

حسام الدین احمد اور شیخ الہ داد کے درمیان بہت محبت ہے۔

شیخ الہ داد کا وطن | صاحب تذکرۃ الکرام نے شیخ الہ داد کا وطن امروہہ قرار دیا ہے، نیز مشاہیر داکابر امروہہ میں ان کو شمار کر کے ان کا مختصر سا ذکر بھی کیا ہے علاوہ ازیں الفول نے شیخ کا مدفن بھی امروہہ میں بتلایا ہے، امروہہ سے وطنی نسبت کے ثبوت میں انہوں نے طبقات شاہجہانی کی حسب ذیل عبارت پیش کی ہے۔

"میاں شیخ الہ داد ابن وہبی (امروہی) سلمہ از کبار اصحاب خواجہ زندہ دلاں خواجہ محمد باقی نقشبندی ادیسی است قدس سرہٗ" الخ

ممکن ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا مولد اور وطن امروہہ ہو لیکن بعدہٗ دہلی سکونت اختیار کر لی ہو۔ مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب لکھنوی نے نزہۃ الخواطر میں شیخ کو دہلوی لکھا ہے اور ان کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کیا ہے۔

"الشیخ العالم الصالح الہداد الحنفی النقشبندی الدہلوی" الخ

البتہ یہ بالکل صحیح نہیں ہے کہ ان کا مدفن امروہہ ہے۔ اسرار یہ اور نزہۃ الخواطر میں تصریح ہے کہ وہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے جوار میں دفن ہوئے[1]

تذکرہ علمائے ہند مولفہ مولوی رحمٰن علی مرحوم میں الہ داد نام کے پانچ حسب ذیل علما کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

(۱) مولانا الہ داد جونپوری (۲) میاں الہ داد لکھنوی (۳) مولانا الہ داد سلطانپوری

(۴) مولانا الہ داد لشکرخانی (۵) مولانا الہ داد امروہی۔

---

[1] تعجب ہے کہ مزارات اولیاء دہلی کے مولف نے شیخ الہ داد کا ذکر تک نہیں کیا، شاید ان کو علم ہی نہیں کہ الہداد نام کے کوئی بزرگ دہلی میں مدفون ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

ان میں سے مولانا الہ داد امروہی کے بارے میں لکھا ہے۔

"مستعد و خوش طبع و شیریں سخن و خوش صحبت ..... در سال نہصد و نود ہجری در نواحی سیالکوٹ ودیعت حیات کردہ بمواضع امروہہ مدفون گشت نور اللہ مرقدہ"

(تذکرہ علماء ہند)

امروہہ میں جن الہ داد نام کے بزرگ کا مزار مشہور ہے، غالباً وہ یہی مولانا الہ داد امروہی ہیں جن کا ذکر تذکرہ علماء ہند میں ہے۔ صاحب تذکرۃ الکرام نے مشارکت اسمی کی وجہ سے شیخ الہ داد خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ سمجھ لیا اور اسی بناپر اُن کا مزار امروہہ میں بتایا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شیخ الہ دادؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی زندگی میں دہلی کے تین سفر کیے اور یہ تینوں سفر حصول کمالات رُوحانی کے اعتبار سے بہت کامیاب رہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے اُن کو بڑی بڑی بشارتیں سنائیں بہت سے احوال کا اُن سے استفسار کیا اور آخر میں "کل کارخانۂ اصلاح و تربیت" اُن ہی کے سپرد کر دیا۔[1]

وفات خواجہؒ کی خبر حضرت مجددؒ کو اُس وقت ملی جب کہ وہ لاہور میں تھے یہ خبر سنتے ہی وہ دہلی حاضر ہوئے یہاں مخدوم زادوں (خواجہ کلاں و خواجہ خرد) اور پیر بھائیوں کی تعزیت تسلی کی ——— اصحاب خواجہؒ نے اپنی خستگی دل کی مداوا اُنکی صحبت کی برکت سے حاصل کی۔

حضرت مجددؒ نے اپنے پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق اور "یاران دل افگار" کے

---

[1] زبدۃ المقامات میں حضرت خواجہ کی تحریری و تقریری شہادتیں اس دعویٰ کے اثبات میں پیش کی گئی ہیں کہ خود حضرت خواجہؒ نے اپنے باکمال مرید حضرت مجدد سے روحانی فوائد حاصل کیے ہیں۔ درحقیقت عدم تحقیق اور کم فہمی نے ہر دور میں خواہ مخواہ کے ہنگامے برپا کیے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

التماس پر یہاں رہ کر روحانی خدمات انجام دینے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے لیے پھر وہی رونقیں لوٹ آئیں جو حضرت خواجہؒ بزرگوار کے زمانہ میں تھیں اور بہت سے فوائد مرتب ہوئے۔ لیکن اس گرمی افادات کے زمانے میں بعض حاسدوں نے کھڑا کر ایک ناخوشگوار قضیہ چھیڑ دیا۔ جس میں بتلایا گیا کہ مجدد صاحب کا دعویٰ ہے کہ حضرت خواجہؒ نے بعد کو خود اُن سے استفادہ کیا ہے۔ اس قضیہ کے چھیڑنے پر حضرت مجدد صاحب کی طرف سے حضرت خواجہ کے بہت سے متوسلین کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے۔ حضرت مجددؒ نے اس سازش پر مطلع ہو کر اول نصیحتوں کے ذریعہ سے اس قضیے کو رفع دفع کرنا چاہا تاکہ اخلاص و اتحاد میں کوئی فرق نہ آئے توجہ باطنی سے بھی کام لیا لیکن اس کے باوجود کچھ متوسلین خواجہ نے استفادہ سے اپنے کو روک لیا۔ اور ایک عجیب ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کچھ عرصے بعد بعض پیر بھائیوں نے عذر خواہی کی اور معافی چاہی ــ حضرت مجددؒ نے اُن کو معاف کر دیا اور اُن کے درمیان صفائی ہو گئی تھی۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا حضرت مجددؒ صاحبؒ کے علاوہ خواجہ کے تین خلفا اور تھے اُن میں سے شیخ تاج الدین سنبھلی بعد وفات خواجہ ہندوستان کے متعدد شہروں اور قریوں میں دورہ کرتے ہوئے ممالک اسلامیہ کی سیاحت کے لیے چلے گئے بالآخر حجاز مقدس میں پہونچے اور مکہ معظمہ میں سپرد خاک ہوئے ــــ شیخ تاج الدین سنبھلی اور حضرت مجددؒ کے تعلقات آخر تک اچھے رہے جیسا کہ مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور غالباً وہ دہلی کے اس قضیے میں شریک بھی نہیں ہوئے جو حضرت مجدد کے ساتھ پیش آیا۔

خواجہ حسام الدین احمدؒ سے پوری طرح صفائی ہو گئی تھی، انھوں نے اپنے فرزندوں کو بھی حضرت مجددؒ کی تربیت میں دے دیا تھا۔ اب رہ گئے شیخ الہ دادؒ، یہ دہلی میں حضرت خواجہ کے جانشین کی حیثیت رکھتے تھے اور خانقاہ خواجہ میں مستقل سکونت رکھنے کی وجہ سے پیرزادوں اور دہلی میں رہنے والے پیر بھائیوں کی اخلاقی اور دینی حالت سنوارنے کے پورے پورے ذمہ دار تھے ــــ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان میں اتباع سنت اور محافظت طریقہ

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com

کا جذبہ اتنا قوی نہ تھا جتنا حضرت مجددؒ کے اندر تھا ـــــ خانقاہِ خواجہ میں بعض ایسے اجتماعات ہوتے تھے جن کو عام نظریں خواہ دین و مزاج دین کے خلاف نہ سمجھیں لیکن فاروقی جذبہ رکھنے والے مرد کامل کی نگاہ دور میں ان کو مضر اور انجام کے لحاظ سے خطرناک قرار دیتی تھی۔

حضرت مجدد صاحبؒ شیخ الہ دادؒ جیسے ذمہ دار بزرگ پر اپنے مکتوبات میں سختی کے ساتھ تنقید کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ شکل دین اپنے اصلی خد و خال کے لحاظ سے محفوظ رہے اور طریقہ نقشبندیہ میں غفلت کی وجہ سے تغیر نہ آجائے۔

یہ بات نہیں ہے کہ حضرت مجددؒ کے دل میں اپنے اس جلیل القدر پیر بھائی کا احترام نہیں ہے وہ سب بھائیوں کا احترام فرماتے تھے اور حضرت خواجہ کے خاص خاص خلفاء کا تذکرہ انتہائی محبت سے کرتے تھے۔ رسالہ مبدا و معاد میں فرماتے ہیں۔

"ما چہار کس بودیم در خدمت خواجہ خود کہ بیش مردم درمیان سائر یاراں امتیازے داشتیم الخ"

اپنے مکتوبات میں جو شیخ حسام الدین احمد کے نام ہیں شیخ الہ داد کی خاص طور پر خیریت دریافت کرتے ہیں مکتوب ۳۰ جلد اول میں ہے۔

"مدت ہو گئی الفقاری، حضرات مخدوم زادگان، میاں جمال الدین حسین، خادمان آستانہ اور بالخصوص میاں شیخ الہ دادؒ اور میاں شیخ الہدیہ کی خیریت نہیں معلوم ہوئی ـــــ اس کا سبب سوائے اس کے کہ ہم دور افتادوں کو زینت طاقِ نسیاں کر دیا گیا ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔"

اس محبت اور قلبی تعلق کے باوجود جب حضرت مجددؒ کوئی ایسی خبر سن پاتے ہیں جس سے تھوڑا سا "احداث فی الدین" بھی مترشح ہوتا ہے تو ان کی رگِ فاروقیت جوش میں آجاتی ہے۔

حضرت مجددؒ کو خانقاہ خواجہ کے متعین خصوصاً شیخ الہ داد سے جن چند ایک امور میں اختلاف تھا ان میں سے ایک مسئلہ مولود بھی ہے ـــــ ظاہر ہے کہ اس وقت مولود کا اجتماع

Marfat.com

ہماری چودھویں صدی کی مجالس میلاد کی طرح شرعی حدود و شرائط سے آزاد نہ ہوگا اس میں یقیناً اس بات کا خیال رکھا جاتا ہو گا کہ بے تکے اشعار نہ ہوں، غلط روایات نہ ہوں، مولود پڑھنے والے بھی یقیناً پابند شریعت اور غالباً ذاکر و شاغل اشخاص ہوتے ہوں گے۔۔۔۔۔ سننے والے بھی ایسے پاکیزہ نفوس جن کے تقوے کی شہادت دہلی کی فضاؤں اور تاریخ و تذکرہ کے اوراق میں آج تک ثبت ہے۔

پھر مکتوبات عزیزے دیکھیے تو اس نتیجے پر پہونچنا پڑے گا کہ اس مولود میں قیام بھی "شرط" اور "رکن" کی حیثیت آج کی طرح نہیں رکھتا تھا۔ پھر بھی اُس "ہیئت کذائی" کو حضرت مجدد کا تفقہ اور منصب تجدید کی ذمہ داریوں کا احساس برداشت نہ کر سکا، وہ اس اجتماع کو "صرف غیر مستحسن قرار دیتے تھے بلکہ "طریقے" کے خلاف بھی تصور فرماتے تھے۔

مکتوب نمبر ۲۳ جلد اول میں مسئلہ مولود پر روشنی ڈالی گئی ہے اور لکھا ہے کہ فقیر اسقدر مبالغہ سے جو اس کو منع کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز طریقہ نقشبندیہ کے بھی منافی ہے اور مخالفت طریقہ خواہ سماع و رقص کی شکل میں ہو خواہ مولود خوانی اور شعر خوانی کی صورت میں ہو اس طریقہ کے سالکین کے لیے مضر ہے۔

اسی مکتوب میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

فیروز آباد (دہلی کا وہ علاقہ جہاں خانقاہ خواجہ تھی) ہم فقراء کا مجاذ و ماویٰ ہے۔ مسترشدین کے لیے وہاں کا ہر عمل نمونے کی حیثیت رکھتا ہے، جس وقت وہاں پر کوئی ایسا امر دین کے نام پر حادث ہوتا ہے جو طریقہ نقشبندیہ کے بھی مخالف ہو تو ہم سب فقراء کو اس بات کو سن کر بڑی بے چینی پیدا ہوتی ہے۔

"مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کے طریقے کی محافظت کے پورے پورے ذمہ دار ہیں اور اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کا لحاظ رکھیں۔

اسی مکتوب کے آخر میں کتنے پرزور الفاظ میں ارقام فرماتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

"فرض کرو حضرت خواجہ اس وقت زندہ ہوتے اور یہ مجلس اُن کے سامنے ہوتی اور یہ اجتماع (بہیئت کذائی) منعقد ہوتا تو کیا وہ اس امر پر راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے؟ فقیر کا یقین یہ ہے کہ وہ ہرگز اس کو جائز قرار نہ دیتے بلکہ انکار فرماتے ۔ فقیر کا مقصد فقط آگاہ کرنا تھا، قبول کریں یا نہ کریں اختیار ہے۔ مناظرے کی گنجائش نہیں۔ اگر مخدوم زادگان اور متعلقین خانقاہ اسی موجودہ روش پر قائم رہے تو ہم فقیروں کو ان حضرات کی ملاقات سے دیا دل ناخواستہ ہاتھ دھونا پڑے گا۔"

خواجہ حسام الدین احمد نے مسئلہ مولود کے متعلق کچھ استفسار کیا ہوا اسکے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:-

مخدوما! جب تک اس دروازے (مولود خوانی) کو بالکل بند نہ کیا جائے گا۔ بوالہوس باز نہیں آئیں گے۔ اگر "اندک" کی تجویز اس وقت کردی گئی تو آئندہ معاملہ "بسیار" تک پہونچے گا۔ مکتوب [illegible] جلد ثالث۔

شیخ الہ دادؒ نے حضرت مجددؒ کی ان شکایات کے بعد اپنا معاملہ صاف کرنا چاہا ہے اور خواجہ حسام الدین احمد کو درمیان میں ڈالا ہے۔ چنانچہ مکتوب نمبر [illegible] جلد اول میں ہے۔

"میاں شیخ الہ دادؒ کے بارے میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ لکھا ہے۔ فقیر کو اسمیں کوئی تامل نہیں لیکن اتنا منظور ہے کہ شیخ صاحب موصوف کو اپنے طور طریقہ کو تبدیل کرنے پر نادم ہونا ضروری ہے۔ ندامت ہی عفو خواہی کا دوسرا نام ہے۔ آپ کی سفارش جو انھوں نے طلب کی ہے وہ بھی ندامت ہی کی ایک فرع ہے بہر تقدیر فقیر اپنی طرف سے درگزر کرتا ہے اب رہا خود اُن کا مجھسے معاملہ اس کو وہ جانیں، سرہند کو اپنا گھر تصور کریں ہم پیرگی کی نسبت اور محبت ایسی نہیں ہو کہ عارضی امور سے ٹوٹ پھوٹ جائے۔ اور کیا لکھوں۔ والسلام"

Marfat.com

اس کے بعد اسی مکتوب میں ایک ضروری اضافہ فرماتے ہیں اور یہ کلمات زبان قلم پر لاتے ہیں :-

اس تحریر کے بعد دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ اس بات کو ذرا واضح طریقہ پر بیان کروں ، اجمال میں ابہام رہ جاتا ہے نہ جانے کیا سمجھ لیا جائے ۔

محذورا معافی اس صورت میں متصور ہے کہ وہ جماعت موجودہ وضع کو برا جانے اور اس پر نادم ہو ورنہ معافی کی کوئی گنجائش نہیں ۔

آپ نے لکھا تھا کہ — پیر و مرشد نے شیخ الہ داد کے سپرد طالبین کا کام ایک جماعت کی موجودگی میں کیا تھا ۔ یہ بات ذرا تشریح کی محتاج ہے سنیئے — اگر سپرد کرنا اس حیثیت سے ہے کہ وہ فقرا اور زائرین کی خدمت کریں اور ان کی آب و نان سے خبرگیری رکھیں تو یہ بات مسلم اور درست ہے لیکن اگر اس کا مطلب یہ لیا جا رہا ہے کہ وہ جماعت طالبان کی تربیت کریں اور مقام مشیخت پر بیٹھیں یہ امر تسلیم نہیں ہے ۔ "ایک مرتبہ جب میری حاضری پیر و مرشد کے دربار میں ہوئی تھی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ شیخ الہ داد میری طرف سے جاکر بعض طالبوں کو ہدایت کریں اور اُن کے حالات سے مجھے مطلع کریں میرے اندر اپنے پاس سب طالبین کو بلا کر ہدایت کرنے اور حالات دریافت کرنے کی طاقت نہیں ہے — فقیر نے اول تو اس معاملہ میں تامل کیا لیکن چونکہ ضرورت تھی اسلیے اس تجویز کی تائید کردی ظاہر ہے کہ یہ صورت محض سفارت کی ہے علی الخصوص جبکہ ضرورت پر مبنی ہو — ضرورت اپنی مقدار پر ہی رکھی جاتی ہے ۔ وہ سفارت بھی پیر و مرشد کی حیات کے ساتھ مخصوص تھی اُن کی وفات کے بعد شیخ کا ہدایت و ارشاد کرنا اور احوال طالبان دریافت کرنا درست نہیں ہے ۔

حضرت مجدد الف ثانی نے دین کے معاملے میں اور طریقہ نقشبندیہ کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں جتنی کوششیں صرف کرنا چاہیئے تھیں صرف کیں — اور اس جد و جہد کے اچھے نتائج

Marfat.com

برآمد ہوئے درحقیقت طریقۂ نقشبندیہ میں سنت کی محافظت خاص اہمیت رکھتی ہے ــــ آج حضرت مجدد الف ثانی کی طرف نسبت کرنے والے بہت سے افراد نہ جانے کیوں مکتوبات امام ربانی کو غور سے نہیں دیکھتے دنیا چاہے کتنی ہی بدعات کی مرتکب ہوتی لیکن جن کے ہاتھوں میں حضرت مجدد الف ثانی جیسے متبع سنت بزرگ کی تحریری ہدایتیں مکتوبات کی صورت میں تھیں ــــ اور وہ حضرت مجدد ہی کے سلسلے میں شامل ہیں اُن سے بہت زیادہ تعجب کی بات ہو کہ وہ کسی بدعت کی حمایت کریں اور بجائے امر بالمعروف نہی عن المنکر، احکام دین اور تعلیمات محمدیہ کی اشاعت میں مشغول ہونے کے ایسے کام انجام دیں جن سے بدعات کو ترقی ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ کتاب وسنت کے مطابق اپنی زندگی گزاریں اور بزرگان دین کی صحیح اتباع کریں۔

(ختم شد) وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین۔

Marfat.com

ہماری مطبوعات

اسلام کیا ہے؟ | دین و شریعت | قرآن آپ سے کیا کہتا ہے | معارف الحدیث جلد ۶

تذکرہ مجدد الف ثانیؒ | خواجہ باقی باللہؒ مع خلفاء و صاحبزادگان | تذکرہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

تذکرہ صوفی عبد الرب؟ | حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور انکی دینی دعوت | تذکرہ مولانا محمد یوسفؒ الفرقان کا حضرتجی نمبر

صحبتے با اہل دل (ملفوظات حضرت شاہ محمد یعقوب بھوپالیؒ) | ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ

تجلیات ربانی ـــــ تلخیص و ترجمہ مکتوبات مجدد الف ثانیؒ مکمل ۲ جلد | مکتوبات خواجہ محمد معصومؒ

محمد بن عبد الوہاب اور ہمارے بعض اکابرؒ | وصایا شیخ شہاب الدین سہروردیؒ | تصوف کیا ہے؟

روح کا غسل اور لباس کی غسل | منتخب تقریریں | میری طالب علمی | دینی مدارس کے طلبا سے خطاب

نماز کی حقیقت | کلمہ طیبہ کی حقیقت | برکات رمضان | انیس نسواں

آپ حج کیسے کریں؟ | آسان حج | حج میڈ ایزی | سفرنامہ حجاز

بوارق الغیب علی من یدعی لغیر اللہ علم الغیب یا مسئلہ علم غیب کا قرآنی فیصلہ

احکام نماز | زلزلہ کا پوسٹ مارٹم (بریلوی فتنہ کا نیا روپ) | قرآنی علاج

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر معاندین اہل بدعت کے الزامات کا جواب

معرکۃ القلم یا فیصلہ کن مناظرہ | تاریخ میلاد | انسانیت زندہ ہے

سوالات یوحنیہ | قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ | اوراد و فضیلہ

قادیانی کیوں مسلمان نہیں ہیں؟ ـــ (مسئلہ نزول مسیح و حیات مسیح)

قیمتوں سے واقفیت کے لیے ہماری فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

ملنے کا پتہ:

کتب خانہ الفرقان ۳۱ نیا گاؤں مغربی (نظیر آباد) لکھنؤ

Marfat.com

Marfat.com

آپ

حج کیسے کریں

حج کے موضوع پر اردو زبان میں بے شمار کتابیں نکل چکی ہیں

لیکن یہ کتاب جو دراصل مولانا محمد منظور نعمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی

کی مشترک تالیف ہے اپنی اس خصوصیت میں اب بھی ممتاز و منفرد ہے کہ یہ بہت آسان اور دل نشیں انداز میں حج کا طریقہ اور اس کے احکام و مناسک بھی بتاتی ہے اور ذوق و شوق اور جذبۂ عشق بھی پیدا کرتی ہے جو حج و زیارت کی جان ہے۔

اللہ کے جن بندوں نے اس کتاب کو لیکر اور اس کی رہنمائی میں حج کیا ان کا بیان ہے کہ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ماہر اور مخلص معلم اور صاحب دل مرشد انگلی پکڑ کر مناسک اور عاشقانہ حج کرا رہا ہے۔

آخر میں شوق انگیز اور دعائیہ نظمیں بھی شامل ہیں ____ عمدہ کاغذ ____ قیمت مجلد

آسان حج

یہ آسان زبان میں "آپ حج کیسے کریں" کا خلاصہ ہے۔ ایسے کم تعلیم یافتہ حضرات کیلئے جو صرف آسان اور معمولی اردو ہی پڑھ سکتے ہیں، بہترین رہنما ہے۔

• پاکٹ سائز • دلکش ٹائٹل • قیمت صرف

نوٹ: ہماری دیگر بہترین مطبوعات کے علاوہ ہندوستان اور پاکستان کی اہم مطبوعات کے لئے فہرست کتب مفت طلب فرمائیے

کتب خانہ الفرقان، کچہری روڈ، لکھنؤ

Cover Printed at : CLASSIC PRINTERS NEAR KAISARBAGH KOTWALI LKO.